( تیسرا_ رنگ )
سکندر کا ورثہ
ایچ _ اقبال
سیف الملوک عباسی ۔ محمد نعمان
۔ عقیل قریشی ۔ صائم بھائی ۔
محمد سجاد بھٹی
جاسوسی ڈائجسٹ : مئی 1998

پہلا رنگ

# سکندر کا ورثہ

ایچ اقبال

زَن، زَر اور زمین روزِ اوّل ہی سے فسادِ خلق کا سبب رہے ہیں اور اس معاملے میں انسانی حرص و ہوس جب بھی حد سے بڑھی ہے، نتیجہ تباہی و بربادی کے سوا کچھ اور نہیں نکلا۔ وہ چاروں دوست بھی ایک ایسی ہی راہِ پُرخطر پر گامزن ہو گئے تھے لیکن نیتوں کا فتور رنگ لایا اور دولت کی چمک نے انسانی خون کو ارزاں کر دیا۔
اُس خزانے کا قصہ جس کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ اُسے سکندرِ اعظم چھوڑ گیا تھا اور سالہا سال جس کی خاطر نسل در نسل خونریزی ہوتی رہی۔ اُس فلم کی تکمیل کا ماجرا جس کی فلم بندی کسی مہم جوئی سے کم نہ تھی اور وہ اپنی نوعیت کے اعتبار سے نہایت منفرد انداز میں بنائی جا رہی تھی۔

**لالچ [illegible] ظلم اور بربادی کے پس منظر میں ایک عبرت انگیز مہم جوئی کی داستان**

**خواب گاہ** کے ایک گوشے میں بنا ہوا چھوٹا سا خوب صورت بار کاؤنٹر صرف شرجیل رحمانی کے کام آتا تھا۔ اس کی بیوی فریال رحمانی نے اپنی بارہ سالہ فلمی زندگی میں شراب بھی نہیں پی تھی لیکن اس رات جب شرجیل اپنے لیے دوسرا پیگ بنا رہا تھا تو بستر پر لیٹی ہوئی مضمحل اور پریشان فریال رحمانی نے اس کی طرف دیکھے بغیر آہستہ سے کہا "ایک پیگ مجھے بھی بنا دو۔"
شرجیل نے چونک کر اس کی طرف دیکھا ضرور تھا لیکن کچھ بولا نہیں تھا۔ ذرا سے توقف کے بعد وہ فریال کے لیے بھی پیگ بنانے لگا۔
فریال اس وقت شدید ذہنی دباؤ میں تھی اور اس نے سوچا تھا شاید لوگ ٹھیک ہی کہتے ہیں کہ ایسی کیفیت میں شراب سے اعصاب کو سکون مل جاتا ہے۔
فریال فلموں کے ایک بہت کامیاب ہدایت کار کی بیٹی تھی۔ وہ خوب صورت بھی بلا کی تھی لیکن اسے اپنے بارے میں اچھی طرح اندازہ تھا کہ اس میں اداکاری کی صلاحیتیں نہیں ہیں، اس لیے وہ کبھی ایک کامیاب ہیروئن نہیں بن سکتی لیکن اسے ہدایت کاری کے شعبے سے بہت دلچسپی تھی۔ اس نے اپنے باپ سے بہت کچھ سیکھا بھی تھا۔ پانچ سال قبل وہ انتقال کر گئے تھے۔ ان کی آخری دو فلموں کے ٹائٹل پر فریال کا نام اسسٹنٹ ڈائریکٹر کے طور پر بھی آ چکا تھا۔ ان کی آخری ادھوری فلم بھی اس نے مکمل کی تھی پھر نہ جانے کیسے فلمی دنیا میں یہ بات مشہور ہو گئی کہ اس کے والد کی آخری دو فلموں کی ریکارڈ ساز کامیابی دراصل فریال کی ذہانت کا نتیجہ تھی۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ فوراً ہی فریال کو ایک فلم کی ہدایت کاری کا موقع مل گیا۔ حالانکہ اس وقت فریال کی عمر صرف بائیس سال تھی۔ فلم جب ریلیز ہوئی تو اس نے کامیابی کے ایسے جھنڈے گاڑے کہ فریال کے دروازے پر پروڈیوسرز کی جیسے قطار لگ گئی پھر صرف دو ہی سال میں فریال کو فلمی دنیا کی بہترین ہدایت کارہ مانا جانے لگا۔
انہی دنوں فریال نے شرجیل کو ایک فلم کے سیٹ پر دیکھا۔ کئی سال دھکے کھانے کے بعد وہ اس فلم میں ایک چھوٹا سا رول حاصل کر سکا تھا۔ فریال نے اس کی اداکاری دیکھی تو محسوس کیا کہ وہ اپنی جو نئی فلم شروع کرنے والی تھی، اس کے لیے شرجیل ایک نہایت مناسب ہیرو ثابت ہوتا۔ اس نے بلا تاخیر شرجیل کو اس فلم کے لیے کاسٹ کر لیا۔ بحیثیت ہدایت کارہ اس کا سکہ اتنا ہی جم چکا تھا کہ پروڈیوسرز حضرات اس کی کسی بات پر بھی چون و چرا کرنے کی ضرورت ہی نہیں سمجھتے تھے۔
اس فلم کی ریلیز کے ساتھ ہی شرجیل کو "اسٹار" تسلیم کر لیا گیا اور اس فلم کی تکمیل کے دوران میں ہی فریال اور شرجیل ایک دوسرے کے قریب بھی ہوتے چلے گئے۔ یہاں تک کہ فلم ریلیز ہونے کے بعد ہی انہوں نے شادی کر لی۔ ایک سال میں خدا نے

انہیں ایک بیٹے سے نواز دیا۔

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ انہیں دولت، شہرت، عزت بھی کچھ حاصل ہوگیا۔ چار سال بعد فریال نے اپنی فلم کمپنی قائم کرلی۔ اس طرح ان کی فلموں کی کامیابی ان کے لیے زیادہ منفعت بخش ثابت ہوئی۔

ان کامیابیوں کے بعد ان دونوں کی زندگی اور زیادہ خوش گوار ہوجانا چاہیے تھی لیکن جب شرجیل کی عمر چھتیس سال کے لگ بھگ ہوگئی تو فریال نے اسے اپنی بعض فلموں میں کاسٹ کرنا مناسب نہیں سمجھا کیونکہ وہ ان فلموں میں ایک چھتیس سالہ شخص کو کالج بوائے یا اس قسم کے کسی کردار میں پیش نہیں کرنا چاہتی تھی۔

شرجیل کو یہ بات بری لگی۔ فریال نے اسے سمجھانے کی کوشش کی مگر ناکام رہی۔ شرجیل کے رویے میں سرد مہری آنے لگی۔ اس نے فریال سے مشورہ کیے بغیر چند دوسرے ہدایت کاروں کی فلمیں سائن کیں لیکن وہ سبھی بری طرح فلاپ ہوئیں اور یہ بات کہی جانے لگی کہ صرف فریال کی ذہانت اور تجربہ ہی شرجیل کی اداکارانہ صلاحیت سے کام لے سکتا ہے۔

اس موڑ پر شرجیل کو عقل آجانا چاہیے تھی لیکن وہ فریال سے اور زیادہ کھنچا کھنچا رہنے لگا۔ یہاں تک کہ جب فریال نے اسے اپنی کسی فلم کے لیے مناسب سمجھتے ہوئے کاسٹ کرنا چاہا تو .... اس نے کام کرنے سے انکار کردیا۔ اس طرح فریال کے دل میں بھی بال آگیا۔ شاید کچھ ہی عرصے بعد ان دونوں میں علیحدگی بھی ہوجاتی لیکن بیٹے سے دونوں ہی کو بہت پیار تھا اور دونوں سمجھتے تھے کہ ان کی علیحدگی سے ان کے بیٹے کے ذہن پر مرتب ہونے والے منفی اثرات اس کے مستقبل پر بھی اثر انداز ہوسکتے ہیں لہٰذا انہوں نے "سمجھوتے کی زندگی" گزارنا ہی مناسب سمجھا۔ ممکن ہے اس کا سبب شرجیل کا یہ خیال بھی ہو کہ فریال سے الگ ہوکر اس کی رہی سہی حیثیت بھی ختم ہوجائے گی۔

بیٹا جب چھ سال کا ہوگیا تو فریال نے اسے ایک ہاسٹل میں داخل کرادیا۔ اپنی بے پناہ مصروفیت کے باعث وہ اس کے لیے مجبور تھی اور شرجیل اس قابل رہا نہیں تھا کہ بیٹے کی نگہداشت کرسکتا۔ اس کا بیشتر وقت شراب کی بوتل کے ساتھ گزرنے لگا تھا۔

انہی دنوں میں فریال نے بیک وقت دو فلمیں شروع کیں جن میں سے ایک تو اپنے "ملٹی اسٹارز" ہونے کی وجہ سے کثیر سرمائے سے بنتی اور دوسری تاریخی فلم کے صرف سیٹ ہی بہت مہنگے بننا تھے۔

فریال کو اپنی ان دونوں فلموں سے بہت کچھ توقعات وابستہ تھیں لیکن جب فلمیں ریلیز ہوئیں تو اپنی فلمی زندگی میں اسے پہلی بار زبردست ذہنی دھچکے سے دوچار ہونا پڑا۔ دونوں فلمیں اس بری طرح ناکام ہوئی تھیں کہ تین چوتھائی سرمایہ اس لیے بھی ڈوب گیا

کہ ان فلموں کی ڈسٹری بیوٹر بھی وہ خود تھی۔
خود کو سنبھالنے میں فریال کو ایک مہینہ لگ گیا پھر اس نے اپنے حواس مجتمع کرکے پوری یکسوئی سے تیسری فلم کی تیاری شروع کی۔ اس فلم پر اس نے اپنے بچے کھچے سرمائے کا تین چوتھائی حصہ لگا دیا۔
بدقسمتی اب سائے کی طرح فریال کے ساتھ لگی ہوئی تھی۔ اس کی یہ تیسری فلم بھی بری طرح ناکام ہوئی جس کے باعث اس نے زندگی میں پہلی بار شراب کے چند گھونٹ اپنے حلق سے اتارے۔
شرجیل نے چبھتی ہوئی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا "اب تو تمہیں غالباً کوئی اور بھی اپنی فلم کے لیے بحیثیت ہدایت کارہ منتخب نہیں کرے گا۔"
"میں بڑی بدنصیب عورت ہوں۔" فریال نے اس کی طرف دیکھے بغیر بھرائی ہوئی آواز میں کہا "لیکن میں خود کو بدقسمت اس لیے نہیں کہہ رہی ہوں کہ میری تین فلمیں ناکام اور میں تقریباً قلاش ہو چکی ہوں بلکہ میری بدنصیبی یہ ہے کہ اس وقت کوئی ایسا بھی نہیں جو مجھے کچھ دلاسا دے سکے، میرا کچھ حوصلہ بڑھا سکے۔"
"اگر یہ طنز مجھ پر ہے تو خوب ہے۔" شرجیل نے تلخی سے کہا۔
فریال شاید پھر کچھ کہتی مگر اسی وقت ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ انسٹرومنٹ فریال کے سرہانے تھا اس نے ریسیور اٹھایا۔ اٹھانے کے انداز میں بڑی بے دلی تھی "ہیلو!" وہ ماؤتھ پیس میں بولی۔
"میڈم فریال تشریف رکھتی ہیں؟" ایک مردانہ آواز سنائی دی۔
"فرمایئے! میں بول رہی ہوں۔"
"میری خوش قسمتی ہے کہ مجھے فوراً ہی آپ سے گفتگو کرنے کا شرف حاصل ہو گیا۔ میرا نام سکندر ہے، سکندر بٹ! کیا آپ مجھے اپنا کچھ قیمتی وقت دے سکیں گی؟"
"آپ کس سلسلے میں ملنا چاہتے ہیں؟"
"میرا تعلق فلمی دنیا سے کبھی نہیں رہا لیکن آپ کو ایک ہدایت کارہ کی حیثیت سے میں نے ہمیشہ پسند کیا ہے۔ اس لیے جب مجھے خود ایک فلم بنانے کا خیال آیا تو میں نے فیصلہ کیا کہ اس فلم کی ہدایت کارہ آپ ہی کو ہونا چاہیے۔"
ایک لمحے کے لیے فریال کے جسم میں سنسناہٹ دوڑ گئی۔ اسے تو یقین ہو چلا تھا کہ اب اسے بہ حیثیت ہدایت کارہ شاید مشکل ہی سے کوئی چانس مل سکے گا لہٰذا مایوسی کے ان لمحات میں اسے یہ پیش کش صحرا میں اچانک نظر آجانے والے کسی نخلستان کی طرح محسوس ہوئی لیکن پھر فوراً ہی اسے ایک اور خیال بھی آیا جس کے باعث وہ نخلستان اسے ایک سراب معلوم ہونے لگا۔ وہ جانتی تھی کہ ایسے لوگوں کی کمی نہیں جو فلمی دنیا کے گلیمر سے متاثر ہو کر فلم بنانے کی ٹھان لیتے ہیں جب کہ ان کے پاس معقول سرمایہ نہیں ہوتا جس کے نتیجے میں فلم آدھی یا ایک تہائی بننے کے بعد ہی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ڈبوں میں بند ہو جاتی ہے۔
"آپ کو اندازہ ہے کہ کس قسم کی فلم کے لیے کتنے سرمائے کی ضرورت ہوتی ہے؟" فریال نے بے دلی سے پوچھا۔
"مجھے اس کا اندازہ بالکل نہیں ہے۔ یہ تو آپ ہی مجھے بتائیں گی لیکن یہ خیال اپنے دل میں ہرگز نہ لایئے گا کہ رقم کے سلسلے میں ہندسوں کی زیادہ تعداد میرے لیے کسی پریشانی کا سبب بن سکتی ہے۔ میں اس فلم کے لیے آٹھ نو ہندسوں کی کوئی بھی رقم بڑی آسانی سے خرچ کر سکتا ہوں۔"
"اوہ!" فریال نے ایک طویل سانس لی "تب تو یقین کیا جا سکتا ہے کہ آپ واقعی فلم بنانا چاہتے ہیں۔ اس سلسلے میں تفصیلی بات چیت ملاقات پر ہی ہو گی۔"
"اگر آپ کے پاس وقت ہو تو میں ابھی حاضر ہو جاؤں۔"
"ابھی تو رات ہو چکی ہے۔ پونے دس بج رہے ہیں۔ آپ کل صبح دس گیارہ بجے تشریف لے آئیں۔"
"ٹھیک ہے۔ میں صبح آجاؤں گا لیکن آپ سے یہ سن کر عجیب سا لگا کہ رات ہو چکی ہے۔ میرا خیال تھا کہ فلمی دنیا میں سورج ڈوبنے کے بعد ہی صبح ہوتی ہے۔" وہ دھیرے سے ہنسا۔
"آپ کا خیال غلط نہیں۔" فریال نے کہا "لیکن اس وقت میں کچھ تھکی ہوئی ہوں۔"
"بہتر ہے۔ کل میں ٹھیک ساڑھے دس بجے حاضر ہو جاؤں گا۔"
شرجیل اس دوران میں بڑے غور سے فریال کی طرف دیکھ رہا تھا۔ جب فریال نے ریسیور رکھ دیا تو وہ بولا "معلوم ہوتا ہے کہ تین فلمیں فلاپ ہونے کے بعد تمہارا ستارہ گردش سے نکل آنا چاہتا ہے۔"
"میں اتنی جلدی کسی خوش فہمی میں مبتلا نہیں ہونا چاہتی۔" فریال نے کہا "کل اس سے مل کر ہی اندازہ ہو گا کہ بات چل سکے گی یا نہیں۔"

○☆○

دوسرے دن سکندر بٹ مقررہ وقت پر آگیا۔ وہ ادھیڑ عمر کا ایک صحت مند آدمی تھا۔ آنکھوں پر تاریک شیشوں کے چشمے نے اس کی شخصیت خاصی بارعب بنا دی تھی۔ اس کے جسم پر سوٹ بھی خاصا قیمتی تھا اور اس کی اٹھارہ لاکھ کی کار بھی اس شخص کے مالی استحکام کی علامت سمجھی جا سکتی تھی۔
ڈرائنگ روم میں جب اس سے گفتگو شروع ہوئی تو فریال کے ساتھ شرجیل بھی تھا۔ چند رسمی باتوں کے بعد ہی سکندر بٹ اصل موضوع کی طرف آگیا۔
"میڈم فریال! آپ اس فلم کے سلسلے میں جو بھی تخمینہ لگائیں گی، اس میں میری طرف سے کوئی حیل و حجت نہیں ہو گی۔

اس کے علاوہ آپ کی جو بھی شرائط ہوں گی' وہ بھی مجھے بے بغیر منظور ہیں لیکن تین شرطیں میری بھی ہیں جو آپ کو ماننا ہوں گی۔"

"اچھا۔" فریال خفیف سی مسکرائی "تو پھر پہلے آپ اپنی شرائط ہی بتادیجیے! دوسرے معاملات بعد میں طے کرلیے جائیں گے۔"

"دوسرے معاملات طے ہونے میں کوئی رکاوٹ اس لیے نہیں ہوسکتی کہ میں آپ کی ہربات ماننے کے لیے تیار ہوں۔ اگر کوئی رکاوٹ پیدا ہوسکتی ہے تو میری شرائط کے باعث ہوسکتی ہے۔ یہ میں ابھی بتادوں کہ میری کوئی ایک شرط بھی آپ کو نامنظور ہوئی تو پھر ہمارا معاملہ یہیں پر ختم ہوجائے گا۔"

"اور پھر آپ کسی دوسرے ہدایت کار سے رابطہ کریں گے!" فریال کی مسکراہٹ گہری ہوگئی۔

"میں یہ غیر مہذب اندازِ گفتگو اختیار نہیں کرنا چاہتا تھا لیکن جب خود آپ نے یہ بات کہہ دی ہے تو میں آپ کے خیال کو مسترد نہیں کروں گا۔ یہ فلم تو مجھے ہر صورت میں بنانا ہے۔ دراصل یہ فلم میں کسی مالی منفعت کے لیے نہیں بنانا چاہتا۔ مجھے اعتراف کرلینا چاہیے کہ میری فطرت میں ضد کا عنصر بہت ہے۔ میں جو کام کرنے کی ٹھان لیتا ہوں' وہ کرکے ہی دم لیتا ہوں۔ یوں ہی سا خیال تو مجھے چند ماہ قبل آیا تھا کہ اس سبجیکٹ پر فلم بنائی جانی چاہیے لیکن کچھ دن پہلے میں نے شہر میں ایک لڑکی کو دیکھا تو پھر مجھ پر یہ دھن سوار ہوگئی کہ میں یہ فلم خود ہی بناؤں۔"

"لڑکی کی وجہ سے کیوں؟" شرجیل بول پڑا "کون ہے وہ لڑکی؟"

"یہ میں بعد میں بتاؤں گا۔ پہلے آپ میری شرائط سن لیجیے۔ میری پہلی شرط یہ ہے کہ ساری فلم کافرستان میں بنے گی۔"

"کافرستان!" فریال نے زیرلب دہرایا پھر بولی "مجھے یاد پڑتا ہے کہ میں چند سال پہلے اس علاقے کے بارے میں کوئی چھوٹا سا مضمون پڑھ چکی ہوں۔ یہ غالباً چترال سے آگے کوئی جگہ ہے!"

"جی ہاں۔" سکندر بٹ نے کہا اور پھر اخلاقاً ایک نگاہ شرجیل پر بھی ڈال کر بولا "جب آپ لوگ وہاں پہنچیں گے تو آپ کو محسوس ہوگا کہ خدا نے ایک جنت زمین پر بھی بنائی ہے۔ دراصل وہ تین وادیاں ہیں۔ بریر' بمبریت' اور رمبور! ان تینوں وادیوں پر مشتمل یہ علاقہ کافرستان کہلاتا ہے۔ میں وہاں تفریحاً گیا تھا لیکن اس جنت نظیر علاقے نے مجھے وہاں آٹھ ماہ تک روکے رکھا۔ اسی زمانے میں وہاں کی ایک داستان سن کر مجھے اس پر فلم بنانے کا خیال آیا تھا۔"

"وہ داستان کیا ہے؟" فریال نے پوچھا۔

"دنیا کی مشہور عشقیہ داستانوں پر تو فلمیں بن ہی چکی ہیں لیکن کافرستان کی اس عشقیہ داستان پر توجہ نہیں دی گئی۔ کہتے ہیں کہ صدیوں پہلے وہاں ایک بہادر نوجوان ایک لڑکی سے محبت کرنے لگا تھا اور وہ بھی اسے چاہتی تھی۔ نوجوان کا نام داگنیائی تھا۔ اس کی محبوبہ کے نام کے سلسلے میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ اسی لیے اب وہاں اس لڑکی کا جو مجسمہ ہے' اسے داگنیائی کی محبوبہ ہی کہا جاتا ہے۔ روایت ہے کہ دونوں کی شادی بھی طے ہوگئی تھی۔ شادی سے کچھ عرصے پہلے موسم بہار کے شروع میں داگنیائی کو بکریوں کے ساتھ ایک چراگاہ کی طرف جانا پڑا۔ دونوں محبت کرنے والوں کے لیے یہ فراق بہت جاں گسل تھا' اس لیے انھوں نے طے کیا کہ لڑکی ہر رات اپنے گاؤں کی پہاڑی ٹیلے پر آگ جلایا کرے گی اور چراگاہ میں داگنیائی بھی ایسا ہی کرے گا۔ اس طرح یہ سلسلہ موسم خزاں تک جاری رہا۔ داگنیائی کی واپسی کا دن قریب آگیا تھا۔ ایک رات محبوبہ کے گاؤں کے ٹیلے پر آگ روشن نہیں ہوئی۔ داگنیائی پریشان ہوگیا اور بکریوں کا ریوڑ دوسرے چرواہوں کے حوالے کرکے خود اپنے گھوڑے پر سوار ہوکر تیزی سے گاؤں کی طرف روانہ ہوا۔ جب وہ گاؤں پہنچا تو اسے لڑکی کی اچانک موت کی اطلاع ملی۔ داگنیائی سے یہ صدمہ برداشت نہیں ہوسکا اور اس نے چھری اپنے سینے میں گھونپ لی۔ کافرستان کی نوجوان لڑکیاں آج بھی داگنیائی کی داستان عشق گا گا کر رقص کیا کرتی ہیں۔"

"تو آپ اسے فلمانا چاہتے ہیں؟" فریال نے ایک طویل سانس لی۔

"جی ہاں۔"

"لیکن یہ ایک مکمل کہانی تو نہیں' اسے صرف ایک مرکزی خیال کہا جاسکتا ہے۔"

"بے شک یہ صرف مرکزی خیال ہے۔ کہانی تو آپ کو کسی اچھے مصنف سے لکھوانا ہوگی۔"

"لیکن اس کے لیے کافرستان کے بارے میں خاصے مواد کی ضرورت ہوگی!"

"وہ میں فراہم کردوں گا۔" سکندر بٹ نے کہا "کئی مستند تاریخی کتابوں اور مارکوپولو کے سفرنامے میں بھی اس کا ذکر موجود ہے۔ تیمورلنگ نے بھی کسی وجہ سے کافرستان پر حملہ کیا تھا اور اسے فتح کرکے وہاں ایک قلعہ بنوایا تھا جو اب بھی ہے۔ ایک انگریز محقق نے تو کافرستان پر بہت کام کیا ہے۔ میرے پاس وہ کتاب بھی ہے۔"

"اتنا مواد ہونے کی صورت میں تو کہانی اچھی لکھی جاسکتی ہے۔" فریال نے سرہلایا "اب آپ اپنی دوسری شرط بتائیے!"

"ابھی میں نے آپ سے ایک لڑکی کا ذکر کیا تھا۔ اس کا نام رخشندہ ہے لیکن وہ صرف رخشی کہلاتی ہے۔ میں اسے دیکھ کر بھونچکا رہ گیا تھا۔ وہ ہو بہو داگنیائی کی محبوبہ کے مجسمے جیسی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ فلم میں اس لڑکی کو داگنیائی کی محبوبہ بنایا جائے۔"

"وہ لڑکی کرتی کیا ہے؟"

"میں اس کے بارے میں مکمل معلومات حاصل کرنا چاہتا تھا

لیکن جتنا کچھ معلوم کرسکا ہوں‘ وہ بھی میرا خیال ہے ناکافی نہیں۔ وہ اپنی ایک بیوہ چچی اور اس کے بیٹے ماجد کے ساتھ ایک لگژری اپارٹمنٹ میں رہتی ہے۔ اس کا پتا میں آپ کو ابھی دے دوں گا۔ وہ کرتی کچھ نہیں ہے۔ زیادہ تر وقت سیر سپاٹے میں گزارتی ہے۔ سرخ رنگ کی ایک اسپورٹس کار ہے اس کے پاس! شام کو ایک یوگا سینٹر ضرور جاتی ہے۔ آج کل لڑکیوں ہی میں نہیں بلکہ پختہ عمر کی عورتوں میں بھی یہ کریز پایا جارہا ہے کہ وہ یوگا کی مشقوں کے ذریعے خود کو جسمانی طور پر فٹ رکھیں۔‘‘

’’گویا فلم میں اداکاری کرنا اس کے لیے ایک بالکل نیا کام ہوگا؟‘‘

’’جی ہاں۔‘‘

’’لیکن ضروری تو نہیں کہ وہ اس کے لیے تیار ہوجائے اور اگر تیار ہو بھی گئی تو کیا یہ ضروری ہے کہ وہ داگنیائی کی محبوبہ کا کردار بہ خوبی ادا کرسکے۔‘‘

’’جہاں تک اسے آمادہ کرنے کی بات ہے تو یہ دردِ سر آپ کا ہوگا اور اس طرف سے مجھے اطمینان ہے کہ آپ اس سے کام لے لیں گی۔ میں جانتا ہوں کہ نئے لوگوں سے کام لینے کا ہنر آپ کو خوب آتا ہے۔‘‘

’’خیر! اب آپ اپنی تیسری شرط بتایئے؟‘‘

’’میڈم فریال!‘‘ سکندر بٹ نے کہا ’’کافرستان میں گاؤں ہی گاؤں پھیلے ہوئے ہیں مگر ان سب کا قبیلہ ایک ہی ہے جو کالاش کہلاتا ہے۔ ان کی اپنی ایک زبان ہے اور یہ فلم میں انہی لوگوں کی زبان میں بنانا چاہتا ہوں۔ اسکرین پر اردو ترجمہ بھی دیا جاسکتا ہے۔‘‘

’’اوہ!‘‘ فریال کے لہجے میں کچھ پریشانی آگئی ’’آپ کی یہ تیسری شرط تو فلم کی کامیابی کو مخدوش بنادے گی۔‘‘

’’میں نے کہا نا کہ یہ فلم میں نفع و نقصان کی پروا کیے بغیر بنانا چاہتا ہوں۔ یہ فلم کافرستان ہی کی زبان میں بنے گی تبھی حقیقت سے قریب تر معلوم ہوگی۔ یہ فلم میں بین الاقوامی فلمی میلے میں لے جانا چاہتا ہوں۔ اس فلم میں اسکرین پر انگریزی ترجمہ ہوگا۔ ہاں اگر بعد میں آپ اسے اردو میں ڈب کرلیں تو مجھے نہ صرف یہ کہ کوئی اعتراض نہیں ہوگا بلکہ میں اس کے مالکانہ حقوق بھی آپ کو دے دوں گا۔ اس سے جو آمدنی بھی ہو‘ وہ صرف آپ کی ہوگی۔‘‘

’’تب تو یہ معاملہ بن سکتا ہے۔‘‘ شرجیل نے جلدی سے کہا۔

’’مگر فلم کے اداکار وہ زبان کیسے بول سکیں گے؟‘‘ فریال بولی۔

’’یہ ذمّے داری میری ہے۔‘‘ سکندر بٹ نے کہا ’’آپ جو کہانی لکھوائیں گی‘ اس میں رخشی سمیت جو اداکار بھی لیے جائیں گے‘ انہیں میں صرف چھ ماہ میں وہاں کی زبان سکھا سکتا ہوں۔ میں نے وہاں آٹھ ماہ رہ کر ان کی زبان اچھی طرح سیکھ لی ہے۔ رہی لب و لہجے کی بات تو اسے بھی آپ میری ذمّے داری سمجھیے۔ کہانی میں جو مکالمے ہوں گے‘ اداکاروں کو ان کی ادائیگی کی ریہرسل بھی میں کروادوں گا۔‘‘

فریال کچھ سوچتے ہوئے بڑبڑائی ’’کہانی تو میں اپنی مرضی کے مطابق دو تین مہینے ہی میں لکھوالوں گی لیکن زبان سکھانے میں چھ ماہ لگیں گے۔ گویا ہم سات آٹھ ماہ بعد ہی کافرستان روانہ ہوسکیں گے۔ ظاہر ہے کہ کافرستان تک کے سفر کی تیاریاں آسان تو نہیں ہوں گی۔‘‘

’’مجھے آپ سے اتفاق ہے چترال تک اور وہاں سے کافرستان تک کا سفر خاصا دشوار گزار بھی ہے۔ پورے فلم یونٹ اور فلم بندی کے تمام سازوسامان کے ساتھ اس سفر کے اخراجات بھی اچھے خاصے ہوں گے لیکن یہ میں آپ سے کہہ چکا ہوں کہ اخراجات کی آپ بالکل فکر نہ کریں۔ آپ جو رقم بھی کہیں‘ وہ میں کل ہی ایک الگ بینک اکاؤنٹ میں ڈال دیتا ہوں۔ آپ کے اطمینان کے لیے میں یہ بھی کرسکتا ہوں کہ وہ اکاؤنٹ میرے اور آپ کے جوائنٹ دستخط سے کھولا جائے۔ اس سلسلے میں ایگریمنٹ میں جو شرط بھی لکھوانا چاہیں گی‘ وہ مجھے منظور ہوں گی۔‘‘ پھر سکندر بٹ مسکرایا ’’میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ اگر آپ میری تینوں شرطیں مان لیتی ہیں تو پھر مجھے آپ کی کسی شرط پر بھی اعتراض نہیں ہوگا۔‘‘

فریال کچھ سوچنے لگی۔ شرجیل نے مضطربانہ انداز میں پہلو بدلتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔ شاید وہ چاہتا تھا کہ فریال آمادگی ظاہر کرنے میں دیر نہ لگائے لیکن فریال نے ذرا رک کر کہا ’’مجھے اس سلسلے میں کچھ غور کرنا پڑے گا سکندر صاحب لیکن کافرستان کے سلسلے میں آپ کے پاس جو مواد ہے‘ وہ آپ مجھے جلد از جلد فراہم کردیجیے۔ وہ پڑھ کر مجھے کوئی فیصلہ کرنے میں آسانی ہوگی۔‘‘

’’وہ تو میں آپ کو ابھی ایک ڈیڑھ گھنٹے میں شوفر کے ہاتھ بھجوا دوں گا۔‘‘ سکندر بٹ نے کہا ’’لیکن آپ کو فیصلہ کرنے میں کتنا وقت لگے گا؟‘‘

’’آپ کل شام کی چائے میرے ساتھ پئیں۔ میں اس وقت تک کوئی نہ کوئی فیصلہ کرلوں گی۔‘‘

’’بہتر ہے۔ تو پھر اب مجھے اجازت دیجیے اور میرا یہ کارڈ رکھ لیجیے۔ اگر کل شام سے پہلے آپ کے ذہن میں کوئی بات آئے تو مجھے فون کرلیجیے گا۔‘‘

سکندر بٹ کے جانے کے بعد فریال اس کے وزیٹنگ کارڈ پر نظریں جمائے ہوئے تھی کہ شرجیل بولا ’’تمہیں یہ پیش کش فوراً قبول کرلینا چاہیے تھی فریال! اردو میں ڈب کی ہوئی فلم کے مکمل حقوق ہمیں مل جاتے تو.....‘‘

’’بچوں کی طرح جلد باز نہ بنو شرجیل!‘‘ فریال نے چڑ کر کہا ’’میں اب بائیس چوبیس سال کی لڑکی نہیں ہوں کہ سکندر بٹ کی یہ کشادہ دلی مجھے ایکسائٹ کردے۔ بتیس سال کی ہوچکی ہوں میں! ایک بیٹے کی ماں بھی ہوں۔ مجھے غور کیے بغیر کوئی فیصلہ نہیں کرنا چاہیے۔ تین فلموں کی ناکامی کے باعث میں ویسے ہی اپنے مستقبل

سے بہت ڈری ہوئی ہوں۔ اب جو یہ چوتھی فلم مل رہی ہے' اس کا مرکزی خیال بھی گھسا پٹا ہوا ہے۔ اس میں نیا پن صرف اتنا ہے کہ اس کا تعلق جس سرزمین سے ہے' وہ لوگوں کے لیے بڑی حد تک اجنبی ہے لیکن صرف اس سے بات نہیں بنے گی۔ کہانی ایسی ضرور ہونی چاہیے جس میں کوئی بہت نئی بات بھی ہو۔ کافرستان کا مواد پڑھنے کے بعد ہی مجھے اندازہ ہوگا کہ اس میں کوئی نیا پن' کوئی اچھوتی سی بات لائی جاسکتی ہے یا نہیں!"

○☆○

اپارٹمنٹ کی بالکونی میں کھڑی ہوئی رخشی نے کھوئے کھوئے سے لہجے میں کہا "ماجد! کل تم نے مجھ سے کہا تھا ناکہ عورت کا اپنا ایک گھر ہونا چاہیے۔ میں نے اس پر بہت غور کیا لیکن بار بار ایک بات میرے ذہن میں ابھرتی رہی۔ مجھے یاد نہیں کہ یہ میں نے کہیں پڑھا تھا یا میرا اپنا خیال ہے کہ عورت کا اپنا گھر صرف اسی صورت میں ہوسکتا ہے جب وہ کبھی شادی نہ کرے اور زندگی صرف اپنے پیروں پر کھڑی رہ کر گزارے۔ جو عورتیں اس خیال سے متفق نہ ہوں' ان کا اپنا گھر کبھی نہیں ہوتا۔ پیدا ہونے سے شادی تک وہ اپنے باپ کے گھر میں رہتی ہیں' شادی کے بعد اپنے شوہر کے گھر میں اور اگر شوہر مرجائے تو اپنی کسی اولادِ نرینہ کے گھر میں! اگر اولاد ناخلف نکل جائے تو پھر کسی اسپتال میں ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مرنا پڑتا ہے۔ غرض کہ ...... عورت کا گھر..... محض اس کا ایک خواب ہے جو صرف شادی نہ کرنے کی صورت میں ہی اپنی تعبیر پاسکتا ہے۔ اسی لیے ڈیڈی سے بے شمار شکایتوں کے باوجود مجھے یہ شکایت آج بھی نہیں ہے کہ وہ اپنی سیلانی زندگی میں مست رہتے ہیں اور میری شادی کے بارے میں انہوں نے کبھی نہیں سوچا۔"

"اس مرتبہ تو وہ تمہاری طرف سے گویا بالکل ہی بے فکر ہیں۔ پہلے تو کسی نئی جگہ کی سیاحت یا شکار کے لیے کسی نئے ملک کا بھی رخ کرتے تھے تو دو تین ماہ میں واپس آجاتے تھے لیکن اس مرتبہ تو شاید نو دس مہینے ہوچکے ہیں!"

"آجائیں گے کبھی نہ کبھی۔" رخشی نے بے پروائی سے کہا۔ "ماں باپ سے محبت کو میں ایک لاشعوری سوداگری سمجھتی ہوں' ماجد!" رخشی نے کہا "یہ سیدھا سیدھا 'لو اور دو' کا مسئلہ ہے۔ اگر اولاد کو ماں باپ سے محبت ملتی ہے تو اولاد بھی ان سے محبت کرتی ہے۔ ممی مجھے بہت چاہتی تھیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے انتقال کے دس سال بعد بھی جب کبھی تنہائی میں مجھے ان کی یاد آتی ہے تو میرے آنسو نکل آتے ہیں لیکن ڈیڈی کے لیے میرے دل میں کوئی گنجائش نہیں ہے۔ مجھ پر ان کا بس یہی ایک کرم ہے کہ ممی کی وفات کے بعد وہ دو تین ماہ سے زیادہ کبھی غائب نہیں رہے۔ اس سے پہلے تو وہ کبھی کبھی سال سال' دو دو سال کے لیے بھی غائب ہوجاتے تھے۔ شکار کا شوق انہیں کبھی افریقہ کبھی ساؤتھ امریکا اور نہ جانے کہاں کہاں لیے پھرتا تھا۔ ان کے اس شوق کی وجہ سے ممی نے تنہائی کی بڑی اذیت ناک زندگی گزاری۔ اسی لیے تو میں سوچتی ہوں کہ شادی کرنے سے بھی کیا فائدہ! کیوں نہ میں اپنے ہی گھر میں رہوں!"

"ہر مرد انکل جیسا تو نہیں ہوتا؟"

"لیکن ہو بھی سکتا ہے! میں یہ خطرہ کیوں مول لوں۔"

"گویا تم نے قسم کھالی ہے کہ شادی نہیں کروگی؟"

"میری فکر کبھی غیر حقیقت پسندانہ نہیں رہی اس لیے میں کبھی کسی معاملے میں قسم نہیں کھاتی۔ وقت گزرنے اور عمر بڑھنے کے ساتھ ساتھ انسانی خیالات میں کچھ نہ کچھ تبدیلیاں آتی رہتی ہیں۔ ہوسکتا ہے کبھی میں اپنے گھر کا خواب دیکھنا چھوڑ کر شادی کرلوں۔"

"جب تمہارے خیالات میں یہ تبدیلی آئے تو مجھ خاکسار کو ضرور یاد رکھنا۔" ماجد نے مسمسی صورت بنا کر کہا۔

رخشی کھلکھلا کر ہنس پڑی اور بولی "ہوسکتا ہے میرے خیالات میں یہ تبدیلی بیس پچیس سال بعد آئے۔"

"اب اتنی بوڑھی سے تو میں شادی نہیں کروں گا۔" ماجد نے منہ بنا کر کہا۔

"اچھا خیر' چھوڑو یہ مذاق کی باتیں۔ ویسے تو میں نے ہوش سنبھالنے کے بعد کبھی کسی معاملے میں ڈیڈی سے مشورہ نہیں کیا۔ ہمیشہ وہی کرتی رہی ہوں جو میرا دل چاہتا ہے لیکن اس معاملے میں مجھے ابھی ابھی خیال آیا ہے کہ تم سے مشورہ کرہی لوں۔"

ماجد سنجیدہ ہوکر غور سے اس کی طرف دیکھنے لگا۔ وہ کچھ رک کر اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی "کل صبح میڈم فریال نے فون کیا تھا مجھے۔"

"میڈم فریال؟ وہ فلم ساز....."

"وہی۔" رخشی نے اس کی بات کاٹ دی "وہ مجھ سے ملنا چاہتی تھیں۔ میں حیران ہوئی کہ آخر میڈم کو مجھ سے ملنے کی کیا ضرورت پیش آسکتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ وجہ وہ ملاقات پر ہی بتائیں گی۔ وہ مجھ سے ملنے یہاں گھر آنے پر آمادہ تھیں لیکن میں نے اسے مناسب نہیں سمجھا اور ان سے کہا کہ شام کو وہ مجھ سے شیرٹن ہوٹل میں مل لیں۔ مختصر یہ کہ ہماری ملاقات ہوئی۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ وہ کچھ عرصے بعد ایک فلم شروع کرنا چاہتی ہیں اور ان کی خواہش ہے کہ اس فلم میں لیڈنگ رول میں ہی ادا کروں۔"

"اوہ!" ماجد چونکا "میرا خیال ہے کہ تم نے یہ پیش کش فوراً قبول کرلی ہوگی۔"

"اگر کرلی ہوتی تو اس وقت تم سے مشورہ کرنے کی بات کیوں چھیڑتی۔" رخشی نے کہا پھر بولی "میں نے انہیں بتایا کہ میں ایک مرتبہ فلم کی شوٹنگ دیکھنے کے شوق میں ایک فلم اسٹوڈیو گئی تھی لیکن وہاں کا ماحول اتنا گراں گزرا کہ میں وہاں زیادہ دیر رک بھی نہیں سکی۔ خصوصاً فلمی اداکاراؤں اور اداکاروں کے بارے میں

میری رائے اب بھی ٹھیک نہیں ہے اور اسٹوڈیو کا ماحول تو میرے لیے ناقابل برداشت ہے۔ میں نے یہ بھی کہا کہ وہ چونکہ عورت ہیں اس لیے میں ان سے ملنے چلی آئی' اگر ان کے بجائے کوئی مرد ہدایت کار ہوتا تو میں اس ملاقات کے لیے بھی تیار نہیں ہوتی۔ انہوں نے شکریہ ادا کیا کہ میں نے ان سے ملاقات کرنا گوارا کرلیا پھر انہوں نے بتایا کہ اس فلم کی شوٹنگ کے لیے مجھے اسٹوڈیو نہیں جانا پڑے گا۔ ساری شوٹنگ آوٹ ڈور ہے۔ ان کی وہ ساری فلم کافرستان میں بنے گی۔"

"کافرستان۔" ماجد نے بڑبڑانے والے انداز میں کہا "یہ نام شاید میں سن چکا ہوں۔"

"چترال کے آگے کوئی خوب صورت وادی ہے۔"

"چترال؟" ماجد چونکا "انکل یہی کہہ کر گئے تھے ناکہ وہ اپنے کچھ غیر ملکی سیاح دوستوں کے ساتھ چترال جارہے ہیں۔"

"ہاں۔"

"تو یہ بھی ہوسکتا ہے کہ انکل اور ان کے دوست کافرستان کی طرف بھی نکل گئے ہوں اور وہاں کسی مصیبت میں پھنس جانے ہی کی وجہ سے اب تک واپس نہ آسکے ہوں۔"

"اگر وہ کسی مصیبت میں پھنسے ہوں گے تو یقیناً وہاں کی کسی عورت کی وجہ سے۔" رخشی نے منہ بناکر کہا "مجھے میڈم فریال نے کافرستان کے بارے میں بہت کچھ بتایا ہے۔ وہاں کی عورتیں بہت حسین ہوتی ہیں اور ڈیڈی کی اس فطرت سے تم بہ خوبی واقف ہو۔ ان کی اسی فطرت کی وجہ سے ممی کی ساری زندگی جلتے کڑھتے ہوئے گزری اور میرے جوان ہونے کے بعد' یعنی بیٹی کے جوان ہونے کے بعد بھی وہ اپنی ان حرکتوں سے باز کبھی نہیں آئے۔ بس اتنا ضرور ہے کہ انہوں نے مجھ پر سوتیلی ماں مسلط نہیں کی۔"

"تمہیں احتراماً انکل کی فطرت کے اس پہلو پر بات کرنے سے گریز کرنا چاہیے۔" ماجد نے سنجیدگی سے کہا۔

"کیوں؟" رخشی کی پیشانی پر شکنیں پڑ گئیں "جو جیسا ہے' اسے ویسا کیوں نہ کہا جائے!"

"تو تم نے میڈم فریال کو بھی بتایا ہوگا؟"

"عجیب بات کررہے ہو۔" فریال نے اسے گھورا "کیا میں احمق ہوں کہ ساری دنیا کو اپنے باپ کی کہانی سناتی پھروں؟"

"اچھا خیر! پھر تم نے ان سے کیا کہا؟"

"میں نے سوچنے کے لیے دو دن کی مہلت مانگی تھی۔ مجھے کل صبح انہیں فون کرنا ہے۔"

"میرا خیال ہے کہ تمہیں ان کی یہ پیش کش اس لیے تو قبول کرہی لینا چاہیے کہ تم اپنے پیروں پر کھڑی ہونا چاہتی ہو' اور پھر کافرستان جانے کی صورت میں یہ بھی ممکن ہے کہ انکل کا کچھ پتا چل جائے۔"

"صرف ایک فلم میں کام کرکے میں اپنے پیروں پر کیسے کھڑی ہوجاؤں گی؟"

"میڈم فریال کی فلموں میں آنے والے نئے اداکار ہمیشہ کامیاب ہوئے ہیں۔ یہ بات مشہور ہے کہ انہیں لوگوں کو اداکار بنانے کا فن آتا ہے۔"

"لیکن اس فلم کے بعد میں کسی اور فلم کی پیش کش تو قبول نہیں کروں گی!"

"کیوں؟"

"میں ابھی کہہ چکی ہوں کہ مجھے فلم اسٹوڈیوز کا ماحول سخت ناپسند ہے۔"

"ماحول سے تمہیں کیا لینا ہوگا؟"

"میں کسی کی بدتمیزی برداشت نہیں کرسکتی۔"

"میڈم فریال کی فلموں میں لیڈنگ رول ادا کرنے والے اداکار ایک ہی فلم کے ہٹ ہوجانے سے اسٹار بن جاتے ہیں اور پھر کسی اسٹار سے بدتمیزی کی جُرات کسی میں نہیں ہوتی۔"

"کیا ضروری ہے کہ میڈم فریال کی یہ فلم ہٹ ہوجائے۔ ابھی ان کی پے درپے تین فلمیں ناکام ہوچکی ہیں۔"

"کیا ضروری ہے کہ چوتھی فلم بھی فلاپ ہو! میں تو کہتا ہوں کہ تمہیں یہ چانس ضرور لینا چاہیے اور یہ تو میں خوب جانتا ہوں کہ تمہیں اس سلسلے میں انکل کی اجازت لینے کی فکر تو ہوگی نہیں!"

رخشی کچھ سوچنے لگی۔ یہ حقیقت تھی کہ اس نے کبھی کسی معاملے میں اپنے باپ سلطان قمر سے اجازت نہیں لی تھی۔ باپ کی عادات واطوار کے باعث وہ خود سر ہوچکی تھی۔ اگر کبھی کسی معاملے میں سلطان قمر کی طرف سے رخنہ پڑا ہوتا تو وہ گھر چھوڑ کر چلی جاتی۔ اس پر یہ دھن تو سوار تھی ہی کہ اسے اپنے پیروں پر کھڑا ہونا ہے اور اپنا گھر بنانا ہے۔ اب اسے اپنے پیروں پر کھڑے ہونے کے لیے ایک جگہ مل رہی تھی۔ اسے تذبذب صرف اتنا تھا کہ اسٹوڈیوز کا ماحول وہ پسند نہیں کرتی تھی لیکن اس وقت ماجد کی باتوں سے اسے سہارا ملا ہوا تھا۔ "اسٹار" بن جانے کے بعد وہ خود کو اسٹوڈیوز کے "مخصوص ماحول" سے.....الگ تھلگ رکھنے میں کامیاب ہوسکتی تھی۔ ہاں اگر وہ اسٹار نہ بن پاتی تو پھر کسی دوسری فلم میں کام ہی نہیں کرتی۔

فلم میں کام کرنے کا فیصلہ کرتے ہوئے ممکن ہے رخشی کے لاشعور میں کہیں یہ بات بھی ہو کہ کافرستان جاکر شاید اسے اپنے باپ کے بارے میں کچھ معلوم ہوجائے۔ اسے اپنے باپ سے محبت نہ سہی مگر ایک رشتہ تو بہرحال تھا اور جب کسی سے کوئی رشتہ ہوتا ہے تو شعوری یا لاشعوری طور پر اس کے بارے میں جاننے کی خواہش تو ہوتی ہی ہے۔

○☆○

سکندر بٹ نے فریال کو بتایا تھا کہ وہ انصار بٹ کا پھوپی زاد

بھائی اور اس کے کاروبار میں برابر کا شراکت دار ہے لیکن یہ بات صحیح نہیں تھی۔ وہ دونوں صرف دوست تھے اور دوستی کی وجہ ان کا مشترکہ شوق تھا۔ سیاحت و شکار!

انصار بٹ کو جوانی ہی سے یہ دونوں شوق تھے لیکن باپ کے مرنے کے بعد اس نے ساری توجہ کاروبار پر مرکوز کر رکھی تھی پھر جب اس کے تین بیٹے جوان ہو گئے تو اس نے کاروبار ان کے حوالے کر کے خود کو پھر اپنی جوانی کے شوق میں مشغول کر لیا تھا۔

انہی دنوں اس کی ملاقات سکندر بٹ اور سلطان قمر سے ہوئی تھی۔ سیر و سیاحت اور شکار کے شوق ہی ان کی دوستی کی بنیاد بنے تھے ورنہ مالی طور سے تو ان دونوں ہی کی حیثیت انصار بٹ سے بہت ہی کم تھی۔ سلطان قمر کو تو وراثت میں اتنا ملا تھا کہ اس کی ساری زندگی عیش و عشرت میں گزر سکتی تھی اور اس کا مزاج ایسا تھا کہ وہ کوئی کاروبار کر کے اپنے اس سرمائے میں اضافہ بھی نہیں کرنا چاہتا تھا۔

کم و بیش ایسی ہی حیثیت سکندر بٹ کی بھی تھی جس نے کچھ کمپنیوں کے شیئرز خرید رکھے تھے اور اس کا خیال تھا کہ ان شیئرز کی آمدنی سے وہ اپنی زندگی آرام سے گزار سکتا ہے۔ اس کے آگے پیچھے کوئی نہیں تھا جس کی اسے فکر ہوتی۔

آٹھ دس ماہ قبل وہ تینوں کافرستان جا چکے تھے۔ ان کے ساتھ ایک برطانوی شکاری ہربرٹ ڈگلس بھی تھا۔ اس سے ان تینوں کی دوستی افریقہ میں ہوئی تھی۔ وہ یہاں اس لیے آیا تھا کہ ان تینوں کے ساتھ کافرستان جا سکے۔

پھر کافرستان میں جو کچھ ہوا تھا' وہ اتنا ہولناک تھا جس نے انصار بٹ کی نیندیں حرام کر دی تھیں۔ کافرستان سے آنے کے بعد بھی وہ کبھی پُرسکون نہیں رہ سکا تھا اور پھر اس کا رہا سہا سکون اس وقت غارت ہو گیا جب کچھ دن پہلے سکندر بٹ نے اس کے گھر آ کر اسے اپنی اسکیم بتائی تھی۔

آنکھوں پر لگی ہوئی عینک کے ساتھ پھولے ہوئے گول چہرے والا انصار بٹ نہایت شریف انسان معلوم ہوتا تھا اور حقیقتاً وہ ایسا ہی تھا۔ لباس بھی سلیقے سے پہننے کا عادی تھا لیکن اس وقت اس کی ٹائی گلے میں جھول رہی تھی اور وہ بے چینی سے کمرے میں ٹہل رہا تھا جب کہ کرسی پر بیٹھا ہوا سکندر بٹ بڑے سکون سے سگریٹ کے کش لگاتا ہوا اسے ٹہلتے دیکھ رہا تھا۔ آخر کچھ دیر بعد وہ بولا۔

"میری سمجھ میں نہیں آتا تم اتنے پریشان کیوں ہو گئے ہو؟"

"کیا تم نے ابھی کسی چھوٹی موٹی رقم کی بات کی تھی؟" انصار بٹ نے جیسے چڑ کر کہا۔

"نہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ بات جب کروڑوں کی ہو تو اسے چھوٹی رقم نہیں کہا جا سکتا لیکن مجھے یہ خیال بالکل نہیں تھا کہ میڈم فریال میرے اور اپنے جوائنٹ سیگنیچر کے ساتھ اتنے بڑے سرمائے سے اکاؤنٹ کھلوانا چاہے گی۔ اس کا خیال ہے کہ اس فلم پر اس سے کم رقم خرچ نہیں ہو گی۔ اس نے مجھے بتایا ہے کہ آج فصیح رخشی نے تو فلم میں کام کرنے پر آمادگی ظاہر کر دی ہے لیکن اب وہ..... میرا مطلب ہے میڈم فریال مزید کوئی قدم اٹھانے سے پہلے ایگریمنٹ کرنا اور اکاؤنٹ کھلوانا ضروری سمجھ رہی ہے پھر یہ بھی تو سوچو یار کہ تمہارے ہاتھوں سے جو خون ہو چکا ہے' اسے رائگاں نہیں جانا چاہیے۔"

"خون!" انصار بٹ نے اسے گھور کر دیکھا۔ اس کے ہونٹ پھڑپھڑانے لگے تھے۔ وہ بولا "تم نے آج دوسری دفعہ اس خون کا حوالہ دیا ہے۔ کیا اس طرح تم مجھے بلیک میل کر کے مجھ سے یہ سب کروانا چاہتے ہو؟"

"لاحول ولا قوۃ!" سکندر بٹ دھیرے سے ہنسا "اگر تمہارے بجائے کسی اور نے یہ بات کی ہوتی تو مجھے بہت بُرا لگتا لیکن میں تمہارے مزاج سے واقف ہوں جو تمہارے دل میں آتا ہے' وہ تم دل میں نہیں رکھتے' کہہ ڈالتے ہو۔ اچھا ہوا کہ تم نے اس وقت یہ بات کہہ کر مجھے صفائی کا موقع دے دیا۔ یہ بتاؤ کہ کافرستان سے آنے کے بعد میں نے تمہیں کب بلیک میل کیا؟ کبھی کوئی چھوٹی موٹی رقم بھی مانگی؟ بس یہ اسکیم بنانے کے بعد میں نے تم سے ایک نئی قیمتی کار لی ہے اور تمہارے گھر میں بھی رہ رہا ہوں۔ اس کا مقصد صرف یہ ہے کہ فریال پر میرا بھرم قائم رہے اور اسے کسی لمحے بھی یہ خیال نہ آسکے کہ میں اتنی بڑی انویسٹمنٹ کرنے کی سکت نہیں رکھتا۔"

"وہ تو سب ٹھیک ہے لیکن....."

"لیکن کی بات چھوڑو انصار! تم تو ایک کاروباری آدمی ہو۔ تمہیں تو صرف یہ سوچنا چاہیے کہ اس انویسٹمنٹ سے تمہیں فائدہ کتنا ہو گا!"

"اچھا خیر!" انصار بٹ نے ایک طویل سانس لی "کل صبح تمہاری مطلوبہ رقم کا بندوبست ہو جائے گا لیکن اس سارے معاملے میں کسی وقت بھی کسی کے سامنے میرا نام نہ آنے پائے۔"

"تو کیا تم میرے ساتھ کافرستان نہیں چلو گے؟"

"نہیں۔" انصار بٹ نے دوٹوک جواب دیا اور پھر بولا "اب تو وہاں جانے کا تصور بھی میرے لیے ہولناک بن چکا ہے۔"

"تمہاری مرضی! مجھے تو تم کشادہ دل ہی پاؤ گے۔ جب میں اس مہم سے کامیاب لوٹوں گا تو تمہیں فراموش نہیں کروں گا۔"

انصار بٹ نے دیوار گیر کلاک پر نظر ڈالی اور پھر کہا "اب مجھے نیند آ رہی ہے۔"

"ٹھیک ہے' تم آرام کرو۔ میں بھی اپنے کمرے میں جا رہا ہوں۔"

اسے رخصت کر کے انصار بٹ نے دروازہ بند کرنے کے بعد شب خوابی کا لباس پہنا۔ جب وہ بستر پر لیٹا تو اس کا دماغ خیالات سے خالی نہیں تھا۔ اس نے سکندر بٹ سے بحث تو نہیں کی تھی مگر

اسے یقین تھا کہ سکندر بٹ اس کے لیے ایک بلیک میلر بن گیا ہے اور اگر وہ اس مہم سے ناکام لوٹا تو بھی زندگی بھر اسے بلیک میل کرتا رہے گا۔

انصار بٹ طبعاً اتنا زیادہ شریف انسان تھا کہ اپنے خلاف کوئی ثبوت نہ ہونے کے باوجود وہ صرف اس بات سے خوف زدہ تھا کہ نادانستہ طور پر اس کے ہاتھوں جو قتل ہوچکا ہے' سکندر بٹ اس کا چشم دید گواہ ہے۔

○☆○

رخشی نے جب کافرستان کے لوگوں کی زبان سیکھنا شروع کی تو فلم کا ایگریمنٹ کرنے کے بعد وہ پچاس ہزار روپے ایڈوانس لے چکی تھی۔ اسے مزید ایک لاکھ روپیہ' کافرستان روانگی سے ایک دن پہلے بھی ملنا اور باقی ادائیگی فلم کی تکمیل کے بعد ہونا تھی۔

زبان سیکھنے کے لیے اسے روزانہ چار گھنٹے کے لیے فریال کے گھر جانا پڑتا تھا۔ اسے زبان سکھانے کا فرض سکندر بٹ سرانجام دے رہا تھا اور رخشی کو یہ بات معلوم ہوچکی تھی کہ اس فلم پر سرمایہ لگانے والا بھی سکندر بٹ ہی تھا۔

رخشی جب فریال کے گھر جاتی تھی تو ماجد اس کے ساتھ ہوتا تھا۔ اس نے فیصلہ کیا کہ رخشی کے ساتھ وہ بھی کافرستان جائے گا۔ اسے رخشی سے اتنی ہی محبت تھی کہ وہ اسے ان فلمی لوگوں کے ساتھ تن تنہا ایک دور دراز اور قطعی اجنبی مقام پر جانے نہیں دینا چاہتا تھا۔

"میری چند ماہ کی عدم موجودگی سے میرے کاروبار پر کوئی فرق نہیں پڑے گا۔" اس نے رخشی سے کہا "میرا پارٹنر نہ صرف میرا دوست بلکہ نہایت ایماندار شخص ہے۔"

"مجھ سے بہتر یہ تو تم ہی سمجھ سکتے ہو لیکن چچی جان اتنے عرصے اکیلے کیسے رہیں گی؟"

"اکیلے کیوں؟ گھر میں ایک ملازمہ بھی ہے اور بابا میاں بھی اور بابا میاں تو ایک اعتبار سے ہمارے خاندانی ملازم ہیں۔ وہ لڑکے سے تھے جب دادا جان مرحوم نے انہیں ملازم رکھا تھا۔ ویسے میں اس سلسلے میں امی جان سے بھی بات کرچکا ہوں۔ ان کا بھی یہی خیال ہے کہ میں تمہیں اکیلا نہ جانے دوں۔"

"چلو خیر! لیکن یہ خیال اپنے دماغ میں ہرگز نہ لانا کہ اکیلے جاتے ہوئے میرے دل میں کوئی خوف ہوگا۔"

"نہیں بھئی!" ماجد نے ہنس کر کہا "تم تو رضیہ سلطانہ اور جھانسی کی رانی کی طرح دلیر ہو۔"

"ماجد صاحب!" فریال نے اس سے کہا "آپ یہ سن کر شاید چونک پڑیں کہ میں ایک ہفتے سے آپ کی شخصیت کا گہرا مشاہدہ کررہی ہوں۔ آپ کے چلنے پھرنے کا انداز' بول چال اور اِدھر اُدھر دیکھنے کا رنگ ڈھنگ سب کچھ اب میرے ذہن میں جم چکا ہے۔ اس کے علاوہ آپ کے چہرے کے نقش و نگار' گھونگریالے بال اور بشرے کی مخصوص تمکنت نے مجھے یہ سوچنے پر مجبور کردیا ہے کہ اس فلم میں رخشی بی بی کے مقابل ہیرو کا کردار آپ ہی کریں۔ مجھے امید ہے کہ آپ میری یہ پیش کش مسترد نہیں کریں گے۔"

پہلے تو ماجد کے ساتھ رخشی بھی حیران سی نظر آئی لیکن پھر اس کی آنکھیں چمک اٹھیں اور اس نے ماجد کے گھٹنے پر ہاتھ مار کر پرجوش انداز میں کہا "اگر آپ یہ چاہتی ہیں تو اسے طے سمجھیں میڈم!"

اور پھر ذرا دیر کی گفتگو کے بعد یہ طے پاگیا کہ ماجد کو بھی اس فلم میں کام کرنے کا اتنا ہی معاوضہ ملے گا جتنا رخشی کو ملنا تھا۔

"میں آج ایگریمنٹ تیار کروالوں گی۔" فریال نے کہا۔

رخشی بولی "سکندر صاحب کو اس پر کوئی اعتراض نہیں ہوگا؟"

"ان سے میں آج صبح ہی بات کرچکی ہوں۔ ویسے بھی پہلے ہی سے طے ہے کہ اس فلم کے سلسلے میں جو کچھ بھی کرنا ہے' اس کا فیصلہ صرف میں کروں گی' وہ اس میں دخل اندازی نہیں کریں گے۔"

"گویا کل سے ماجد بھی میرے ساتھ سکندر صاحب کے اسٹوڈنٹ ہوں گے۔"

"قطعی!"

"میڈم! اس فلم کا مرکزی خیال تو آپ مجھے بتاچکی ہیں لیکن پوری کہانی....."

"میں اس پر کام شروع کرواچکی ہوں۔" فریال نے بتایا "میں اس کی کہانی بڑی منفرد سی چاہتی ہوں اس لیے میں نے فلمی دنیا کے چار بڑے کہانی نگاروں کی خدمات حاصل کی ہیں۔ وہ چاروں مل کر اس کی کہانی پر کام کررہے ہیں۔ روزانہ میرے ساتھ بھی ان کی ایک میٹنگ رہتی ہے۔ اگر ایک ماہ میں نہیں تو دو ماہ میں میری مرضی کے مطابق کہانی تیار ہوہی جائے گی جس کے بعد اس کا اسکرپٹ اور مکالمے وغیرہ لکھنے کا کام شروع ہوگا کیونکہ آپ لوگوں کے زبان سیکھنے میں چھ ماہ لگنے ہے لہٰذا میں اسکرپٹ اور مکالموں پر اتنے ہی عرصے تک کام جاری رکھوں گی۔"

"لیکن اسکرپٹ وغیرہ پر کام شروع ہونے سے پہلے کہانی ہمیں سنا دیجئے گا۔"

"وہ تو ظاہر ہے بے بی!"

اور پھر دوسرے دن ماجد نے بھی رخشی کے ساتھ سکندر بٹ سے وہ زبان سیکھنا شروع کردی۔

زبان سکھانے کے علاوہ سکندر بٹ انہیں کچھ نہ کچھ کافرستان کے بارے میں بھی بتاتا رہتا تھا۔ اس طرح دو ماہ میں انہیں کافرستان کے بارے میں اِچھی خاصی معلومات بھی حاصل ہوگئیں۔

قدیم تاریخوں میں کافرستان کا ذکر کہیں نہیں ملتا کیونکہ مہذب دنیا صدیوں تک اس علاقے سے واقف نہیں ہو سکی تھی۔ انیسویں صدی کی آخری دہائی میں ایک مغربی محقق اور سیاح وہاں پہنچنے میں کامیاب ہو سکا تھا۔ وہ اپنے ساتھ انگریزی جاننے والے ایک چترالی شخص کو بھی اپنے ساتھ لے گیا تھا کیونکہ اس کے خیال کے مطابق چترال کے قریب ہونے کے باعث کافرستان کی زبان چترال میں بولی جانے والی زبان سے ملتی جلتی ہونا چاہیے تھی۔

کافرستان کی تاریخ کی بنیاد، روایات ہیں۔ ان کے مطابق کافرستان کا وجود حضرت آدمؑ کے وقت سے ہے۔ حضرت آدمؑ کے سولہ بیٹے تھے جن کو انہوں نے ان کی آل اولاد سمیت دنیا کے مختلف حصوں میں آباد کر دیا تھا۔ سولھویں یعنی سب سے چھوٹے بیٹے کے حصے میں پہلے تو سیام آیا تھا مگر وہ جگہ انہیں پسند نہیں آئی تو وہ اس حسین وادی کافرستان کی وادی "بمبریت" میں آکر رہنے لگے۔ مختلف زمانوں میں اس کے مختلف نام رہے ہیں۔ سردیوں کے موسم میں وہاں پہنچنا بہت مشکل ہو جاتا ہے کیونکہ برف باری ان راستوں کو بہت خطرناک بنا دیتی ہے۔ اتنی برف پڑتی ہے کہ وہاں کے کسی گاؤں کو دوسرے گاؤں میں رہنے والے کے بارے میں کچھ پتا نہیں چل پاتا۔

اس جگہ کا نام "کافرستان" اس زمانے میں پڑا جب اندراب کے لوگوں نے تیمور لنگ سے گزارش کی کہ وہ اس علاقے میں رہنے والے "کلاش" کافروں کی خبر لے۔ تیمور لنگ نے جب یہ علاقہ فتح کیا تو وہاں ایک قلعہ بھی تعمیر کروایا جو دریائے نیخل کے ساحل پر ہے۔

یونانی فاتح سکندرِ اعظم صدیوں قبل جب ادھر سے گزرا تھا تو اس کی فوج کے سپاہیوں کی اچھی خاصی تعداد یہاں رہ بس گئی تھی۔ اس قوم میں یونانیوں کی شمولیت کے باعث یہاں کے رہنے والوں کے حسن میں بھی اضافہ ہوا۔ عموماً عورتیں تو بہت حسین اور سرخ و سفید ہوتی ہیں لیکن کافرستان کے معاشرے میں ان کا مقام نہایت پست ہے۔

کلاش قبیلے کا آبائی مذہب تو بت پرستی ہی ہے لیکن تیمور لنگ کی لشکر کشی کے بعد خاصی تعداد مسلمان بھی ہو چکی تھی جو بت پرست ہیں، ان کے بے شمار دیوتا ہیں۔ "جسٹک" ان سب کا دیوتا ہے جس کی عبادت کے لیے ہر گاؤں میں ایک الگ عبادت گاہ ہوتی ہے جسے "جسٹک ہان" کہا جاتا ہے۔ ان لوگوں کے مذہبی پیشوا "بیٹان" کہلاتے ہیں۔

ایک روز فریال کے گھر سے واپسی پر رخشی نے ماجد سے کہا "یہ جگہ ہوگی خاصی پرکشش اور پراسرار۔"

"کچھ دن سے مجھے یہ بات پراسرار معلوم ہونے لگی ہے کہ اس فلم کے مرکزی کردار کے لیے تمہارا انتخاب کیوں کیا گیا ہے؟"

"داگنیائی کی محبوبہ حیرت انگیز طور پر مجھ سے مشابہ تھی۔ سکندر بٹ کے بیان کے مطابق کافرستان میں اس کا مجسمہ موجود ہے جسے محبت کی دیوی قرار دیا جا چکا ہے اور محبت کرنے والے اس کی پوجا کرتے ہیں۔"

"تم کو میڈم فریال نے کہاں دیکھ لیا؟"

"مجھے اس نے نہیں بلکہ سکندر بٹ نے دیکھا تھا اور اسی نے میرے بارے میں معلومات حاصل کر کے میڈم فریال کو مہیا کی تھیں۔"

"تم نے انکل کے بارے میں میڈم کو کچھ بتایا ہے؟"

"خود میڈم نے ایک بار مجھ سے پوچھا تھا۔ میں نے انہیں بتایا کہ میرے والد سکندر بٹ کی طرح سیاحت کے شوقین ہیں اور ان دنوں بھی کہیں گھومنے گئے ہوئے ہیں مگر چونکہ مجھے ان کی سیاحت سے کوئی دلچسپی نہیں لہٰذا مجھے معلوم نہیں کہ وہ کہاں گئے ہیں۔"

"اگر انکل ہمیں کافرستان میں مل گئے تو؟"

"تو کیا ہوگا؟"

"ممکن ہے وہ فلم میں تمہارا کام کرنا مناسب نہ سمجھیں؟"

"انہیں میری زندگی میں دخل اندازی کا حق اسی وقت ہوتا جب انہوں نے بھی میری پروا کی ہوتی۔"

"تم خاصی باغی ہو گئی ہو!"

"تم سے اس معاملے پر بحث کرنا بے کار ہے۔ فلم ہی کے بارے میں بات کی جائے تو زیادہ مناسب ہوگا۔ میڈم فریال تم سے اس بارے میں خاصی گفتگو کرتی ہیں۔ اپنی تین فلموں کی ناکامی کے بعد اس فلم سے ان کی کیا توقعات ہیں۔"

"وہ اسے ہر اعتبار سے ایک یادگار فلم بنانا چاہتی ہیں۔ انہوں نے امریکا سے چار جدید ترین کیمرے اور دیگر بہت سی چیزوں کے علاوہ ایک امریکی کیمرامین کی خدمات بھی حاصل کی ہیں۔"

"تب تو اس فلم کا بجٹ بہت بڑا ہوگا؟"

"سکندر بٹ پانی کی طرح روپیہ بہانے کے لیے تیار ہے۔"

"اتنا بہت سا سامان، میرا مطلب ہے کیمرے اور دیگر ایکیوپمنٹ کے ساتھ یہ پہاڑی سفر خاصا مشکل ہو جائے گا۔"

"اس کے علاوہ یونٹ کے تمام افراد کا ذاتی سامان!"

"ہاں۔ بہت زیادہ باکس ہوں گے۔"

"اور باربرداری کے لیے پہاڑی خچر ہی استعمال ہوں گے۔"

"ظاہر ہے۔"

"میرا خیال ہے اس فلم کی پبلسٹی بھی خاصی کی جائے گی؟"

"ہم لوگوں کی روانگی ہی کے دن کئی بڑے اخباروں میں پورے پورے صفحے کے اشتہارات چھپیں گے۔ اس بات کی پبلسٹی بطور خاص کی جائے گی کہ کافرستان کے داگنیائی کی محبوبہ کا جو مجسمہ ہے، اس سے سو فیصد مشابہ لڑکی کی تلاش میں میڈم فریال نے خاصی جدوجہد کی ہے لیکن فلم کی تکمیل سے پہلے نہ تو اس لڑکی کا نام دیا جائے گا نہ اس کی تصویر۔"

"مستری؟" ماجد مسکرایا۔
"میرا بھی یہی خیال ہے کہ اس طرح لوگوں کو متجسس رکھنے کے لیے یہ حربہ استعمال کیا جارہا ہے۔"
"کیا یہ مناسب ہوگا کہ فلم کے لیڈنگ رول کے لیے دو نئے چہرے لیے جارہے ہیں۔"
"مجھے تو اس سے اتفاق ہے کہ اس قسم کی فلموں کے لیے نئے چہرے ہونا چاہئیں۔ دیکھنے والے کو محسوس ہوگا کہ یہ واقعی ڈاکنیائی اور اس کی محبوبہ ہیں۔"
"میڈم فریال سے لوگ توقعات بھی بہت رکھتے ہیں۔" ماجد نے تجسس آمیز لہجے میں کہا "کوئی اور ہدایت کار اپنی فلم میں نئے مرکزی چہرے لاتا ہے تو لوگ اس فلم کی طرف سے زیادہ پُرامید نہیں ہوتے!"
"اس کی وجہ یہی ہے کہ میڈم فریال نے جب بھی کوئی نیا چہرہ پیش کیا ہے' وہ ان کی ہی فلم سے اسٹار بن جاتا ہے۔"

○☆○

آخر وہ دن بھی آیا جب فریال رحمانی کے فلم یونٹ نے تمام سازوسامان کے ساتھ بذریعہ طیارہ پشاور کی طرف پرواز کی۔
اسی شام انصار بٹ جب اپنے گھر پر تھا تو ایک ملازم نے اسے اطلاع دی کہ اس سے ایک غیر ملکی ملنے آیا ہے جو اپنا نام ہنری بتاتا ہے۔ نیز یہ کہ اس کے ساتھ ایک معمر غیر ملکی بھی ہے۔
"غیر ملکی!" انصار بٹ چونکا۔ اس کا دماغ کچھ سنسنا گیا تھا لیکن پھر اس نے سوچا' ضروری تو نہیں کہ ان غیر ملکیوں کا تعلق ہنری ڈگلس ہی سے ہو!'
انصار بٹ نے اپنے ڈرائنگ روم میں ان دونوں غیر ملکیوں سے ملاقات کی۔ ان دونوں نے کھڑے ہو کر بڑے مہذب انداز میں انصار بٹ سے مصافحہ کیا۔ پہلے مصافحہ کرنے والے کی عمر اٹھائیس سال کے لگ بھگ تھی۔ اس نے اپنے معمر اور تقریباً گنجے ساتھی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے انگریزی میں تعارف کرایا "یہ میرے چچا کریمر ڈگلس ہیں اور میرا نام ہنری ڈگلس ہے۔"
اب انصار بٹ کا سارا جسم ہی جھنجھنا گیا۔ اس میں کوئی شبہ باقی نہیں رہا تھا کہ ان دونوں کا تعلق ہربرٹ ڈگلس ہی سے ہوگا۔
"تشریف رکھیے!" انصار بٹ نے خود پر قابو رکھتے ہوئے کہا "فرمائیں' میں آپ کی کیا خدمت کرسکتا ہوں۔"
"غالباً آپ سمجھ تو گئے ہیں کہ ہمارا تعلق کس سے ہے؟" ہنری ڈگلس بولا۔
"نہیں۔ میں کچھ نہیں سمجھا۔" انصار بٹ نے کہا لیکن اس کے دل کی دھڑکنوں میں کچھ اضافہ ہوگیا تھا۔
"آپ ہمارے نام سن کر کچھ چونکے تھے جس سے ظاہر ہوا تھا کہ آپ کسی ایسے شخص سے واقف ہیں جو ڈگلس ہے۔" ہنری نے کہا "میں ہربرٹ ڈگلس کی بات کررہا ہوں۔"
"لیکن میں کسی ہربرٹ ڈگلس سے واقف نہیں ہوں۔" انصار بٹ نے اپنی گھبراہٹ پر قابو پانے کی کوشش کی تھی۔
ہنری ڈگلس کے چہرے پر یکایک سختی کے آثار پیدا ہوگئے۔ وہ انصار بٹ کی آنکھوں میں دیکھتا ہوں بڑبڑایا "اس کا مطلب ہے ضرور کچھ گڑبڑ ہوچکی ہے۔"
"میری سمجھ میں نہیں آرہا ہے کہ آپ کس قسم کی باتیں کررہے ہیں۔"
"بات میں ابھی واضح کیے دیتا ہوں مسٹر بٹ!" ہنری ڈگلس نے سرد لہجے میں کہا "میں ہربرٹ ڈگلس کا بیٹا ہوں۔ وہ جب لندن سے روانہ ہوئے تھے تو انہوں نے مجھے بتایا تھا کہ یہاں ان کے تین دوست ہیں جن کو وہ اپنی مہم میں ساتھ رکھیں گے۔ انہوں نے مجھے ان کے نام بھی بتائے تھے۔ انصار بٹ' سکندر بٹ اور سلطان قمر! انہوں نے یہ بھی بتایا تھا کہ انصار بٹ یہاں کی ایک معروف کاروباری شخصیت ہیں اسی لیے میں مسٹر سکندر بٹ اور مسٹر سلطان قمر کا پتا تو نہیں لگا سکا لیکن آپ کا پتا لگانے میں مجھے کوئی دشواری نہیں ہوئی۔ آپ کو دیکھ کر میں خوش ہوگیا تھا کہ اب مجھے ڈیڈی کے بارے میں معلوم ہوجائے گا لیکن آپ کے جواب سے مجھے یقین ہوگیا ہے کہ ایسی کوئی خاص بات ضرور ہوچکی ہے جو آپ چھپانا چاہتے ہیں۔"
"آپ کسی غلط فہمی کا شکار معلوم ہوتے ہیں مسٹر ڈگلس!" انصار بٹ نے اپنی اس بات پر قائم رہنے کی کوشش کی کہ وہ ہربرٹ ڈگلس سے واقف نہیں۔
"میں قطعی کسی غلط فہمی کا شکار نہیں ہوں مسٹر بٹ!" ہنری ڈگلس نے کہا "بہتر ہوگا کہ آپ مجھے حقائق سے بے خبر رکھنے کی کوشش نہ کریں۔ انگلینڈ سے یہاں آنے کے بعد ڈیڈی مجھے فون کرتے رہتے تھے۔ آخری بار فون پر انہوں نے مجھے بتایا تھا کہ وہ اپنے دوستوں کے ساتھ کافرستان روانہ ہورہے ہیں۔ میرا خیال تھا کہ وہ دو تین ماہ میں وہاں سے لوٹ آئیں گے لیکن جب ڈیڑھ سال کے لگ بھگ عرصہ گزر گیا تو مجھے تشویش ہوئی۔ میں نے یہاں اپنے ملک کے سفارت خانے کو بھی فون کیا۔ انہوں نے بھی مجھے یہی بتایا کہ وہ کافرستان دیکھنے گئے ہوئے ہیں۔ ڈیڈی نے جاتے وقت سفارت خانے کو بھی اس کی اطلاع دے دی تھی کیونکہ یہاں دو سال تک رہنے کا ویزا لے کر آئے تھے لہٰذا سفارت خانے کو ابھی تک اس بات پر تشویش نہیں ہوئی تھی کہ وہ کافرستان سے واپس نہیں آئے لیکن مجھے کیونکہ ان کی کافرستان کی مہم کا علم تھا لہٰذا اتنا عرصہ گزرنے پر مجھے تشویش ہوئی۔ میں نے خود یہاں آکر ڈیڈی کو تلاش کرنے کا فیصلہ کیا۔ انکل کو بھی اپنے بھائی سے بہت محبت ہے۔" ہنری نے کریمر ڈگلس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا "اسی لیے یہ بھی میرے ساتھ یہاں آئے ہیں۔ اب اگر آپ ہمیں کچھ بتانے کے لیے تیار نہیں ہوئے تو مجبوراً ہمیں اپنے سفارت خانے

کو اپنے خدشات سے آگاہ کرنا پڑے گا۔"

اسی وقت کریمر ڈگلس بول پڑا "ہم اپنے سفارت خانے کو یہ بھی بتائیں گے کہ ہربرٹ نے اپنے جن دوستوں کے ساتھ کافرستان جانے کا پروگرام بنایا تھا' ان میں سے کم از کم آپ تو یہیں موجود ہیں۔ پھر جب ہمارا سفارت خانہ پولیس سے رابطہ قائم کرے گا تو وہ لوگ آپ کے باقی دونوں ساتھیوں کا بھی پتا لگالیں گے اور آپ تینوں سے یہ معلوم کرنے کی کوشش کی جائے گی کہ ہربرٹ کہاں ہے۔"

انصاربٹ کو اپنا جسم کچھ بے جان سا ہوتا محسوس ہوا۔ بات پولیس تک پہنچ جاتی تو اس کے لیے خاصی مشکلات پیدا ہو سکتی تھیں۔

"میں ایک شریف آدمی ہوں مسٹر ہنری ڈگلس!" انصاربٹ نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا "دراصل میں اپنی زبان سے کسی ایسی بات کا اظہار نہیں کرنا چاہتا جو پولیس تک پہنچے اور سکندر بٹ میرا دشمن بن جائے۔"

"اوہ!" ہنری ڈگلس کی آنکھیں چمک اٹھیں "گویا میرا یہ شبہ ٹھیک نکلا کہ کوئی گڑبڑ ہو چکی ہے۔ مسٹر انصاربٹ! اگر آپ ڈیڈی کے سلسلے میں مجھ سے تعاون کرتے ہیں اور مجھے حقائق کا علم ہو جاتا ہے تو میں پولیس کو آپ کے بارے میں کچھ نہیں بتاؤں گا۔ اب جبکہ آپ مجھے ڈیڈی کے بارے میں کچھ بتانے پر آمادہ ہو گئے ہیں تو مناسب ہوگا کہ میں بھی اپنے بارے میں آپ کو کچھ بتا دوں۔ میرا خاندان انگلینڈ کے امرا میں تو نہیں لیکن شرفا میں ضرور شمار کیا جاتا ہے لیکن میں اپنے خاندان کا واحد شخص ہوں جو اپنے خاندان کے مخصوص دائرۂ فکر سے باہر نکل چکا ہے۔ میں لندن میں ایسی زندگی گزار رہا ہوں کہ وہاں کی پولیس مجھے اچھی نظروں سے نہیں دیکھتی۔ اپنی اس مخصوص زندگی کے باعث میں اپنے خاندان سے کٹ چکا ہوں۔ خاندان کے لوگ مجھ سے ملنا بھی پسند نہیں کرتے۔ اس وقت انکل اگر میرے ساتھ ہیں تو اس کا سبب ہم دونوں کا یکساں مقصد ہے۔ میں اپنے باپ کی تلاش میں ہوں اور انہیں اپنے بھائی کی فکر ہے۔ اپنے خاندان سے علیٰحدگی کے باوجود میں اپنے بزرگوں سے محبت اور ان کی عزت کرتا ہوں اور میرے ڈیڈی کو تو مجھ سے اتنی محبت رہی ہے کہ لندن میں بھی وہ دسویں بارہویں دن مجھے فون ضرور کرتے تھے۔ کبھی میں بھی انہیں فون کرلیا کرتا تھا۔ وہ مجھے کبھی کبھی سمجھایا بھی کرتے تھے کہ میں نے زندگی کی غلط روش اپنالی ہے۔ یہ سب کچھ میں نے آپ کو یہ یقین دلانے کے لیے بتایا ہے مسٹر بٹ کہ میں پولیس کو آپ کے بارے میں کچھ نہیں بتاؤں گا۔ میں دنیا میں کسی جگہ بھی ہوں اور کسی بھی مشکل میں پھنس جاؤں' میری کوشش یہی ہوگی کہ اپنا مسئلہ خود حل کروں' پولیس سے کوئی مدد نہ لوں۔ یہاں بھی میں پولیس سے رابطہ کیے بغیر اپنے ڈیڈی کو اس مشکل سے نکالنے کی کوشش کروں گا جس میں وہ پھنس گئے ہیں اور کافرستان سے لوٹ نہیں سکے۔ اب آپ مجھے بڑے سکون سے بتا سکتے ہیں مسٹر بٹ کہ ڈیڈی کہاں ہیں اور کس مشکل میں پھنس گئے ہیں۔"

"یہ تو میں واقعی نہیں جانتا کہ مسٹر ہربرٹ اب کہاں ہیں اور کس مشکل میں پڑے ہوئے ہیں۔" انصاربٹ نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا "میں بس اتنا جانتا ہوں کہ کافرستان پہنچنے کے چند دن بعد ہی سکندر بٹ اور مسٹر ہربرٹ میں شدید لڑائی ہوگئی تھی۔ دونوں ایک دوسرے کو گولیاں مارنے کی دھمکیاں دینے لگے تھے۔"

"پہل کس نے کی تھی؟" ہنری نے جلدی سے پوچھا۔

"سکندر بٹ نے۔" انصاربٹ نے جواب دیا۔

"انہی فوٹوگراف کے لیے جو ڈیڈی کے پاس تھے؟"

"ہاں۔"

"پھر؟" ہنری نے بے چینی سے پوچھا۔

"پھر میں گھبرا گیا تھا۔" انصاربٹ نے کہا "میں آپ کو ابھی بتا چکا ہوں کہ میں کس قسم کا آدمی ہوں۔ مجھے سیر و سیاحت اور شکار کا شوق تو ہے لیکن میں لڑائی بھڑائی سے بہت گھبراتا ہوں۔ جب میں نے ان دونوں کو ایک دوسرے پر رائفلیں تانے ہوئے دیکھا تھا تو میری روح فنا ہوگئی تھی۔ سلطان قمر نے ان دونوں کے بیچ میں آکر ان کا جھگڑا ختم کرایا تھا لیکن میں نے ان سے صاف صاف کہہ دیا کہ میں اب اس مہم میں ان کا ساتھ دینے کے لیے تیار نہیں ہوں۔ اس کے بعد ہی میں کافرستان سے لوٹ آیا تھا۔ اپنی زبان میں نے اس لیے بند رکھی کہ سکندر بٹ نے مجھے دھمکی دی تھی۔ اس نے کہا تھا کہ اگر میں نے حکومت کو یا کسی کو بھی ان کی مہم سے آگاہ کیا تو وہ مجھے زندہ نہیں چھوڑے گا۔"

"اب وہ تینوں کہاں ہیں' یہ آپ کو نہیں معلوم؟" بوڑھے کریمر ڈگلس نے جلدی سے پوچھا۔

"مسٹر ہربرٹ اور سلطان قمر کے بارے میں کچھ نہیں معلوم لیکن سکندر بٹ آج صبح تک یہیں تھا۔"

"کیا!" ہنری چونک کر بولا "اب وہ کہاں چلا گیا؟"

"واپس کافرستان۔" انصاربٹ نے جواب دیا "سات آٹھ ماہ قبل تو وہ کافرستان سے واپس آگیا تھا۔ اس عرصے میں اس نے کافرستان میں ایک فلم بنانے کے لیے ایک فلم ڈائریکٹر میڈم فریال کو آمادہ کیا۔ نہ جانے وہ کس قسم کی فلم بنانا چاہتا ہے کہ اس کی تیاری ہی میں سات آٹھ ماہ لگ گئے۔ آج صبح وہ میڈم فریال کے پورے فلم یونٹ کے ساتھ یہاں سے کافرستان کے لیے روانہ ہوا ہے۔"

ہنری نے کچھ متفکر نگاہوں سے اپنے چچا کی طرف دیکھا' اس کے بعد پھر انصاربٹ کی طرف متوجہ ہوا "کیا میں یقین کرلوں کہ آپ کا بیان بالکل درست ہے؟"

"اگر میں خاموش رہنا چاہتا تو اتنا کچھ بھی کیوں بتاتا۔"

"میڈم فریال۔" ہنری نے بڑبڑانے والے انداز میں کہا "آپ کے بیان کے اس حصے کی تصدیق تو بہت آسان ہے۔" پھر وہ اپنے چچا کی طرف دیکھتا ہوا بولا "اگر مسٹر انصار بٹ کا بیان درست ہے تو یہ بات یقینی ہو جاتی ہے کہ جس مہم پر یہ چاروں دوست گئے تھے' اس کی تکمیل نہیں ہو سکی تھی۔ سکندر بٹ اسی لیے دوبارہ کافرستان کا رخ کر سکتا ہے۔ بہرحال یہ بات ابھی سمجھ میں نہیں آئی کہ اس نے فلم بنانے کا چکر کیوں چلایا ہے مگر اس کے اکیلے واپس آنے سے ذہن میں ایک خدشہ ضرور ابھرتا ہے۔ لالچ میں انسان بہت کچھ کر سکتا ہے۔ ممکن ہے اس نے نہ صرف ڈیڈی بلکہ اپنے دوسرے دوست کو بھی مار ڈالا ہو اور اگر میرا یہ اندیشہ درست ثابت ہوا تو میں سکندر بٹ کا خون پی جاؤں گا۔" خاموش ہو کر ہنری نے دانت پیسے۔

"ہنری!" کریمر ڈگلس نے سنجیدگی سے کہا "یہ سب باتیں ہمیں سفارت خانے کے علم میں لے آنا چاہئیں۔"

"لیکن اس طرح تو....." انصار بٹ گھبرا گیا۔

"پلیز مسٹر بٹ!" ہنری نے ہاتھ اٹھا کر کہا "مجھے معلوم ہے کہ بات اس طرح پولیس تک پہنچ جائے گی اور میں آپ سے وعدہ کر چکا ہوں کہ ایسا نہیں ہوگا۔"

"لیکن....." کریمر ڈگلس نے پھر کچھ کہنا چاہا۔

"انکل!" ہنری نے اس کی بات کاٹ دی "اگر آپ اکیلے اپنے طور پر یہاں آئے ہوتے تو جو چاہتے' کرتے۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہوتا لیکن آپ میرے ساتھ آئے ہیں اور اس شرط پر آئے ہیں کہ اگر ڈیڈی کے معاملے میں کوئی گڑبڑ ہوئی ہے تو میں اسے اپنے طور پر ہی دیکھوں گا۔ پولیس سے تو میری اپنے ملک میں نہیں بنی تو یہاں کیا بنے گی پھر خصوصاً یہ معاملہ تو ایسا ہی نظر آ رہا ہے جو مجھے ہی دیکھنا چاہیے۔ اگر سکندر بٹ کی وجہ سے ڈیڈی کو کسی قسم کا نقصان پہنچا ہے تو اس سے میں خود حساب کتاب کروں گا۔ اگر پولیس بیچ میں آ گئی تو پھر میں اپنے طور پر کچھ نہیں کر سکوں گا۔"

"لیکن یہ دوسرا ملک ہے ہنری!" کریمر نے کہا "یہاں تم اپنے طور پر کوئی قدم اٹھا کر کسی قانونی مشکل میں پھنس سکتے ہو۔"

"ہنری کبھی کسی مشکل میں نہیں پھنس سکتا۔ انگلینڈ کی پولیس مجھے کبھی ایک دن کے لیے بھی جیل نہیں بھیج سکی۔"

کریمر نے بحث آگے بڑھانا بے کار سمجھا لیکن اس کے چہرے کے تاثرات خوشگوار نہیں تھے۔

"مسٹر بٹ!" ہنری بولا "مجھے اس معاملے میں آپ کے تعاون کی ضرورت پڑے گی۔"

"کیسا تعاون؟" انصار بٹ نے پہلو بدلا۔

"میں سکندر بٹ کے تعاقب میں جانا چاہتا ہوں۔ ظاہر ہے کہ جب آج صبح وہ یہاں سے نکل چکا ہے تو اب اس سے میری مڈبھیڑ کافرستان ہی میں ہوگی اور اسے آپ ہی پہچان سکتے ہیں۔ بات صرف اسی کی نہیں بلکہ سلطان قمر کو پہچاننے کی بھی ہے اور ڈیڈی سے سکندر بٹ کے جھگڑے کے گواہ بھی آپ ہیں۔ پھر یہ کہ وہ سر زمین آپ کی دیکھی بھالی ہوئی بھی ہے۔ وہاں کے لوگوں کی زبان اور رسم و رواج سے آپ کی تھوڑی بہت واقفیت بھی میرے لیے مددگار ثابت ہو سکتی ہے۔ آپ کو مجھ سے اتنا تعاون تو کرنا ہی پڑے گا۔"

"سکندر بٹ مجھے آپ کے ساتھ دیکھ کر سمجھ جائے گا کہ....."

"اس کا میں وعدہ کرتا ہوں کہ آپ کو کچھ نہیں ہونے دوں گا۔"

انصار بٹ پریشان ہو گیا لیکن اس کے ذہن میں کچھ ایسی باتیں بھی آئیں کہ اس نے ہنری کے ساتھ جانا اپنے لیے مفید سمجھا۔ اسے بس یہ سوچنا تھا کہ وہ اپنے فائدے کی راہ کس طرح نکال سکتا ہے۔

○☆○

پشاور سے چترال تک کی فلائٹ پچپن منٹ کی ہے اور چترال سے کافرستان کی وادی "بمبریت" صرف بتیس کلومیٹر کے فاصلے پر ہے لیکن یہی بتیس کلومیٹر خاصے دشوار گزار ہیں۔ چترال سے چلنے والی جیپیں بھی اس خطرناک راستے پر صرف سولہ کلومیٹر تک چلتی ہیں۔ اس سے آگے جانا جیپوں کے لیے بھی ممکن نہیں۔ وہ باقی سولہ کلومیٹر' کافرستان جانے والوں کو پیدل یا پہاڑی خچروں پر طے کرنا پڑتے ہیں۔ یہ راستہ طے کرنے کے لیے زیادہ تر افراد خچر کے بجائے اپنی ذات پر اعتماد کرتے ہوئے پیدل چلنے کو ترجیح دیتے ہیں' صرف اپنا سامان لے جانے کے لیے کرائے پر خچر حاصل کرتے ہیں۔ اس دشوار گزار راستے کی وجہ سے زیادہ تر سیاح اپنے ساتھ کم سے کم سامان رکھتے ہیں لیکن فریال رحمانی نے کافرستان کا رخ تفریحاً نہیں کیا تھا۔ اسے وہاں فلم بنانا تھی۔ اس کے ساتھ اپنے یونٹ کے لوگوں کا ذاتی سامان تو تھا ہی لیکن کیمرے اور فلم بندی کے دیگر ساز و سامان کے چوبی بکس اچھی خاصی تعداد میں تھے۔ اتنے سامان کے لیے خچروں کی خاصی تعداد درکار تھی جو بڑی مشکل سے دستیاب ہو سکی۔ اس کے علاوہ تین گھوڑے بھی تھے جنہیں اس فلم کی عکس بندی میں حصہ لینا تھا۔

یونٹ کے تمام افراد نے پیدل ہی چلنے کو ترجیح دی۔ نشیب و فراز طے کرتے ہوئے جب ان کی سانسیں پھول جاتیں تو وہ سبھی تھوڑی دیر کے لیے کسی جگہ رک جاتے۔ سولہ کلومیٹر کے راستے نے انہیں اتنا ہلکان کر دیا کہ وادی میں داخل ہونے کے بعد انہیں جیسے ہی ایک جگہ گھاس نظر آئی' سب وہیں ڈھیر ہو گئے۔ وہ اتنے نڈھال ہو چکے تھے کہ گھنٹے بھر سے زیادہ وقت انہوں نے وہیں پڑے پڑے گزار دیا مگر چند افراد ایسے بھی تھے جو دس منٹ آرام کرنے کے بعد ہی اٹھ گئے۔ ان میں چار افراد ایسے بھی تھے جنہوں نے مستعدی سے اِدھر اُدھر اس طرح ٹہلنا شروع کر دیا تھا جیسے وہ اس

"فلم یونٹ" کے محافظ ہوں۔ ان چاروں کی صحت بھی بہت اچھی تھی۔ وضع قطع شکاریوں جیسی تھی۔ ان کے شانوں سے رائفلیں بھی لٹکی ہوئی تھیں۔ ان چاروں کا بندوبست خود سکندر بٹ نے کیا تھا کیونکہ اس کی دانست میں کسی بلند مقام پر فلم کی شوٹنگ کے وقت ان کی موجودگی ضروری تھی۔ اس نے بتایا تھا کہ بلند پہاڑی مقامات پر ہرن جیسے معصوم جانوروں کے علاوہ برفانی چیتے،...... اور بھیڑیے جیسے خطرناک جانور بھی پائے جاتے ہیں۔

فریال رحمانی نے یہ تو سوچ لیا تھا کہ ایک اجنبی سرزمین پر یونٹ کی حفاظت کے لیے اس قسم کے آدمیوں کی موجودگی کے باعث یونٹ کے تمام افراد کو تقویت حاصل رہے گی لیکن اس نے یہ فیصلہ بھی کیا تھا کہ وہ حتیٰ الامکان ایسی لوکیشن پر فلم بندی سے احتراز کرے گی جہاں اس کے یونٹ کے کسی فرد کی زندگی بھی خطرے میں پڑ سکتی ہو۔

نڈھال افراد نے جب گھاس سے اٹھ کر اپنے اردگرد کا جائزہ لیا تو اس وادی کے حسین مناظر دیکھ کر ان کے جسموں میں تازگی پیدا ہونے لگی۔

سورج غروب ہونے میں دو ڈھائی گھنٹے باقی تھے۔ روشنی سے ساری وادی منور تھی۔ ہر طرف پہاڑیاں ہی پہاڑیاں، اونچے نیچے ٹیلے اور ڈھلوانیں تھیں۔ بلندیوں پر شاہ بلوط اور صنوبر کے حسین و سرسبز جنگل تھے۔ زمین بے شمار اقسام کے جنگلی پھولوں، پودوں اور گھاس سے ڈھکی ہوئی تھی۔ ننھے منے رنگا رنگ پرندے بھی ادھر سے اُدھر اڑتے پھر رہے تھے۔

رخشی نے ماجد کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا "اگر زمین پر جنت کا کوئی تصور کیا جاسکتا ہے تو وہ یہی جگہ ہو سکتی ہے۔"

"بلاشبہ۔" ماجد نے کہا "ہمارے ملک کی اکثریت اس بات سے بے خبر ہے کہ ہمارے ملک میں کوئی اتنی حسین جگہ بھی ہوگی۔"

اسی وقت ان دونوں کو سکندر بٹ کی طرف متوجہ ہونا پڑا جو فریال رحمانی سے کہہ رہا تھا "میڈم! اس وقت ہم عام گزرگاہ کے قریب ہیں۔ یہاں کیمپ کرنا مناسب نہیں ہوگا۔ کیمپ کرنے کے لیے جو مناسب جگہ میرے ذہن میں ہے وہاں تک پہنچنے کے لیے ہمیں ابھی دو میل اور چلنا ہوگا لہٰذا ہمیں یہاں سے فوراً چل پڑنا چاہیے۔ بہتر ہوگا کہ اندھیرا پھیلنے سے پہلے کیمپ لگا لیا جائے۔"

فریال رحمانی نے اس سے اتفاق کیا اور ان کا قافلہ ایک بار پھر حرکت میں آگیا۔ ان لوگوں نے کچھ اور سیاحوں کو بھی دیکھا جو خچروں پر سوار تھے۔ ان کے پاس معمولی سامان تھا لہٰذا باربرداری کے خچر ان کے ساتھ نہیں تھے۔ وہ سبھی سیاح غیر ملکی تھے۔ سکندر بٹ نے بتایا تھا کہ پاکستان کے لوگ یہاں بہت کم آتے ہیں۔

آخر وہ اس جگہ پہنچ گئے جہاں کیمپ لگنا تھا۔ مزدوروں نے فوراً خیمے اور چھولداریاں نصب کرنا شروع کردیں۔ خچروں پر سے سامان اتارنے کا کام انہیں دوسرے مرحلے میں کرنا تھا تاکہ فلم بندی کا سارا سامان ایک بڑے خیمے میں رکھا جاسکتا۔ وہ سب مزدور چترالی تھے اور انہیں چترال ہی سے ساتھ لایا گیا تھا۔

یونٹ کے لوگوں نے پیٹرومیکس اور کیروسین لیمپ جلانا شروع کردیے۔ کیونکہ کافرستان میں بجلی نہیں ہے اس لیے فریال رحمانی فلم بندی کے لیے کئی طاقتور جنریٹرز بھی لے آئی تھی۔

مزدوروں نے بڑی پھرتی سے کام کیا اور اندھیرا پھیلنے تک خیمے اور چھولداریاں نصب کی جاچکی تھیں۔ جن لوگوں کو تنہا شب بسری کرنا تھی، ان کے لیے چھولداریاں تھیں اور جو زیادہ افراد اجتماعی طور پر رہ سکتے تھے، ان کے لیے خیمے تھے۔ ایک خیمہ فریال رحمانی اور اس کے شوہر شرجیل کے لیے بھی تھا۔ جن لوگوں نے یہاں پہنچنے سے پہلے ہی تنہا شب بسری کی خواہش ظاہر کردی تھی، وہ تین افراد تھے۔ سکندر بٹ، ماجد اور رخشی!

مزدوروں نے پیٹرومیکس کی روشنی میں خچروں سے سامان اتارنا شروع کیا۔ رخشی اور ماجد تمام لوگوں سے ذرا دور ہٹ کر گھاس پر بیٹھ گئے اور باتیں کرنے لگے۔

"اس ماسک سے مجھے بہت الجھن ہو رہی ہے۔" رخشی نے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

"اور مجھے اس بات سے الجھن ہوتی ہے کہ تم میرے سامنے ہوتے ہوئے بھی میرے سامنے نہیں ہوتیں۔" ماجد نے ہنس کر کہا۔

جھلّی نما پلاسٹک کا وہ ماسک رخشی کے چہرے پر اس وقت سے چڑھا ہوا تھا جب وہ چترال سے روانہ ہوئے تھے۔ اس ماسک کی وجہ سے رخشی کے نقش و نگار میں خاصی تبدیلی ہوگئی تھی۔ جھلّی نما ہونے کے باوجود اس ماسک کا دباؤ اتنا تھا کہ گال پچک جانے کے باعث رخساروں کی ہڈیاں ابھری ہوئی نظر آرہی تھیں۔ ناک پر دباؤ پڑنے سے نتھنے کچھ چوڑے ہوگئے تھے اور ہونٹوں میں کچھ ایسا کھنچاؤ آگیا تھا کہ دہانہ چھوٹا اور ہونٹ کچھ موٹے موٹے نظر آنے لگے تھے۔ مصنوعی بھویں اس ماسک کے اوپر ہی بنی ہوئی تھیں جو رخشی کی اصل بھوؤں سے بالکل مختلف تھیں۔ ان چند تبدیلیوں کی وجہ سے رخشی، رخشی نہیں، کچھ اور نظر آنے لگی تھی۔

رخشی کے چہرے کی اس تبدیلی کو سکندر بٹ کے بقول اس لیے ضروری سمجھا گیا تھا کہ کالاش کافر اس کا اصل چہرہ دیکھ لیتے تو ان میں ہیجان پھیل جاتا۔ وہ یہ سمجھتے کہ داگنیائی کی محبوبہ دوسرا جنم لے کر اپنے وطن لوٹ آئی ہے۔ اپنے اس خیال کی وجہ سے ان کے ہجوم فلم یونٹ کو ہر وقت گھیرے رہتے اور اس طرح فلم کی عکس بندی میں بے حد دشواریاں پیش آسکتی تھیں۔ کالاش کافروں کے علاوہ ان سیاحوں کا چونکنا بھی یقینی تھا جو داگنیائی کی محبوبہ کا مجسمہ دیکھ چکے تھے۔

فریال رحمانی نے سکندر بٹ کے اس خیال سے اتفاق کیا تھا۔ اس پریشانی سے بچنے کے لیے سکندر بٹ کی تجویز تو یہ تھی کہ میک

اب مین رخشی کے چہرے میں کچھ تبدیلیاں کردے لیکن اس طرح رخشی خاصی پریشان ہوجاتی۔ اپنے اصل چہرے کے ساتھ شوٹنگ میں حصہ لینے کے بعد اسے ہر مرتبہ میک اپ کے اس مرحلے سے گزرنا پڑتا جس سے اس کے نقش و نگار میں تبدیلیاں آئیں لہٰذا فریال رحمانی نے امریکا سے جہاں اور بہت کچھ منگوایا تھا' یہ ماسک بھی منگوالیا تھا۔ اس طرح رخشی کے لیے آسانی پیدا ہوگئی تھی کہ وہ جب چاہتی اس ماسک کو اپنے چہرے سے الگ کرسکتی تھی۔ دوبارہ ماسک کو چڑھانے کا کام میک اَپ مین ہی کو خاصے سلیقے سے کرنا پڑتا لیکن اس میں زیادہ سے زیادہ چار پانچ منٹ لگتے۔

ماسک اتارنے میں رخشی کو تھوڑی سی احتیاط ضرور کرنا پڑتی تھی۔ بے احتیاطی کے باعث وہ جھلی کہیں سے بھی ٹوٹ یا پھٹ سکتی تھی اس لیے میک اپ مین نے رخشی کو خاصی دیر تک ماسک اتارنے کی مشق کرا دی تھی۔ اس کے باوجود چونکہ خدشہ تھا کہ کسی وقت رخشی کی غلطی سے ماسک خراب بھی ہوسکتا ہے اس لیے فریال رحمانی نے ایک کے بجائے تین ماسک منگائے تھے جن میں سے دو اس کے پاس محفوظ تھے۔

رخشی کو خاصی تاکید بھی کردی گئی تھی کہ ماسک وہ اپنے چہرے سے اسی وقت اتارے جب رات کو یا کسی وقت بھی آرام کرنے کے لیے اپنی چھولداری میں جائے۔ باہر آنے سے قبل اسے میک اپ مین کو بلوانا پڑتا جو اس کے چہرے پر وہ ماسک چڑھاتا۔

ماسک چہرے سے ہٹانے کی ضرورت اس وقت بھی پیش آتی جب فلم کی عکس بندی کی جاتی لہٰذا طے کرلیا گیا تھا کہ ایسے موقع پر یہ احتیاط برتی جائے گی کہ کالاش قبیلے کا کوئی فرد بھی آس پاس نہ ہو جو رخشی کو داگنیائی کی محبوبہ سمجھ بیٹھے۔

سکندر بٹ کی بتائی ہوئی صورتِ حال کے باعث ہی رخشی نے ماسک کی یہ دردِ سری قبول کرلی تھی۔

○☆○

وہ رات ان لوگوں نے پٹرومیکس وغیرہ کی روشنی میں گزاری۔ ان کے اردگرد بھی کافی کافی فاصلے پر اس قسم کی روشنیاں دکھائی دے رہی تھیں جو کافرستان آنے والے سیاحوں کے خیموں یا چھولداریوں میں تھیں۔

ان سے بہت دور' جگنوؤں کی طرح ٹمٹماتی ہوئی روشنیوں کا ایک جتھا بھی نظر آرہا تھا جس کے بارے میں سکندر بٹ نے بتایا تھا کہ وہاں کالاش کافروں کی کوئی بستی تھی۔

دوسری صبح جب رخشی کی آنکھ کھلی تو اس نے اپنے جسم میں ایسی تازگی محسوس کی جو ساری زندگی کبھی محسوس نہیں کی تھی۔ اس نے چھولداری کے در پر پانی سے بھرا ہوا لوٹا رکھا دیکھا اور اس کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ آگئی۔ لوٹے کی وہاں موجودگی کا مطلب یہ تھا کہ وہ چھولداری کے در پر ہی منہ ہاتھ دھولے۔

منہ دھوتے ہوئے اس نے اچانک محسوس کیا کہ کوئی چھولداری کے قریب اور اس کے سامنے آکھڑا ہوا تھا۔ رخشی کی نظریں اٹھیں تو اس نے ماجد کو دیکھا جو تبدیل شدہ کپڑوں کے ساتھ پوری طرح ہشاش بشاش نظر آرہا تھا۔ وہ ہنس کر بولا۔

"یہاں بیٹھے بیٹھے منہ ہاتھ دھونا کیسا لگ رہا ہے۔"

"یہ عجیب مصیبت میرے سر پر آپڑی ہے۔" رخشی نے منہ بنایا۔

"میں نے لوٹا یہاں رکھا دیکھ کر میڈم فریال سے بات کی تھی۔ وہ کہنے لگیں کہ ابھی تو یہاں آس پاس کسی اجنبی کی موجودگی کا امکان نہیں لیکن احتیاط ضروری ہے۔"

"اچھا تو اب تم جلدی سے میک اپ مین کو بلوا دو جو میرے چہرے پر وہ مصیبت چڑھا سکے۔"

"میں خود جاکے اپنے ساتھ لے آتا ہوں۔" ماجد نے کہا۔

میک اپ مین اور ماجد کے آنے میں پندرہ منٹ لگے۔ اتنی دیر میں رخشی نے اپنا میک اپ باکس نکال کر ہلکا سا میک اپ کرلیا تھا۔ میک اپ مین نے آکر اس کے چہرے پر ماسک چڑھادیا۔

چھولداری کے در کا پردہ گرا کر رخشی نے کپڑے تبدیل کیے اور پھر باہر نکلی۔ ماجد اس کا منتظر تھا۔

"چلو میڈم کی طرف چلیں۔" وہ بولا "انہوں نے کہا تھا کہ ہم ناشتا ان کے ساتھ کریں۔"

رخشی نے اس کے ساتھ چلتے ہوئے کہا "تم شاید کافی دیر سے اٹھے ہوئے ہو۔"

"ہاں۔" ماجد نے کہا "میری آنکھ جلدی کھل گئی تھی۔ میں تیار ہوکر آس پاس کا کچھ علاقہ بھی گھوم چکا ہوں۔ ایسا لگتا ہے جیسے جنت کا کوئی ٹکڑا ٹوٹ کر یہاں آگرا ہو۔ پھلوں کے درختوں کی تو بہتات ہے۔ بل کھاتی ہوئی نہریں اور دریا ہیں۔ خوب صورت پرندوں کی بھی کوئی کمی نہیں۔"

اسی وقت شور مچاتے ہوئے طوطوں کی ایک ڈار ان کے سروں پر سے گزری اور پھر دائیں جانب کچھ فاصلے پر سیکڑوں تیتروں کا ایک جھنڈ مشرق سے مغرب کی جانب پرواز کرتا نظر آیا۔ اسی طرح بلندیوں پر چیڑ و دیار کے درختوں کا گھنا جنگل پھیلا ہوا تھا۔

رخشی اور ماجد' فریال رحمانی کے خیمے میں داخل ہوئے تو وہاں شرجیل اور سکندر بٹ کے علاوہ ایک اداکارہ اور ایک اداکار بھی موجود تھے۔ دسترخوان پر ناشتا لگا ہوا تھا جو یونٹ کے ساتھ آئے ہوئے خانساماؤں نے بنایا تھا لیکن اس کے علاوہ تازہ پھل بھی موجود تھے۔ اناناس' انگور' آڑو' سیب اور ناشپاتیاں! وہ پھل وہیں کے درختوں سے توڑے گئے تھے۔

ناشتا کرتے ہوئے وادی کے حسن کی باتیں ہوتی رہیں' پھر فلم کا ذکر چل نکلا۔ رخشی کے استفسار پر فریال رحمانی نے کہا۔

"شوٹنگ شروع کرنے میں چند دن لگیں گے۔ پہلے تو لوکیشنز تلاش کرنا ہیں۔ ویسے ابھی یونٹ کے کچھ افراد بھی آسانی سے نقل

حرکت نہیں کرسکتے۔ کل کے پیدل سفر نے ان کے پیروں کی انگلیوں میں چھالے ڈال دیے ہیں۔"

ناشتے کے دوران میں فلم کی کہانی کے بعض حصوں پر بھی گفتگو ہوئی اور ناشتے کے بعد وہ لوگ "سورج کی چٹان" دیکھنے کے لیے روانہ ہوئے جہاں انہیں فلم کے ایک بہت اہم حصے کی شوٹنگ کرنا تھی۔

اس پہاڑی کو مقامی لوگوں نے "سورج کی چٹان" کا نام اس لیے دے رکھا تھا کہ صبح کے وقت ساری وادی کے لوگوں کو سورج اسی پہاڑی کے پیچھے سے ابھرتا نظر آتا تھا۔

اس پہاڑی کے اوپر جو چٹان تھی، وہیں داگنیائی کی محبوبہ کا مجسمہ تھا۔

وہ پہاڑی بہت زیادہ بلند تو نہیں تھی لیکن پھر بھی اوپر چٹان تک پہنچنے میں انہیں ایک گھنٹا لگا۔ سکندر بٹ کی یہ بات درست ثابت ہوئی کہ چوبیس گھنٹوں میں کوئی وقت ایسا نہیں ہوتا جب اس چٹان پر کالاش کافروں کی اچھی خاصی تعداد موجود نہ ہو۔ ان میں اکثریت نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کی ہوتی تھی جن کا خیال تھا کہ اگر انہیں "پیار کی دیوی" (داگنیائی کی محبوبہ کا مجسمہ) کی آشیرواد حاصل رہے تو انہیں بیوی یا شوہر اپنی پسند کے مطابق ہی ملے گا۔

سکندر بٹ کے علاوہ باقی افراد نے پہلی مرتبہ کالاش کافروں کے ان نوجوان لڑکیوں اور لڑکوں کو دیکھا۔ خصوصاً لڑکیوں کو دیکھ کر رخشی دم بخود رہ گئی۔ ان میں سے کوئی بھی ایسی نہیں تھی جس کے نقش و نگار اچھے نہ ہوں یا وہ گوری چٹی اور سرخ و سفید نہ ہوں مگر ان کے بارے میں ایک رائے جو رخشی کے ذہن میں فوری طور سے قائم ہوئی، اس کا فوری اظہار اس نے مناسب نہیں سمجھا۔

ان لوگوں کو دیکھ کر ان لڑکوں اور لڑکیوں میں کسی قسم کی ہلچل نہیں پیدا ہوئی۔

سکندر بٹ بولا "یہاں سیاحوں کی آمدورفت اتنی بڑھ چکی ہے کہ اب ہر جگہ اجنبیوں کو دیکھنا ان کے لیے معمول کی بات ہے۔ خصوصاً یہ جگہ تو ایسی ہے جسے دیکھے بغیر کوئی سیاح واپس نہیں جاتا۔ ہم تو ذرا جلدی آگئے ہیں۔ تھوڑی دیر بعد یہاں سیاحوں کی آمدورفت کا سلسلہ شروع ہوجائے گا۔"

باتیں کرتے ہوئے وہ آگے بڑھتے رہے اور مجسمے کے قریب پہنچ گئے۔ رخشی اس مجسمے سے اپنی شباہت کے بارے میں سنتی رہی تھی، پھر وہ بھی اس مجسمے کو دیکھ کر ششدر رہ گئی۔ اسے یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے اسی چٹان پر اسی کا مجسمہ بنا کر کھڑا کیا ہو۔ فرق صرف لباس اور وضع قطع کا تھا جو کالاش عورتوں کی ہوتی ہے۔

کالاش عورتیں صرف ایک لمبا گاؤن پہنتی ہیں جو اون سے بنایا جاتا ہے۔ اس گاؤن کا گلا خاصا کشادہ ہوتا ہے۔ کولھے کے اوپر ایک بیلٹ سی باندھی جاتی ہے جس سے جسمانی نشیب و فراز واضح ہوجاتے ہیں۔ سر پر ایک عجیب وضع کی اونی ٹوپی ہوتی ہے جس کا پچھلا حصہ پیٹھ تک لٹکا رہتا ہے اور اگلا حصہ پیشانی کو بڑی حد تک چھپالیتا ہے۔ اس ٹوپی پر سیپیاں اور سفید بٹن لگائے جاتے ہیں اور ٹوپی کے سرے پر رنگین پروں کی ایک کلغی سی بنائی جاتی ہے۔

رخشی کو اب اس استفسار کی ضرورت نہیں تھی کہ وہ مجسمہ کب اور کس نے بنایا۔ فلم کی کہانی پڑھ کر اسے اس روایت کا علم ہوچکا تھا کہ لگ بھگ ایک صدی قبل کالاش کافروں کے ایک مذہبی پیشوا نے خواب میں ایک خوب صورت لڑکی کو دیکھا۔ اس لڑکی نے خواب میں ہی اسے بتایا تھا کہ وہ داگنیائی کی محبوبہ ہے۔ اس نے اپنی خواہش کا اظہار کیا تھا کہ سورج پہاڑی کی اس چٹان پر اس کا مجسمہ بنایا جائے کیونکہ بہت جلد اس کا محبوب داگنیائی دوسرا جنم لے کر کافرستان آئے گا مگر اسے اپنے ماضی کے واقعات یاد نہیں ہوں گے۔ اس مجسمے ہی کو دیکھ کر اسے اپنا ماضی یاد آئے گا اور جب اس کے دل میں اپنی محبوبہ کی محبت پوری شدت سے بیدار ہوگی تو وہ مجسمے کے قدموں سے سر ٹکرا ٹکرا آسمانوں کے حاکم سے دعا کرے گا اور گڑگڑائے گا کہ اسے کسی طرح بھی اپنی محبوبہ مل جانا چاہیے۔ اگر دوسرے جنم میں بھی اس کی محبت پہلے جنم کی محبت کی طرح لازوال ہوئی تو "مہاندیو، بالا مائیں اور ساجی گور" دیوتاؤں کی سفارش پر آسمانوں کا حاکم اس مجسمے کو غائب کردے گا اور اس کی جگہ اس کی محبوبہ کا انسانی وجود آجائے گا۔ اس طرح وہ دونوں ایک دوسرے سے پھر مل جائیں گے۔

کالاش کافروں کے "بیتان" یعنی مذہبی پیشوا نے اس خواب کو آسمانی حکم یا بشارت سمجھا اور خود ہی اس چٹان پر اس لڑکی کا مجسمہ بنایا جس کو اس نے خواب میں دیکھا تھا۔

کالاش کافروں میں سنگتراشی کا فن بھی پایا جاتا ہے اور اتفاق سے وہ مذہبی پیشوا "بیتان" بننے سے پہلے یہ فن سیکھ چکا تھا۔ کالاش کافروں کی روایت کے مطابق یہ بعد کی بات تھی کہ اس شخص میں "روحانی طاقتیں" بیدار ہوئی تھیں اور وہ بیتان بنا تھا۔

اس مجسمے کے بارے میں یہ روایت فلم کی کہانی کا ایک حصہ بنائی گئی تھی۔

وہ مجسمہ چٹان کے بالکل کنارے پر کھڑا تھا۔ دوسری طرف چٹان نیچے تک عمودی تھی۔ اس طرف سے نیچے اترنا ممکن نہیں تھا۔ اسی طرف ڈھائی تین سوفٹ کی گہرائی میں ایک دریا بہتا تھا۔ چٹان کے بائیں جانب ہزاروں فٹ نیچے تک نشیب تھا جہاں چراگاہیں تھیں۔

روایت کے مطابق داگنیائی انہی چراگاہوں کی طرف گیا ہوا تھا جب اس کی محبوبہ اسی چٹان پر ہر رات آگ جلایا کرتی تھی۔ اس زمانے میں اس کا گاؤں اس چٹان کے قریب ہی تھا لیکن اب اس گاؤں کا نام و نشان مٹ چکا تھا۔ اس گاؤں کی تباہی کی کہانی ایک الگ روایت تھی۔

اس چٹان سے واپسی پر رخشی نے سکندر بٹ کو فریال رحمانی

سے باتیں کرتے سنا۔ وہ بتا رہا تھا کہ کالاش کافروں میں سنگ تراشی کا فن اس زمانے سے آیا ہے جب سکندر اعظم یہاں سے گزرا تھا۔ اس کی فوج کی خاصی بڑی تعداد اس وادی میں رکی تھی‘ ان میں دو تین سنگ تراش بھی تھے۔ انہی سے یہ فن کچھ کالاش کافروں نے سیکھا تھا اور ان لوگوں کی ایک مذہبی رسم کے باعث یہ فن اب تک زندہ تھا۔

رخشی اس رسم کے بارے میں کچھ نہیں سن سکی کیونکہ ماجد اسے مخاطب کر بیٹھا تھا ”رخشی! کہیں ایسا تو نہیں کہ تم ہی داگنیائی کی محبوبہ کا دوسرا جنم ہو۔“

”فضول باتیں نہ کرو۔“

”ایسی حیرت انگیز مشابہت میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھی۔“

”میں نے بھی نہیں دیکھی لیکن سنا تو ہے کہ کبھی کبھی دو افراد میں ایسی مشابہت دیکھی گئی ہے۔ اگر ایک وقت میں دو ہم شکل ہو سکتے ہیں تو یہ امکان خاصا بڑھ جاتا ہے کہ مختلف زمانوں میں مختلف زمانوں کے ہم شکل پیدا ہوتے رہے ہوں گے لیکن میں آواگون کی قائل نہیں ہوں۔“

باتیں کرتے ہوئے وہ کیمپ کے قریب پہنچ گئے۔ انہوں نے دیکھا کہ دو الیکٹریشن خیموں اور چھولداریوں کے درمیان برقی تاروں کا جال پھیلا رہے تھے۔

”یہ کیا کر رہے ہیں!“ رخشی کے منہ سے نکلا۔

”خیموں اور چھولداریوں میں آج رات بجلی کے بلب جلیں گے۔ جنریٹر استعمال کیا جائے گا۔ کل یہ کام اس لیے نہیں ہو سکا کہ ہمیں یہاں کیمپ لگاتے لگاتے اندھیرا ہو گیا تھا۔ اس وقت اس کام میں دشواری پیش آتی۔“

”خاصی معلومات حاصل کر رکھی ہیں تم نے۔“

”صبح تم دیر سے جاگی تھیں نا! میں میڈم فریال اور سکندر بٹ وغیرہ سے باتیں کرتا رہا تھا۔“

”اچھا اب میں آرام کروں گی۔“ رخشی نے اپنی چھولداری کے قریب رکتے ہوئے کہا ”اس پہاڑی پر چڑھنے اترنے سے خاصی تھک گئی ہوں۔“

”تھکن سے زیادہ تمہیں اس ماسک سے الجھن ہو رہی ہوگی۔“ ماجد نے مسکرا کر کہا ”خیر! کچھ دیر آرام کرلو۔ دو بجے کھانا کھایا جائے گا۔ میں نے سوچا ہے کہ اس کے بعد ہم دونوں کالاش کافروں کی بستیوں کی طرف نکل جائیں۔ جب شوٹنگ کا آغاز ہونے میں چند دن لگیں گے تو کیوں نہ ان دنوں میں وادی میں گھوم پھر لیا جائے۔“

”خواہش تو میری بھی ہے لیکن اس ماسک سے بڑی الجھن ہوتی ہے۔ خیر‘ دیکھا جائے گا۔ ابھی تو میں اس سے نجات حاصل کر کے کچھ دیر آرام کرلوں۔“

○☆○

اس سے اگلے دن شام کو جب اندھیرا پھیلنے لگا تھا‘ ہنری‘ کریمر اور انصاریٹ بھی بخیریت پہنچ گئے۔ انصاریٹ ہی کی خواہش پر ہنری نے چترال سے روانگی کے لیے ایسا وقت منتخب کیا تھا کہ وادی میں ان کے داخلے کے وقت اندھیرا پھیل رہا ہو۔ انصاریٹ نہیں چاہتا تھا کہ دن کی روشنی میں کسی جگہ سکندر بٹ سے آمنا سامنا ہو جائے۔ اس نے ہنری کو بھی سمجھایا تھا کہ اگر سکندر بٹ نے اسے ان دونوں کے ساتھ دیکھ لیا تو چوکنا ہو جائے گا اور اس طرح ہنری کو یہ معلوم کرنے میں دشواری ہو جائے گی کہ اس کے باپ ہربرٹ کو سکندر بٹ نے ختم کردیا ہے یا اس کی گمشدگی کا سبب کچھ اور ہے۔

اس طرح انصاریٹ نے دراصل خود کو محفوظ کرنے کی کوشش کی تھی۔ وہ سکندر بٹ کی نظروں میں آنے سے بچنا چاہتا تھا ورنہ یہ بات تو اسے معلوم ہی تھی کہ ہربرٹ اب اس دنیا میں نہیں تھا۔ خود انصاریٹ ہی کے ہاتھوں میں دبی ہوئی رائفل کی گولی ہربرٹ کی موت کا سبب بنی تھی لیکن اس قتل میں خود انصاریٹ کے ارادے کو دخل نہیں تھا۔

جھگڑے کی بنیاد ہربرٹ کے پاس موجود وہ آٹھ فوٹوگراف تھے جو سکندر بٹ اس سے حاصل کرنا چاہتا تھا۔ اس پر طمع غالب آگئی تھی۔ وہ چاہتا تھا کہ اس خزانے سے ہربرٹ کو اس کا حصہ نہ مل سکے حالانکہ کافرستان میں کسی جگہ وہ خزانہ تھا بھی تو اس پر زیادہ حق ہربرٹ ہی کا تھا۔ خزانے کے نقشے کے وہ فوٹوگراف اسی نے حاصل کیے تھے اور اس خزانے کے بارے میں دیگر معلومات بھی اسی کو ملی تھیں۔

شکار و سیاحت کے مشترکہ شوق ہی کی وجہ سے وہ ان تینوں‘ یعنی انصاریٹ‘ سکندر بٹ اور سلطان قمر کا دوست بنا تھا اور انصاریٹ کے خیال کے مطابق وہ ایک اچھا انسان اور مخلص دوست تھا۔

ہربرٹ کی مستقل رہائش لندن ہی میں تھی۔ وہاں اسے کئی افراد سے یہ سننے کا اتفاق ہو چکا تھا کہ ایک برطانوی ڈیوک ولنگٹن شرلے کے پاس جو نوادر جمع کرنے کا شوقین ہے‘ کسی خزانے کا نقشہ ہے جو چمڑے کے آٹھ ٹکڑوں پر بنا ہوا ہے۔

سیر و سیاحت کے شوقین بعض افراد کو قدیم دفینوں سے بہت دلچسپی ہوتی ہے۔ ہربرٹ بھی اسی قسم کا آدمی تھا۔ اسے شدید خواہش ہوئی کہ چمڑے کے وہ ٹکڑے دیکھے۔ کسی ڈیوک کے گھر تک رسائی حاصل کرنا اس کے لیے بہت مشکل تھا لیکن اس نے کسی نہ کسی طرح ڈیوک کے دو ایک منہ چڑھے ملازمین سے دوستی کر کے انہی کے ذریعے ڈیوک سے ملاقات کرلی۔ ملاقات میں اس نے اپنی سیر و سیاحت کے بعض ایسے ڈرامائی واقعات سنائے کہ ڈیوک اس سے خاصا متاثر ہو گیا۔ اس کے بعد جب ہربرٹ نے اس کے نوادر کا ذخیرہ دیکھنے کی خواہش ظاہر کی تو ڈیوک نے اس کی خواہش نظر

انداز نہیں کی۔ وہ اسے اپنے ساتھ اس کمرے میں لے گیا جہاں اس نے نوادر جمع کر رکھے تھے۔ وہاں ایک شوکیس میں چمڑے کے آٹھ چوکور ٹکڑے دیکھ کر اس نے ڈیوک سے ان کے بارے میں استفسار کیا۔

ڈیوک نے اسے بتایا تھا کہ اس نے یہ چرمی نقشہ' نوادر فروخت کرنے والے جس ڈیلر سے خریدا تھا' اسی نے بتایا تھا کہ روایت کے مطابق سکندر اعظم جب دنیا فتح کرنے کا عزم لے کر مقدونیہ سے نکلا تھا تو فتح کی دیوی اس پر مہربان تھی۔ ممالک کو فتح کرنے میں اسے مکمل کامیابیاں حاصل ہوتی رہیں اور جب وہ ایشیا میں کسی جگہ پہنچا تو مفتوحہ ممالک کی بے پناہ دولت بھی اس کے ساتھ تھی۔ وہ دولت سونے کی اینٹوں اور ہیرے جواہرات کی شکل میں تھی اور حالتِ جنگ میں اس دولت کو محفوظ رکھنا دشوار تر ہوتا جارہا تھا۔ اس کی خواہش تھی کہ وہ ساری دولت کسی جگہ چھپا دی جائے اور جب وہ فتوحات کے بعد اپنے وطن کی طرف واپس لوٹے تو چھپائی ہوئی دولت نکال کر اپنے ساتھ لیتا جائے۔ ایشیا میں اسے کہیں ایک خوب صورت وادی مل گئی جہاں اس کے خیال کے مطابق وہ خزانہ بہت محفوظ رہ سکتا تھا چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا اور پھر اپنی فوج کے ساتھ آگے بڑھ گیا۔ اس نے سندھ کے بعد مکران کا رخ کیا جہاں وہ کچھ ایسی پریشانیوں میں الجھا کہ اس راستے سے واپس نہیں لوٹ سکا جدھر سے آیا تھا۔ بس وہ کسی طرح ایران پہنچنے میں کامیاب ہوگیا اور مقدونیہ کا رخ کرتے ہوئے راستے میں بیمار بھی پڑگیا اور اس کے وطن پہنچنے سے پہلے ہی اسے موت نے دبوچ لیا اور اس نے جو خزانہ جہاں دفن کیا تھا' وہیں رہ گیا۔ اس کے جن معتمد فوجیوں کو خزانے کی اصل جگہ کا علم تھا' وہ مکران کی مہم میں مرکھپ گئے تھے لیکن کچھ دوسرے فوجیوں کو اس نقشے کا علم تھا جو سکندر اعظم نے احتیاطاً بنوالیا تھا۔ وہ نقشہ سکندر اعظم کے ایک معتمد کے پاس محفوظ تھا اور اصولاً وہ نقشہ مقدونوی حکومت کے حوالے کردینا چاہیے تھا لیکن سکندر اعظم کے بعد اس کے کئی بڑے بڑے جرنیل اقتدار حاصل کرنے کے لیے ایک دوسرے سے برسرپیکار ہوچکے تھے۔ خون ریزی کی اس فضا میں سکندر اعظم کے اس وفادار معتمد نے فیصلہ کیا کہ فی الحال وہ اس نقشے کو اپنے پاس ہی محفوظ رکھے۔ اس نے بھیڑ کی وہ چوکور کھال جس پر نقشہ بنا ہوا تھا' آٹھ مساوی حصوں میں تقسیم کرکے وہ ٹکڑے اپنے گھر کے مختلف حصوں میں چھپا دیے۔ دراصل اسے اپنے لشکر کے چھ سپاہیوں پر شبہ تھا کہ وہ اس کے پاس اس نقشے کی موجودگی سے واقف تھے اور اتنے لالچی تھے کہ اس نقشے کو حاصل کرنے کی کوشش بھی کرسکتے تھے۔ یہ خدشہ درست بھی ثابت ہوا۔ ایک رات ان چھ سپاہیوں نے اس کے گھر پر حملہ کیا' اسے اور اس کے گھر والوں کو تہِ تیغ کرنے کے بعد انہوں نے نقشے کی تلاش شروع کی۔ ان میں سے پانچ سپاہی نقشے کے ٹکڑوں کو حاصل کرنے میں کامیاب بھی ہوگئے۔ دو سپاہیوں کو دو دو ٹکڑے ملے تھے' ایک سپاہی کو تین اور ایک سپاہی کو ایک! دو سپاہیوں کے ہاتھ کچھ بھی نہ لگا تھا مگر وہ چونکہ اس مہم میں شامل تھے اس لیے ان کا دعویٰ تھا کہ خزانہ ملنے کے بعد انہیں بھی ان کا حصہ ملنا چاہیے۔ یہ بحث طویل ہوجاتی اور انہیں اندیشہ تھا کہ وہ کہیں پکڑے نہ جائیں لہٰذا طے پایا کہ اس وقت تو سب اپنے اپنے گھر چلے جائیں لیکن دوسرے دن کسی مقام پر یکجا ہوکر یہ مسئلہ طے کریں۔ دوسرے دن انہوں نے ملاقات بھی کی لیکن یہ مسئلہ طے نہیں ہوسکا۔ جن سپاہیوں کے پاس نقشے کے ٹکڑے تھے' وہ باقی دو سپاہیوں کو تو حصے دار بنانا ہی نہیں چاہتے تھے لہٰذا ان سپاہیوں نے اس نقشے کے بارے میں ایک بہت بڑے جرنیل کو خبر کردی مگر ان چاروں کو بھی اس کا پتا چل گیا۔ اس سے پہلے کہ جرنیل کے سپاہی انہیں گرفتار کرتے' وہ اپنے اہل و عیال سمیت مختلف شہروں کی طرف بھاگ نکلے۔ کچھ عرصے بعد انہوں نے ایک دوسرے کی تلاش شروع کی کیونکہ جب تک آٹھوں ٹکڑے یکجا نہ ہوتے' خزانے کی تلاش ممکن نہیں تھی۔ وہ ایک دوسرے کو تلاش کرنے میں تو کامیاب ہوگئے لیکن پھر ان میں ایک تنازعہ کھڑا ہوگیا۔ ہر ایک کی خواہش تھی کہ آٹھوں ٹکڑے اس کے پاس رہیں اور باقی تینوں اس پر اعتبار کریں لیکن کوئی بھی اس کے لیے تیار نہیں ہوا اور ان کا یہ جھگڑا بڑھتا چلا گیا۔ ان میں سے ہر ایک نے اپنے اپنے ٹکڑے کہیں چھپا دیے تھے اور صرف اپنی اولادوں کو اس راز سے آگاہ کیا تھا۔

ایک غیریقینی سی روایت کے مطابق ان چار خاندانوں میں یہ جھگڑا نسل در نسل لگ بھگ سات سالوں تک چلتا رہا۔ اس عرصے میں دو خاندان یہ بازی ہار گئے۔ یعنی نقشے کے ٹکڑے ان کے ہاتھ سے نکل گئے۔ چوتھی صدی عیسوی میں اس شخص کے پاس پانچ ٹکڑے جمع ہوگئے جس کے جد امجد کو سکندر اعظم کے معتمد کے گھر سے صرف ایک ٹکڑا ملا تھا اور دوسرے کے پاس وہی تین ٹکڑے رہے جو اس کے جد امجد کو ملے تھے۔ اسی صدی میں ان دونوں کا بھی ایک خون ریز ٹکراؤ ہوا۔ اس تصادم میں ایک کو موت اور دوسرے کو فتح حاصل ہوئی۔ آٹھوں ٹکڑے اس کے پاس جمع ہوگئے لیکن اس لڑائی میں وہ اتنا زخمی ہوچکا تھا کہ اپنی منزل تک پہنچنے سے پہلے ہی ایک جگہ بے ہوش ہوکر گر پڑا۔ اسی حالت میں وہ ایک معمر رومی جراح کو ملا۔ جراح اسے اٹھا کر اپنے گھر لے گیا اور اسے ہوش میں لانے میں بھی کامیاب ہوا لیکن اسے مرنے سے نہ بچا سکا۔ مرنے سے قبل اس شخص نے رومی جراح کو چمڑے کے ان ٹکڑوں کی ساری کہانی بھی سنا دی تھی۔ کئی صدیاں گزر جانے کے بعد کھال کے وہ ٹکڑے چمڑے کی طرح سخت ہوچکے تھے لیکن نقشہ کھال پر اتنا گہرا گودا گیا تھا کہ چمڑا بن جانے کے باوجود وہ مسخ نہیں ہوسکا تھا۔

رومی جراح نہ صرف ایک فقیر منش بلکہ بہت سمجھ دار انسان

تھا۔ اس نے سوچا کہ اگر یہ نقشہ واقعی کسی خزانے کا ہے تو بھی سات صدیوں کے بعد اس کا امکان بہت کم ہے کہ وہ خزانہ اپنی جگہ محفوظ ہو کیونکہ خزانے زمین یا غاروں ہی میں چھپائے جاتے ہیں اس لیے زیادہ وقت گزر جانے کے بعد وہ اپنی جگہ پر نہیں رہتے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ زمین میں جو اندرونی تبدیلیاں آتی رہتی ہیں، وہ خزانے کو کہیں سے کہیں پہنچا دیتی ہیں۔

جراح کے نزدیک ان ٹکڑوں کی صرف اتنی تاریخی اہمیت تھی کہ سات صدیوں سے ان ٹکڑوں کے لیے چار خاندانوں میں خونریزیاں ہوتی رہی تھیں۔ بس اسی اہمیت کے پیشِ نظر اس نے ان ٹکڑوں کو اپنے پاس محفوظ اور اپنی اولادوں کو نصیحت و تاکید کی کہ وہ اس نقشے کو صحیح سمجھ کر کبھی اپنی جان جوکھم میں نہ ڈالیں۔

پھر چمڑے کے وہ آٹھ ٹکڑے مزید چار صدیوں تک اس جراح کے خاندان میں نسل در نسل منتقل ہوتے رہے۔ پھر آٹھویں صدی کے اواخر میں، اپنے زوال کے بعد جب سلطنتِ روما کو دوبارہ عروج حاصل ہوا اور شارلیمین شہنشاہ بنا تو وہ ٹکڑے اس کی تاج پوشی کے وقت اسے تحفے میں دیے گئے اور اسے ان ٹکڑوں سے متعلق روایت بھی سنادی گئی۔

شارلیمین اور اس کے درباریوں میں سے کوئی بھی اس نقشے کو سمجھنے یا پڑھنے میں کامیاب نہیں ہوسکا کیونکہ گیارہ سو سال میں یونانی زبان و تحریر خاصی حد تک تبدیل ہوچکی تھی۔ شہنشاہ شارلیمین نے کسی ایسے آدمی کی تلاش کا حکم جاری کیا جو قدیم یونانی زبان سمجھ سکتا ہو مگر ایسے کسی آدمی کی تلاش سے پہلے ہی وہ نقشے اس کے محل سے چوری ہوگئے۔ چور کا بھی کچھ پتا نہیں چل سکا۔

پھر انیسویں صدی کے اوائل میں وہ ٹکڑے ایک جرمن چرواہے کے گھر میں پائے گئے۔ قدیم چیزوں کا ایک انگریز بیوپاری جرمنی گیا تھا۔ کسی جگہ وہ راستہ بھٹک کر ایک قصبے میں جا نکلا۔ چرواہے نے اسے شب بسری کے لیے اپنے گھر میں ٹھہرالیا۔ انگریز بیوپاری نے وہ ٹکڑے اس کے کمرے کے ایک طاق میں رکھے ہوئے دیکھے تو ان کے بارے میں استفسار کیا۔ چرواہے نے ہنس کر اسے بتایا کہ یہ ٹکڑے کئی صدیوں سے اس کے خاندان میں ہیں اور روایت ہے کہ ان ٹکڑوں پر سکندر اعظم کے کسی دفینے کا نقشہ ہے۔ اس نے یہ بھی بتایا کہ اس کے کسی جدِ امجد نے جو شارلیمین کے محل میں ملازم تھا، یہ ٹکڑے وہاں سے چرالیے تھے لیکن بعد میں اسے احساس ہوا کہ وہ اس نقشے سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ اس میں اتنی استطاعت نہیں تھی کہ وہ اس نقشے کے سلسلے میں کسی ماہرِ لسانیات کی خدمات حاصل کرتا اور اگر کسی طرح کر بھی لیتا تو راز فاش ہوجانے کی صورت میں اس کی گرفتاری یقینی تھی۔ اس کے بعد اس کی اولادیں یا خاندان کے دوسرے افراد ان ٹکڑوں کو اپنے پاس محفوظ کرتے رہے لیکن کبھی کسی نے اس خزانے کے حصول کی کوئی کوشش نہیں کی۔

چرواہے کے نزدیک ان ٹکڑوں کی کوئی خاص اہمیت نہیں تھی لیکن انگریز تاجر تو تھا ہی قدیم چیزوں کا سوداگر! اس نے ان ٹکڑوں کے عوض چرواہے کو اتنی رقم کی پیشکش کی جو اس کے لیے بہت بڑی رقم تھی۔ اس طرح انگریز وہ ٹکڑے خرید کر انگلستان لے آیا۔

دو ہزار سال سے زیادہ عرصہ گزر جانے کے باعث نقشے کے حروف اور لکیریں کچھ مسخ ہونے لگیں تھیں لہٰذا انگریز بیوپاری نے قلم کی سیاہی سے انہیں گہرا کردیا۔ اس کا خیال تھا کہ وہ کسی نہ کسی سے اس نقشے کی بھاری قیمت وصول کرنے میں کامیاب ہوجائے گا کیونکہ اس زمانے میں خاصے لوگوں کو گمشدہ دفینوں کی تلاش کا خبط تھا۔ اس خبط کی وبا کے باوجود وہ نقشہ اتنی قیمت میں نہیں بک سکا جتنی قیمت وہ چاہتا تھا لیکن اسے بھی ضد ہوگئی تھی کہ وہ اسے کم قیمت میں ہرگز نہیں بیچے گا۔ اس نے اپنی اولادوں کو بھی نصیحت کی کہ جب اس کے مرنے کے بعد وہ اس کا کاروبار سنبھالیں تو وہ نقشہ کم قیمت میں ہرگز نہ بیچیں۔ اسی قیمت کا خواب دیکھتے ہوئے وہ دنیا سے سدھار گیا لیکن اس کا وہ کاروبار نسل در نسل چلتا رہا۔ ڈیڑھ سو سال کے بعد چمڑے کے وہ ٹکڑے ایک ڈیوک کی نظر میں آئے۔ ڈیوک سے بھی اس کی بہت زیادہ قیمت مانگی گئی۔ ڈیوک کے ذہن میں ایسی کوئی بات تو تھی ہی نہیں کہ وہ اس خزانے کو تلاش کرنے کی مہم پر جائے گا لیکن اسے نوادر جمع کرنے کا بہت شوق تھا اور دولت کی بھی اس کے پاس کوئی کمی نہیں تھی لہٰذا اس نے وہ ٹکڑے خریدنے سے قبل بس اتنا کیا تھا کہ کسی ماہر سے اس بات کی تصدیق کروالی تھی کہ چمڑے کے وہ ٹکڑے دو ہزار سال سے زیادہ پرانے یقیناً تھے۔ ان ٹکڑوں کا چمڑا بعض جگہ سے چٹخنے بھی لگا تھا۔

ہربرٹ نے ڈیوک کے گھر میں وہ ٹکڑے دیکھے اور ان کے بارے میں یہ کہانی سنی تو اسے ایک کتاب یاد آگئی جو اس نے دو سال پہلے ہی جرمنی کی ایک بہت بڑی لائبریری میں دیکھی تھی اور اس کا جستہ جستہ مطالعہ بھی کیا تھا۔ ان ٹکڑوں کو دیکھ کر اسے یاد آیا کہ اس کتاب میں سکندر اعظم کے حوالے سے چمڑے کے آٹھ ٹکڑوں کا کچھ ذکر تھا اور مصنف نے ان ٹکڑوں کو گمشدہ قرار دیا تھا۔

یہ بات یاد آئی تو ہربرٹ کو یقین ہوگیا کہ ہو نہ ہو، یہ چمڑے کے وہی گمشدہ ٹکڑے ہیں جن کا ذکر اس نے کتاب میں پڑھا تھا۔ اس نے ڈیوک سے پوچھا کہ اس نے یہ نقشہ پڑھوانے کے لیے کسی ماہرِ لسانیات کی خدمات کیوں حاصل نہیں کیں تو اس نے ہنس کر جواب دیا کہ اس کے لیے کسی خزانے وغیرہ کی کوئی اہمیت نہیں ہے لہٰذا وہ یہ دردِ سر نہیں پالنا چاہتا تھا لیکن اس کے ایک یونانی دوست نے اس نقشے کا ایک لفظ پڑھ لیا تھا اور وہ لفظ تھا "بلاوَد۔"

یہ لفظ سن کر ہربرٹ کے جسم میں مزید سنسناہٹ پھیل گئی۔ اسے یاد آیا کہ اس نے جو کتاب پڑھی تھی اس میں سکندر اعظم کے خزانے کے حوالے سے "بلاوَد" کا نام بھی آیا تھا۔ اس نے ڈیوک

سے درخواست کی کہ وہ اسے ان چرمی ٹکڑوں کے فوٹو گراف بنانے کی اجازت دے دے تو وہ اس خزانے کی تلاش میں روانہ ہوجائے۔ اس نے ڈیوک سے یہ وعدہ بھی کیا کہ کامیابی کی صورت میں وہ آدھا خزانہ ڈیوک کو دے دے گا۔

ڈیوک کے نزدیک ہربرٹ کی یہ باتیں پاگل پن کے سوا کچھ نہیں تھیں لیکن اس نے ہنس کر ہربرٹ کی بات مان لی۔ ہربرٹ نے اسی روز ایک بہت اچھے کیمرے کا بندوبست کیا اور دوبارہ ڈیوک کے گھر پہنچ کر ان چرمی ٹکڑوں پر بنے ہوئے نقشے کے فوٹو گراف بنالیے۔ پھر وہ جرمنی پہنچا اور اپنی مطلوبہ کتاب تلاش کرنے میں کامیاب رہا۔

انیسویں صدی کے آٹھویں عشرے کے ایک جرمن محقق کی کتاب تھی جو اس نے سکندر اعظم پر لکھی تھی۔ اسی کتاب کے ایک چھوٹے سے باب کا عنوان تھا "سکندر کا گمشدہ خزانہ"

اس باب میں مصنف نے لکھا تھا کہ اسے ایک کباڑیے کے پاس سے ایک کتابچہ ملا تھا جو بہت خستہ حالت میں تھا۔ وہ ایک قلمی نسخہ تھا جو شہنشاہ شارلیمن کے کسی درباری نے شارلیمن کی زندگی کے بارے میں لکھا تھا اور اس میں یہ بات بھی تحریر کی تھی کہ شارلیمن کی تخت نشینی کے وقت کسی عقیدت مند نے اسے چمڑے کے آٹھ ٹکڑے دیے تھے اور بتایا تھا کہ ان ٹکڑوں پر سکندر اعظم کے ایک خزانے کا نقشہ بنا ہوا ہے۔ شارلیمن کو وہ چرمی ٹکڑے دیتے ہوئے ان کے بارے میں جو روایت سنائی گئی تھی' وہ یوں تھی کہ......

آگے کی تحریر میں تقریباً وہی سب کچھ تھا جو ہربرٹ' ڈیوک کی زبانی سن چکا تھا لیکن کتاب میں روایت اس جگہ پہنچ کر ختم ہوگئی تھی کہ وہ چرمی ٹکڑے شہنشاہ شارلیمن کے محل سے چوری ہوگئے تھے اور پھر کبھی ان کا پتا نہیں چل سکا۔

مصنف کی تحریر کے مطابق یہ روایت پڑھ کر اس نے سوچا تھا کہ اگر یہ روایت صحیح مان لی جائے تو یہ معلوم کرنا زیادہ مشکل نہیں ہوسکتا کہ وہ خوب صورت وادی کہاں ہوگی جہاں وہ خزانہ چھپایا گیا اور جس کا حوالہ اس روایت میں موجود ہے۔

مصنف نے سکندر اعظم کے عہد کے نقشے تلاش کیے اور خاص طور پر اس نقشے پر توجہ دی جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ سکندر اعظم دنیا کو فتح کرنے کا عزم لے کر مقدونیہ سے نکلا تو کن کن راستوں سے گزرتا ہوا سندھ اور مکران پہنچا اور پھر کچھ مجبوریوں کے تحت اسی راستے سے واپس نہ لوٹ سکا اور ایران کی طرف جانکلا اور پھر بیماری کے باعث اپنے وطن واپس نہیں پہنچ سکا۔ بابل کے قریب اس عظیم فاتح کو موت نے دبوچ لیا تھا۔

مصنف نے اس نقشے کو موجودہ دنیا کے نقشوں سے ملا کر دیکھا اور ان مقامات کے بارے میں کتابیں بھی پڑھیں تو اس نتیجے تک پہنچا کہ سکندر اعظم جب ایشیا میں داخل ہوا تھا تو اس کی راہ میں تین خوب صورت وادیاں آئی تھیں جن کا نام "بلاوَد" تھا یا وہ وادیاں اس نام کی چھوٹی موٹی سلطنت کا حصہ تھیں۔ مصنف کے بقول قرونِ وسطیٰ کی کئی مستند تاریخی کتابوں میں بھی "بلاوَد" کا نام موجود ہے۔

مصنف نے لکھا تھا کہ جدید نقشوں میں "بلاوَد" کا نام کہیں نہیں ملتا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اب اس جگہ کا نام کچھ اور ہوگا۔ میں اس جگہ کو دیکھنے اور اس کا موجودہ نام معلوم کرنے کے لیے ضرور کوشش کرتا مگر اب بڑھاپے اور آئے دن کی بیماریوں کے باعث مجھ میں یہ طویل سفر کرنے کی سکت نہیں رہی۔

کتاب کا یہ باب اسی جگہ ختم ہوگیا تھا لیکن ہربرٹ کو اپنی کامیابی یقینی نظر آنے لگی تھی۔ وہ چند سال پہلے پاکستان کی سیاحت کے لیے گیا تھا تو اچانک بیمار ہوجانے کے باعث چترال سے آگے نہیں جاسکا تھا لیکن اس نے اپنے دوستوں سکندر بٹ' انصار بٹ اور سلطان قمر سے کافرستان کے بارے میں کچھ کہانیاں سنی تھیں اور اسے دو باتیں اچھی طرح یاد رہ گئی تھیں۔ ایک تو یہ کہ کافرستان کا قدیم نام "بلاوَد" تھا اور دوسری بات یہ کہ سکندر اعظم وہاں سے نہ صرف گزرا تھا بلکہ اس کے ساتھ آٹھ سو سپاہی اس کی فوج سے چھٹی لے کر اس وادی میں آباد ہوگئے تھے۔ انہوں نے کالاش قبیلے کی عورتوں سے شادیاں کرلی تھیں اور یہ تاریخ کا پہلا اور آخری موقع تھا جب کالاش قبیلے کی لڑکیاں ایسے لوگوں سے بیاہی گئی تھیں جن کا تعلق کالاش قبیلے سے نہیں تھا۔

ہربرٹ کو یقین ہوگیا کہ وہ خزانہ کافرستان ہی میں کسی جگہ ہونا چاہیے لیکن اس کا پتا لگانے کے لیے ضروری تھا کہ اس نقشے کو پوری طرح سمجھ لیا جائے چنانچہ اس نے فرانس جاکر قدیم زبانیں سمجھنے والے ایک ماہر کی خدمات حاصل کیں۔ ماہر کو اس نے صرف چار ٹکڑے دکھائے تھے۔ ماہر لسانیات نے اس نقشے کو پوری طرح سمجھ اور پڑھ کر ہربرٹ کو بھی سب کچھ بتادیا تھا مگر نقشے کے صرف نصف حصے سے پوری بات سمجھ میں نہیں آسکتی تھی۔ ہربرٹ چاہتا بھی یہی تھا کہ ماہر لسانیات سب کچھ نہ سمجھ لے پھر وہ اسپین جاکر ایک اور ماہر لسانیات سے ملا تھا۔ باقی چار ٹکڑے اسے دکھائے تھے۔ اس طرح ہربرٹ نے ان آٹھ ٹکڑوں پر بنے ہوئے نقشے کو پوری طرح سمجھنے کے بعد ایک نیا نقشہ تیار کرلیا تھا اور بلاتاخیر پاکستان پہنچ کر اپنے تینوں دوستوں سے ملا تھا۔ ایک تو اسے اندازہ تھا کہ مقامی لوگوں کو ساتھ ملائے بغیر اس خزانے تک پہنچنا اس کے لیے مشکل ہوگا اور دوسرے اسے یہ احساس بھی تھا کہ اس خزانے کا راز یہاں کی حکومت سے بھی چھپانا ہوگا۔

ہربرٹ ایک بہت ہی صاف دل انسان تھا لہٰذا اس نے ان تینوں سے کہہ دیا تھا کہ کامیابی کی صورت میں خزانے کا نصف حصہ ڈیوک کو دینا ہوگا۔

انصار بٹ کو خزانے وغیرہ سے کوئی دلچسپی نہیں تھی مگر سلطان

نمرا اور سکندر بٹ کی طرح وہ بھی کبھی کافرستان نہیں جا سکا تھا للذا صرف کافرستان کی سیاحت کے خیال سے وہ ان کے ساتھ ہو لیا تھا۔

سکندر بٹ اور سلطان قمر اس خزانے کے سلسلے میں خاصے پُرجوش تھے لیکن سکندر بٹ کو ہربرٹ کے اس خیال سے اتفاق نہیں تھا کہ خزانے کا نصف حصہ ڈیوک کو دیا جائے۔ ہربرٹ کا کہنا تھا کہ وہ ڈیوک سے وعدہ کر چکا ہے اس لیے اس وعدے کو نبھائے گا پھر کافرستان پہنچنے کے فوراً بعد ہی ان کے اختلاف نے ایک جھگڑے کی صورت اختیار کرلی۔ اس جھگڑے اور ہربرٹ کے قتل کے بعد انصار بٹ فوراً ہی کافرستان سے لوٹ آیا تھا اور دوبارہ بھی ادھر کا رخ نہیں کرنا چاہتا تھا لیکن ہنری ڈگلس کی وجہ سے اسے مجبوراً اس کے ساتھ یہاں آنا پڑا تھا۔

( )☆☆( )

فریال رحمانی اپنے فوٹوگرافر، اپنے خصوصی معاون اپنے شوہر شرجیل اور سکندر بٹ کے ساتھ ایک ہفتے تک فلم کی عکس بندی کے لیے "لوکیشنز" ڈھونڈتی رہی اور باقی یونٹ کافرستان کی خوب صورت وادی بمبریت کی تفریح کرتا رہا۔ وہ سب کئی کئی افراد کے گروپ میں ہوتے لیکن رخشی اور ماجد کے ساتھ کوئی تیسرا فرد نہیں ہوتا تھا۔

وہ لوگ چونکہ مئی میں وہاں پہنچے تھے اس لیے انہوں نے کالاش کافروں کا تہوار "جوشی" بھی دیکھا جو چودہ اور پندرہ مئی کو منایا جاتا ہے۔ رقص و سرور کی محفلیں جمتی ہیں۔ سب نئے لباس پہنتے ہیں، عورتیں اپنے لبادوں پر رنگین چادریں اوڑھتی ہیں اور مرد نہایت زرق برق لباس لیکن اب وہاں کے مردوں نے سوٹ بھی پہننا شروع کردیے ہیں۔

فریال رحمانی کالاش کافروں کے کسی تہوار کو بھی فلم کا حصہ بنانا چاہتی تھی مگر "جوشی" کا وقت گزر جانے کی وجہ سے اس نے فیصلہ کیا کہ وہ ان لوگوں کے تہوار "پھول" کو اپنی فلم میں شامل کرے گی جو بیس سے پچیس ستمبر تک منایا جاتا ہے۔

ان لوگوں نے کالاش کافروں کا قبرستان بھی دیکھا جہاں فلم کا ایک نہایت اہم منظر فلمایا جانا تھا۔ رخشی اور ماجد نے ان لوگوں کا قبرستان بھی دیکھا جہاں لکڑی کے بے شمار صندوق رکھے ہوئے تھے۔ انہی صندوقوں میں لاشیں ہوتی تھیں اور صندوقوں پر وزنی پتھر رکھ دیے جاتے ہیں تاکہ لاش، جنگلی جانوروں سے محفوظ رہ سکے۔ ایک سال بعد صندوق کی جگہ پر بت بنا کر کھڑا کردیا جاتا ہے۔

"حیرت انگیز بات ہے کہ یہاں لاش کے سڑنے کی بو بالکل نہیں ہے۔" رخشی نے قبرستان دیکھ کر کہا تھا۔

"یہ صندوق بہت خاص طریقے سے بنائے جاتے ہیں۔" ماجد نے جواب دیا "یہ لوگ بہترین بڑھئی بھی ہیں۔ ان کے مکانات دیکھو۔ لکڑی اور گارے کے ہیں لیکن نہایت مضبوط معلوم ہوتے ہیں۔ ان کی ڈھلوان چھتوں پر زیادہ برف جمع نہیں ہو پاتی ہوگی۔"

"ڈھلوان چھتیں تو ان علاقوں میں بنائی ہی جاتی ہیں جہاں برف باری ہوتی ہے۔"

"یہاں کا وہ موسم بھی دیکھ ہی لیں گے۔ خاصے مناظر کی شوٹنگ تو اسی موسم میں ہونا ہے۔"

وہ دونوں باتیں کرتے، ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے ایک ڈھلوان سے اتر رہے تھے۔

اچانک رخشی نے کہا "ڈیڈی یہاں نظر نہیں آئے۔ اگر ہوتے تو ان چھ دنوں میں کہیں تو دکھائی دیتے۔"

"آگیا نا ان کا خیال۔" ماجد نے ہنس کر کہا "تم ان کی طرف سے کتنی ہی بے پروا نظر آؤ لیکن تم انہیں فراموش نہیں کرسکتیں۔ خون کا رشتہ ہوتا ہی ایسا ہے۔ رہی یہ بات کہ وہ دکھائی نہیں دیے تو اس کا یقینی مطلب یہ نہیں کہ وہ کافرستان میں نہیں ہوں گے۔ کافرستان میں بمبریت کے علاوہ دو وادیاں اور ہیں۔ ممکن ہے وہ ان دونوں وادیوں میں سے کسی میں ہوں۔"

"تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ وہ ہوں گے کافرستان ہی میں؟"

"نہیں، یہ بھی ضروری نہیں ہے۔ میں صرف یہ کہہ رہا تھا کہ ان کا اس وادی میں نظر نہ آنے کا مطلب یہ نہیں کہ وہ کافرستان میں نہیں ہوں گے۔" ماجد نے کہا "لیکن یہ بھی ممکن ہے کہ وہ واپس گھر پہنچ چکے ہوں۔ جب انہیں امی جان سے معلوم ہوگا کہ تم نے کسی فلم میں کام کرنے کا فیصلہ کرلیا ہے اور کافرستان آئی ہوئی ہو تو ممکن ہے وہ یہاں پہنچیں۔"

"وہ میرے لیے اتنے متفکر نہیں ہوسکتے کہ صرف میری وجہ سے یہاں دوڑے چلے آئیں گے پھر انہیں یہ اطمینان بھی ہوگا کہ تم بھی تو میرے ساتھ ہو۔"

"اس کے باوجود یہ ممکن ہے کہ وہ یہاں پہنچیں۔"

"اور تمہارے بقول یہ بھی ممکن ہے کہ وہ یہاں باقی دونوں وادیوں میں سے کسی میں ہوں!"

"ہاں ایک امکان یہ بھی ہے۔"

"کیوں نہ ہم وہ وادیاں بھی گھوم لیں؟"

"میڈم فریال سے اب اس کی اجازت نہیں ملے گی۔ پرسوں سے شوٹنگ شروع ہونے والی ہے۔"

رخشی سر ہلا کر چپ ہوگئی۔

اسی رات کو فریال رحمانی کے خیمے میں میٹنگ ہوئی۔ ابتدائی جن چند مناظر سے فلم کی شوٹنگ کا آغاز ہونا تھا، ان مناظر میں صرف رخشی اور ماجد کا کام تھا۔ اس کے بعد جن دوسرے اداکاروں کو عکس بندی میں حصہ لینا تھا، انہیں وہاں کی زبان سکھانے کے لیے سکندر بٹ کو وقت نہیں مل سکا تھا، اس لیے ان اداکاروں نے اس سفر کے دوران میں اپنے مکالمے یاد کرلیے تھے۔ ان کے لب ولہجے اور ادائیگی کی مشق انہیں اب سکندر بٹ کو کرانا

تھی اور اس کام کا آغاز اگلے دن سے ہونا تھا۔ اسی روز رخشی اور ماجد کو سارے دن اپنے مناظر کی ریہرسل کرنا تھی۔

اس میٹنگ میں فریال رحمانی نے بتایا کہ پہلے تو اس نے یہی سوچا تھا کہ خطرناک مقامات پر شوٹنگ کرنے سے گریز کرے گی لیکن اب کہانی کی ضرورت کے مطابق اسے چند ایسی "لوکیشنز" کا انتخاب کرنا پڑا ہے جو اس اعتبار سے خطرناک ہیں کہ وہاں درندے پائے جاتے ہیں لیکن چار شکاریوں کی موجودگی میں اس خطرے سے نمٹا جاسکتا ہے۔ دوسرے سکندر بٹ نے یہ بات بھی بتائی ہے کہ اس علاقے میں درندوں کو اگر چھیڑا نہ جائے تو وہ کسی انسان کے لیے خطرناک ثابت نہیں ہوتے' وہ آدم خور نہیں تھے جس کی دلیل یہ تھی کہ کبھی کسی درندے نے کالاش کافروں کی کسی بستی پر بھی حملہ نہیں کیا تھا۔

اس میٹنگ کے بعد اگلے دن سے ان لوگوں کی مصروفیت شروع ہوگئی اور اس سے اگلے روز شوٹنگ کا آغاز ہوا۔

شوٹنگ خاصے نشیب میں جاکر کی گئی اور اس بات کا خیال رکھا گیا کہ کوئی کالاش کافر اس مقام سے اتنا قریب نہ آنے پائے کہ رخشی کا اصل چہرہ دیکھ لے۔

○☆○

انصار بٹ' ہنری اور کریمر رات کا کھانا کھا رہے تھے۔

"ابھی تک بات سمجھ میں نہیں آسکی ہے۔" ہنری کہہ رہا تھا "آج سے ان لوگوں نے فلم کی شوٹنگ بھی شروع کردی ہے۔ اب میں اس کے سوا کچھ نہیں سوچ سکتا کہ مختلف مقامات پر فلم کی شوٹنگ کی آڑ میں ہی سکندر بٹ اس مقام تک پہنچنے کی کوشش کرے گا جہاں اس نقشے کے مطابق خزانہ ہونا چاہیے۔"

"لیکن کیا فلم کی شوٹنگ کے بغیر وہ اس مقام تک نہیں پہنچ سکتا تھا؟" کریمر بولا۔

"یہی الجھن تو مجھے بھی شروع ہی سے لاحق ہے کہ آخر اسے فلم بنانے کی کیوں سوجھی! میں نے کہا نا کہ بات ابھی تک میری سمجھ میں نہیں آسکی ہے۔"

"اور نہ ہربرٹ کہیں دکھائی دیا ہے!"

"اور یہ تو میں پہلے ہی بتا چکا ہوں۔"

"اور سلطان قمر کو تو آپ پہچان ہی نہیں سکتے!" انصار بٹ بولا۔

"اسی کی شناخت کے لیے میں آپ کو اپنے ساتھ لایا ہوں لیکن اب تک سکندر بٹ نے کسی ایسے آدمی سے ملاقات نہیں کی جس کے بارے میں مجھے ذرا بھی شبہ ہو کہ وہ سلطان قمر ہوگا۔ جب بھی مجھے شبہ ہوا' میں اس کی شناخت آپ ہی سے کرواؤں گا۔"

"شاید اس لالچی شخص نے میرے بھائی کے ساتھ سلطان قمر کو بھی ماردیا ہو؟" کریمر ڈگلس کی آواز بھرا گئی۔

"اتنے دن تک اس کے ساتھ ڈیڈی یا سلطان قمر کے نظر نہ آنے کی وجہ سے میرا شبہ بھی قوی ہوگیا ہے۔" ہنری نے کہا اور پھر انصار بٹ کی طرف دیکھ کر بولا "آج آپ میرے ساتھ چل کر مجھے وہ جگہ دکھائیے جہاں ڈیڈی سے سکندر بٹ کا جھگڑا ہوا تھا۔"

"رات کو تو میں ہر جگہ چل سکتا ہوں۔ بس دن میں مجھے ڈر لگتا ہے کہ سکندر بٹ مجھے نہ دیکھ لے لیکن رات کے وقت وہ جگہ تلاش کرنے میں دشواری ضرور ہوگی۔"

"جو ہوگا' دیکھا جائے گا۔"

کھانے کے بعد وہ تینوں اپنے خیمے سے نکلے۔ وہاں اس بات کا اندیشہ نہیں تھا کہ ان کی عدم موجودگی میں کوئی ان کے خیمے سے چوری کرلے گا۔ ان کے پاس کوئی ایسی قیمتی چیز تھی بھی نہیں جس کی چوری کا ڈر ہوتا۔

ہنری کے ہاتھ میں ایک بڑی ٹارچ تھی جس کی روشنی میں پندرہ بیس فٹ تک بالکل صاف دیکھا جاسکتا تھا۔ اس نے اپنے شانے سے رائفل بھی لٹکا رکھی تھی۔

نشیب وفراز سے الجھتے ہوئے انہیں کئی گھنٹے گزر گئے۔ بعض دشوار گزار مقامات سے گزرتے ہوئے بوڑھا کریمر ڈگلس تو ہلکان ہوگیا لیکن انصار بٹ وہ مقام تلاش نہیں کرسکا۔ صبح چار بجے کے قریب وہ اپنے خیمے میں لوٹ آئے۔

"آج رات کی ناکامی سے مجھے کامیابی کی امید ہوگئی ہے۔" انصار بٹ نے کہا "آج اتنی دیر بھٹکنے کی وجہ سے مجھے اندازہ ہوگیا ہے کہ ہم وادی میں کس جگہ ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ کل رات میں وہ جگہ تلاش کرنے میں کامیاب ہوجاؤں گا۔"

"لیکن میں کل رات تم لوگوں کے ساتھ نہیں جاؤں گا۔" بوڑھے کریمر نے کہا "ابھی تک میری سانس پوری طرح قابو میں نہیں آئی ہے۔ میرا یہ ستر سالہ نحیف جسم ان دشوار گزار راستوں کی کلفت برداشت نہیں کرسکتا۔"

"ٹھیک ہے۔" ہنری بولا "کل آپ آرام سے خیمے ہی میں رہیے گا۔ میں اکیلا ہی مسٹر انصار بٹ کے ساتھ چلا جاؤں گا۔"

"میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ یہ معاملہ پولیس کے حوالے کردینا چاہیے۔"

"پلیز انکل!" ہنری نے کھردرے لہجے میں کہا "میں کئی بار کہہ چکا ہوں کہ یہ اختلافی مسئلہ نہ چھیڑا کیجیے!"

کریمر ڈگلس ہونٹوں ہی ہونٹوں میں کچھ بڑبڑا کر رہ گیا۔

پھر وہ تینوں سونے کے لیے لیٹ گئے تھے لیکن ہنری کی آنکھیں کھلی ہی رہیں۔ وہ ایک گھنٹے تک سگریٹ پیتا اور سوچتا رہا۔ وہ سوچ کر تو یہی آیا تھا کہ اگر اس کا باپ سکندر بٹ کی کسی سازش کا شکار ہوگیا ہے تو وہ اس سے انتقام لے گا لیکن یہاں آنے کے بعد اس پر طمع بھی غالب آگئی تھی اور وہ سوچنے لگا تھا کہ جب تک سکندر بٹ اس خزانے تک پہنچ نہ جائے' اسے منتقمانہ کارروائی سے گریز کرنا چاہیے۔ وہ انتقام لینے سے پہلے خزانے پر قبضہ کرنے کا خواب

دیکھنے لگا تھا اور اسے کوئی ایسی تدبیر بھی سوچنا تھی کہ وہ خزانہ یہاں سے نکال کرلے جا بھی سکتا۔

دوسری رات کو وہ پھر انصار بٹ کو لے کر خیمے سے نکلا۔ اس وقت دو ڈھائی گھنٹے تک بھٹکنے کے بعد انصار بٹ ایک نشیبی جگہ پر رک گیا اور غور سے چاروں طرف دیکھنے کے بعد بڑبڑانے والے انداز میں بولا "مجھے یقین ہے کہ یہی وہ جگہ ہے جہاں ان کا جھگڑا ہوا تھا لیکن مٹی کا یہ چھوٹا سا ٹیلا مجھے اجنبیت کا احساس دلا رہا ہے۔"

"کیا مطلب؟"

"میرا مطلب ہے اس وقت یہ ٹیلا یہاں نہیں تھا۔"

"اس جگہ کی شناخت ہے آپ کے ذہن میں؟"

"جی ہاں۔ یہ ناشپاتی کا درخت!" انصار بٹ نے کہا "میں اسی جگہ کھڑا ہوا تھا جب وہ جھگڑ رہے تھے۔"

ہنری ٹارچ کی تیز روشنی میں وہاں کے چپّے چپّے کا جائزہ لینے لگا۔

انصار بٹ بولا "آپ کیا تلاش کر رہے ہیں؟"

"اگر وہ جھگڑا خوں ریزی میں تبدیل ہوگیا تھا تو یہاں خون کا کوئی دھبّا تو ملنا چاہیے۔"

"اس نے ڈھونڈ ڈھونڈ کر سب دھبّے مٹا دیے تھے۔" انصار بٹ نے کہا۔

"کیا مطلب؟" ہنری چونکا۔

اس وقت انصار بٹ اس طرح چونکا جیسے جھونک میں کوئی بات کہہ گیا ہو جو اسے نہیں کہنا چاہیے تھی۔

"کیا مطلب ہوا اس کا مسٹر بٹ؟" ہنری سخت لہجے میں بولا اور اس نے ٹارچ کی روشنی براہِ راست انصار بٹ کے چہرے پر ڈالی۔

"یہ.... یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟ میری آنکھیں چندھیا گئی ہیں۔" انصار بٹ نے دونوں ہاتھ اپنے چہرے پر کر لیے۔ اس طرح اسے اپنے چہرے کے تاثرات چھپانے کا بھی موقع مل گیا تھا۔ یہ اس کے بس کی بات تھی ہی نہیں کہ وہ اچھی اداکاری کر سکتا۔ ہنری جیسا زیرک شخص شاید بڑی آسانی سے اس کی اداکاری کا کچا پن محسوس کر لیتا۔

ہنری نے ٹارچ کا رخ تبدیل کر دیا لیکن بڑی تیزی سے انصار بٹ کے قریب پہنچ کر سختی سے اس کا بازو پکڑتا ہوا بولا "اس کا مطلب ہے مسٹر بٹ کہ اس نے سب دھبّے مٹا دیے تھے؟"

"میں بے حد معذرت خواہ ہوں مسٹر ہنری کہ میں اب تک آپ سے ایک سنگین بات چھپائے رہا۔" انصار بٹ نے اپنی آواز میں ایسی لرزش پیدا کرنے کی کوشش کی تھی جیسے وہ خوف زدہ ہو "مگر ان چند دنوں میں مجھے احساس ہوگیا ہے کہ آپ واقعی مجھے کسی خطرے میں نہیں پڑنے دیں گے۔ دراصل میں سکندر بٹ سے بہت خوف زدہ ہوں لیکن اب مجھے یقین ہوگیا ہے کہ آپ اسے ہرگز نہیں بتائیں گے کہ میں نے آپ کو کچھ بتایا ہے۔"

"ابھی تک آپ نے مجھے کچھ نہیں بتایا ہے مسٹر بٹ!" ہنری نے دانت پر دانت جما کر کہا۔

"اب آپ کو میں یہ بتا ہی دینا چاہتا ہوں مسٹر ہنری کہ یہاں، اسی جگہ سکندر بٹ نے آپ کے والد کو گولی مار کر ہلاک کر دیا تھا۔"

ہنری کے منہ سے غراہٹ کی سی آواز نکلی۔

انصار بٹ پھر بولا "جس جگہ یہ چھوٹا سا ٹیلا ہے، یہاں ایک گڑھا سا تھا۔ سکندر بٹ نے ان کی لاش اسی گڑھے میں پھینک دی تھی پھر وہ کہیں قریب ہی سے ایک بیلچہ بھی اٹھا لایا تھا۔ شاید اس نے پہلے ہی فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ مسٹر ہربرٹ کو ہلاک کر کے ان سے وہ فوٹو گراف حاصل کر لے گا۔ اسی لیے اس نے یہاں قریب ہی کہیں بیلچہ پہلے ہی سے چھپا رکھا ہوگا۔ میرے سامنے ہی اس نے اور سلطان قمر نے مل کر اس گڑھے کو مٹی سے پاٹ دیا تھا مگر اتنا اونچا ٹیلا نہیں بنا تھا۔ ممکن ہے ان دونوں نے بعد میں اسے اور اونچا کیا ہو تاکہ کوئی جنگلی جانور بھی لاش کی بو سونگھ کر گڑھا نہ کھود ڈالے۔"

"سکندر بٹ۔" ہنری نے شدید غصے کے عالم میں دانت پیسے۔

انصار بٹ دل ہی دل میں خوش تھا کہ اس نے ہنری کے آتشِ انتقام اچھی طرح بھڑکا دی تھی۔ اب وہ سکندر بٹ کو ہرگز زندہ نہ چھوڑتا اور اس طرح انصار بٹ کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اس شخص سے نجات مل جاتی جو شاید اسے زندگی بھر بلیک میل کرتا رہتا۔ انصار بٹ کو ہمیشہ کی طرح اب بھی یقین تھا کہ خزانہ تو سکندر بٹ کو ہرگز نہیں مل سکے گا جو خزانہ سوا دو ہزار سال سے بھی کچھ زیادہ پہلے کہیں دفن کیا گیا ہو، وہ زمین کی اندرونی تبدیلیوں کے باعث اپنی جگہ پر رہ ہی نہیں سکتا تھا اور خزانہ نہ ملنے کی صورت میں سکندر بٹ اسے بلیک میل کرتا ہی رہتا۔

"مجھے یہ ٹیلا کھود کر دیکھنا پڑے گا۔" ہنری کی آواز کچھ افسردہ تھی۔

"اگر آپ کو مجھ پر یقین نہیں تو ایسا کر لیجیے ورنہ کیا فائدہ کہ آپ یہ گڑھا کھودیں اور لاش کی بد بو اِدھر اُدھر پھیلے۔"

"ہوں۔" ہنری نے کچھ سوچا "خیر! ابھی تو واپس چلیے۔"

"بہتر ہوگا کہ آپ مسٹر کریمر کو یہ بات نہ بتائیں۔" انصار بٹ نے کہا "ممکن ہے وہ اس ضعیفی میں بھائی کی موت کا صدمہ برداشت نہ کر سکیں۔ آپ تو جوان آدمی ہیں۔ مضبوط دل رکھتے ہیں پھر بھی میں محسوس کر رہا ہوں کہ آپ افسردہ تو ہو گئے ہیں اور ہونا بھی چاہیے۔"

ہنری نے اچانک سوال کیا "گولی چلنے کی آواز سن کر اس وقت کوئی اِدھر نہیں آیا تھا؟"

"کوئی کیوں آئے گا مسٹر ہنری! خرگوش اور ہرن وغیرہ کے

شکاری تو اس وادی میں اپنا کھیل کھیلتے ہی رہتے ہیں۔ جب سے ہم یہاں آئے ہیں، کیا ہم نے گولیاں چلنے کی آوازیں نہیں سنیں؟ کیا آپ کبھی یہ جاننے کے لیے اپنے خیمے سے نکلے کہ گولی کہاں چلی ہے۔"

ہنری چپ ہوگیا۔ غالباً اسے اندازہ ہوگیا ہوگا کہ اس نے ایک احمقانہ استفسار کیا تھا۔

○☆○

ستمبر کے آخری ہفتے تک فلم کی تین چوتھائی شوٹنگ کرلی گئی۔ اس کے بعد ایک چوتھائی شوٹنگ صرف سورج کی چٹان پر ہونا تھی جہاں داگنیائی کی محبوبہ کا مجسمہ تھا۔

رخشی اور ماجد کو یقین نہیں آرہا تھا کہ انہوں نے فریال رحمانی کی توقعات کے عین مطابق اداکاری کی تھی لیکن سارا یونٹ ان کی بہترین اداکاری کی داد دے رہا تھا لیکن ساتھ ہی یہ بات بھی کہی جارہی تھی کہ نئے اداکاروں سے کام لینے کا فن فریال رحمانی کو واقعی خوب آتا ہے۔ خود رخشی اور ماجد کو بھی اعتراف تھا کہ فریال رحمانی انہیں منظر سمجھاتے ہوئے جس انداز میں ہدایات دیا کرتی تھی، اس سے نہ صرف ان کا اعتماد بحال ہوا تھا بلکہ دو چار ہی مناظر کی شوٹنگ کے بعد وہ محسوس کرنے لگے تھے جیسے اداکاری کرنا ان کے لیے کوئی نیا کام نہیں۔

فریال رحمانی چاہتی تھی کہ سورج کی چٹان پر کام کا آغاز کرنے سے پہلے اداکاروں، خصوصاً ماجد اور رخشی کو دو دن تک کیمپ میں ہی ریہرسل کرائے گی اور ان دو دنوں میں یونٹ کے باقی لوگ آرام کریں گے۔

ریہرسل کا وہ پہلا ہی دن رخشی اور ماجد کے لیے بے حد تھکا دینے والا ثابت ہوا ہی تھا لیکن خود فریال رحمانی بھی اتنی تھک گئی تھی کہ رات کو اس نے کھانے سے پہلے وہسکی کا ایک پیگ پیا۔

"تم کچھ متفکر نظر آرہی ہو؟" شرجیل بولا۔

"متفکر تو نہیں مگر ذہن تھوڑا سا الجھ ضرور گیا ہے۔"

"کیوں؟"

"سکندر بٹ نے کھانے کے بعد مجھے خیمے میں بلایا تھا، وہ مجھ سے کوئی خاص بات کرنا چاہتا تھا۔ اس نے کہا تھا کہ میں اکیلی آؤں۔"

"اوہ!" شرجیل کے چہرے پر تشویش کے آثار نظر آئے۔

فریال رحمانی نے غور سے اس کے چہرے کی طرف دیکھا اور اس کے تاثرات بھانپ کر بولی "اس کے خیمے میں تنہا جاتے ہوئے مجھے کوئی ہچکچاہٹ نہیں ہے۔ میں صرف یہ سوچ کر الجھ رہی ہوں کہ اتنے عرصے بعد سکندر بٹ مجھ سے کیا خاص بات کرنا چاہے گا؟"

یہ بات آگے نہیں بڑھ سکی کیونکہ رخشی اور ماجد آگئے تھے۔ یہ معمول بن چکا تھا کہ کھانا اور ناشتا وہ انہی کے خیمے میں کرتے تھے۔ کبھی کبھی سکندر بٹ بھی ساتھ ہوتا تھا لیکن اس رات وہ وہاں نہیں آیا۔

کھانے کے بعد جب رخشی اور ماجد چلے گئے تو فریال نے شرجیل سے کہا "میں اس سے مل کر آتی ہوں۔ ملاقات کے بعد ہی الجھن ختم ہوگی۔"

"میں بھی کیوں نہ چلوں؟"

"میں بتا چکی ہوں کہ وہ مجھ سے تنہائی میں ملنا چاہتا ہے۔" فریال رحمانی نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

شرجیل کے چہرے پر تشویش کے آثار نظر آتے رہے لیکن فریال رحمانی کسی تشویش یا گھبراہٹ میں مبتلا نہیں تھی۔ وہ خیمے سے نکل کر سکندر بٹ کے خیمے کی طرف بڑھی۔

جنریٹر چل رہا تھا اور خیموں وغیرہ کے علاوہ کیمپ کے اردگرد بھی کچھ بانس گاڑ کر ان سے بلب لٹکا دیے گئے تھے۔ اس لیے کیمپ میں ہر جگہ روشنی تھی۔ یونٹ کے خاصے لوگ گھاس پر ادھر ادھر بیٹھے گپ شپ میں مصروف تھے۔ چاروں مسلح محافظ اپنے معمول کے مطابق کیمپ کے اردگرد ٹہل رہے تھے۔

فریال رحمانی، سکندر بٹ کے خیمے میں داخل ہوئی اور یہ دیکھ کر چونکی کہ ایک گوشے میں ٹیلی وژن اور ایک وی سی پی بھی رکھا ہوا تھا۔

"یہ آپ کب لے آئے؟"

"یہ تو آپ جانتی ہیں کہ ہفتے میں ایک آدھ بار میں چترال کا چکر لگا آتا ہوں۔" سکندر بٹ نے کہا "آج گیا تھا تو یہ دونوں چیزیں بھی خرید لایا۔ آج ہی کی ایک فلائٹ سے میرا ملازم بھی چترال پہنچا تھا۔ اس سے میں نے ایک ویڈیو کیسٹ منگوائی تھی۔ کیسٹ دے کر وہ آج ہی واپس چلا گیا۔ خیر، آپ بیٹھے تو سہی! مجھے آپ سے فلم کے بارے میں کچھ بات کرنا ہے۔"

"کوئی خاص بات؟" فریال رحمانی نے بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

"بہت خاص بات۔" سکندر بٹ نے کہا "آپ پرسوں سے سورج کی چٹان پر جو مناظر فلمانے والی ہیں، میں انہی کے سلسلے میں کچھ بات کرنا چاہتا ہوں۔"

فریال رحمانی مستفسرانہ نظروں سے اس کی طرف دیکھتی رہی۔ سکندر بٹ نے پوچھا "پیار کی دیوی کا مجسمہ غائب ہونے اور گلبانیہ کے ظاہر ہونے کا منظر آپ کس طرح فلمائیں گی؟"

فلم کی کہانی میں داگنیائی کی محبوبہ کا نام گلبانیہ رکھا گیا تھا۔ رخشی اسی کا کردار کررہی تھی۔

"آپ پوری کہانی پڑھ چکے ہیں۔" فریال رحمانی نے کہا "اس لیے میرا خیال ہے کہ آپ کو یہ سوال کرنے کی ضرورت تو نہیں تھی۔"

"کہانی کے مطابق تو مجسمہ، دھواں بن کر فضا میں تحلیل ہوگا۔"

"جی ہاں۔"

”لیکن یہ کس طرح ہو گا؟“
”ٹیکنیکی باتیں ہیں مسٹر بٹ! وہ آپ کی سمجھ میں نہیں آئیں گی۔ مختصراً یوں سمجھ لیجیے کہ وہ کیمرا ٹرک ہوگی۔“
”یعنی درحقیقت مجسمہ وہیں رہے گا؟“
”جی ہاں۔“
”لیکن میں چاہتا ہوں کہ مجسمہ واقعی وہاں نہ رہے اور کالاش کافروں کو بھی اس مرتبہ قریب سے شوٹنگ دیکھنے کی اجازت دے دی جائے۔“
”یہ کیسے ممکن ہے کہ مجسمہ واقعی نہ رہے؟“ فریال رحمانی نے الجھ کر کہا۔
”یہ میں آپ کو ابھی بتادوں گا۔ کہانی میں تھوڑی سی تبدیلی کرنا ہوگی۔“
”مسٹر بٹ!“ فریال رحمانی کے لہجے میں سختی تھی ”ہمارے معاہدے میں یہ بات موجود ہے کہ آپ میرے کاموں میں کوئی دخل اندازی نہیں کریں گے۔“
”آپ سن تو لیجیے کہ میں کیا چاہتا ہوں۔“
”کہانی کی کسی تبدیلی کے بارے میں مجھے کچھ سننے کی ضرورت نہیں۔“ فریال رحمانی کے لہجے میں سختی برقرار رہی۔
”اچھا ذرا یہ ویڈیو تو دیکھ لیجیے جو میرا ملازم آج ہی چترال آکر مجھے دے گیا ہے۔“
”ویڈیو تو آپ ہی دیکھیے مسٹر بٹ! میں اب چلوں گی۔ آج کا دن بھی میرے لیے خاصا تھکا دینے والا تھا۔ میں اب آرام کرنا چاہتی ہوں۔“
”آپ کو یہ ویڈیو ضرور دیکھنا ہوگی میڈم رحمانی! یہ آپ کی زندگی کے ایک خاص پہلو پر بنائی گئی ہے۔“
”کیا مطلب؟“ فریال رحمانی چونکی۔
”اسے دیکھ کر ہی بات آپ کی سمجھ میں آسکے گی۔“
سکندر بٹ نے اٹھ کر وی سی پی اور ٹیلی وژن آن کیے اور پھر ریموٹ ہاتھ میں لے کر پھر فریال رحمانی کے پاس آبیٹھا۔
ٹی وی پر روشنیاں جھلملائیں اور پھر ایک کمرے کا منظر دکھائی دینے لگا۔ رائفل ہاتھ میں لیے ایک شخص کمرے میں ٹہل رہا تھا۔ اس نے اپنے سر پر ایک غلاف نما نقاب چڑھا رکھی تھی۔ اس غلاف میں صرف آنکھوں کی جگہ دو سوراخ تھے۔
فریال رحمانی الجھے ہوئے ذہن کے ساتھ ٹی وی کی طرف دیکھتی رہی۔ سکندر بٹ کا یہ جملہ بھی اسے ایک انجانی خلش میں مبتلا کیے ہوئے تھا کہ یہ ویڈیو اسی کی زندگی کے ایک خاص پہلو پر بنائی گئی ہے۔
”آپ دیکھ رہی ہیں میڈم!“ سکندر بٹ بولا ”اس رائفل پر دوربین لگی ہوئی ہے اور یہ رائفل بہت دور تک نشانہ لے سکتی ہے۔ یہ شخص بہترین نشانے باز بھی ہے۔“

اس وقت فریال رحمانی نے ٹی وی اسکرین پر اس نقاب پوش کو کمرے کی ایک کھڑکی کی طرف بڑھتے دیکھا۔ اس نے کھڑکی پر پڑا ہوا پردہ تھوڑا سا سرکایا اور رائفل اپنے کندھے سے لگا کر باہر کسی چیز کا نشانہ لینے لگا۔
جس کیمرے سے اس منظر کی عکس بندی کی گئی تھی۔ وہ آگے بڑھا اور نقاب پوش کے شانے سے ذرا آگے نکل گیا۔ اس طرح اسکرین پر کھڑکی کے باہر کا منظر دکھائی دینے لگا۔ کافی فاصلے پر ایک عمارت نظر آئی جو فریال رحمانی کو کچھ جانی پہچانی سی لگی۔
اس وقت غالباً کیمرے کی زوم لینس سے کام لیا گیا۔ عمارت بہت تیزی سے قریب آتی چلی گئی اور پورے اسکرین پر چھاگئی۔ یکبارگی فریال رحمانی کا دل تیزی سے دھڑک اٹھا۔ وہ اس اسکول کے ہوسٹل کی عمارت تھی جہاں اس کا بیٹا پڑھتا تھا۔
”میڈم!“ سکندر بٹ بولا ”غالباً آپ نے اس عمارت کو پہچان لیا ہوگا۔ اس عمارت کی دوسری منزل کے ایک کمرے میں آپ کا بیٹا اور اس کا ایک ساتھی طالب علم رہتے ہیں۔“
فریال رحمانی کے دل کی دھڑکنوں میں مزید تیزی آئی۔ بات کچھ کچھ اس کی سمجھ میں آنے لگی تھی۔
زوم لینس نے پھر کام کیا اور عمارت کی دوسری منزل کی ایک کھڑکی اسکرین پر آگئی۔ کھڑکی میں سلاخیں لگی ہوئی تھیں۔
”یہ ہے وہ کمرا۔“ سکندر بٹ بولا ”کسی کسی وقت آپ کا بیٹا اکیلا اور کبھی اپنے روم میٹ کے ساتھ اس کھڑکی میں آکھڑا ہوتا ہے اور باہر کا نظارہ کرتا ہے۔ ابھی آپ اسے بھی دیکھیں گی۔“
ٹی وی اسکرین پر اب صرف جھلملاہٹ باقی رہ گئی تھی۔ منظر غائب ہوچکا تھا لیکن چند لمحے بعد ہی جھلملاہٹ ختم ہوئی اور وہ کھڑکی پھر دکھائی دینے لگی۔ اس مرتبہ کھڑکی میں فریال رحمانی نے اپنے بیٹے کو بھی دیکھا جو ہر خطرے سے بے نیاز بڑے معصوم انداز میں اردگرد کا جائزہ لے رہا تھا۔
فضا سرد ہونے کے باوجود فریال رحمانی کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کا سارا جسم پسیجنے لگا ہو۔ اس نے دیکھا کہ اسکرین پر کھڑکی اور پھر وہ عمارت دور ہوتی چلی گئی۔ یہاں تک کہ اس کمرے کا منظر دکھائی دینے لگا جہاں وہ نقاب پوش کھڑکی میں کھڑا رائفل سے شست باندھے ہوئے تھا۔ کیمرے کی طرف اس کی پشت تھی۔
سکندر بٹ نے ریموٹ سے ٹی وی بند کیا اور بولا ”اگر آپ میری باتیں نہیں مانیں گی میڈم تو آپ کو اپنے بچے کی زندگی سے ہاتھ دھونا پڑیں گے۔“
فریال رحمانی کے کانوں میں سکندر بٹ کی آواز سے سنسناہٹ ہونے لگی۔ سکندر بٹ کہتا رہا ”دوسرے یہ کہ آپ اپنے شوہر کو یہ سب کچھ نہیں بتائیے گا۔ دراصل مرد بعض اوقات احمقانہ حد تک برانگیختہ ہوجاتے ہیں۔ اگر وہ میرے خلاف کوئی ایسا ویسا قدم اٹھا بیٹھے تو آپ دونوں ہی کو ساری زندگی اپنے بیٹے کا ماتم کرنا پڑے گا۔“

آپ کو میں یہ بھی بتا دوں کہ ان چار مسلح محافظوں کے علاوہ بھی میرے کچھ آدمی اس وادی میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اگر انہیں اشارہ کردوں یا وہ خود دیکھ لیں کہ میرے ساتھ کوئی دغا بازی کی گئی ہے تو ان میں سے ایک آدمی فوراً ہوائی چھوڑ دے گا۔ ہوائی تو جانتی ہوں گی آپ! وہ جو ایک قسم کی آتش بازی ہوتی ہے اور خاصی دور تک جاتی ہے۔ وہ ایسی جگہ سے چھوڑی جائے گی کہ اسے میرے ان آدمیوں میں سے کوئی نہ کوئی ضرور دیکھ لے گا جو چترال سے یہاں آنے والے راستے پر اس جگہ متعین ہیں جہاں تک گاڑیاں آتی ہیں۔ ہوائی دیکھتے ہی وہ دونوں چترال پہنچ کر ٹیلی فون استعمال کریں گے اور یہ نقاب پوش جسے آپ نے ابھی دیکھا ہے' اپنی رائفل سے آپ کے بیٹے کا کام تمام کردے گا۔"

"آخر تم چاہتے کیا ہو؟" فریال رحمانی کا انداز کچھ ہذیانی سا تھا لیکن آواز اتنی تیز نہیں تھی کہ خیمے کے باہر سنی جاسکتی۔

"وہی سب کچھ بتانے کے لیے تو میں نے آپ کو اس وقت اس خیمے میں آنے کی زحمت دی ہے۔" سکندر بٹ نے سنجیدگی سے کہا "لیکن میرا خیال ہے کہ اس سے پہلے میں آپ کو ایک پیگ بنا دوں۔ اس وقت آپ کو اس کی سخت ضرورت محسوس ہو رہی ہوگی۔"

فریال رحمانی کچھ نہیں بولی۔ اس کے تنفس کی رفتار بھی بڑھ چکی تھی۔ اسے اپنے اعصاب پر قابو پانے کے لیے اس وقت واقعی شراب کی ضرورت تھی۔

سکندر بٹ نے وہسکی کے دو پیگ بنا کر ایک پیگ فریال رحمانی کی طرف بڑھایا۔ گلاس لیتے ہوئے فریال رحمانی کے ہاتھ میں خفیف سی لرزش تھی اور سکندر بٹ فاتحانہ انداز میں مسکرا رہا تھا۔

○☆○

ماجد اس وادی میں آنے کے بعد خاصا سحر خیز ہوگیا تھا۔ دوسرے روز صبح وہ خاصی دور تک چہل قدمی کرنے کے بعد آٹھ بجے کے قریب کیمپ کی طرف لوٹا کیونکہ اس وقت ناشتا کیا جاتا تھا۔ کیمپ کے قریب پہنچتے ہی اس نے رخشی کو فریال رحمانی کے خیمے سے نکلتے دیکھا تو تیزی سے اس کے قریب پہنچا "کیا آج جلدی ناشتا کرلیا گیا؟"

"نہیں۔" رخشی نے اپنی چھولداری کی طرف بڑھتے ہوئے آہستہ سے کہا "ناشتا تو آج کچھ تاخیر سے ہوگا۔"

"تو پھر اس وقت تم ان کے خیمے میں کیوں تھیں؟ میں محسوس کررہا ہوں کہ تم کچھ پریشان نظر آرہی ہو۔"

"ہاں۔" رخشی نے کہا "میری چھولداری میں آؤ۔ تمہیں بھی وہ سب کچھ بتانا ہی ہے۔"

ماجد کے چہرے پر تشویش کے آثار پیدا ہوگئے۔ اس نے اپنے دماغ پر خاصا زور ڈالا لیکن رخشی کی پریشانی کا کوئی سبب اس کی سمجھ میں نہیں آسکا۔

اس نے پوچھا "خیمے میں سکندر صاحب اور شرجیل صاحب بھی ہوں گے؟"

"نہیں۔" رخشی نے کہا "تمہاری طرح شرجیل صاحب بھی پو پھٹتے ہی چہل قدمی کے لیے نکل جاتے ہیں اور سکندر بٹ اپنے خیمے میں ہوگا۔ مجھے میڈم نے ایک گھنٹے قبل اپنے خیمے میں بلوایا تھا۔"

ماجد چونکا۔ یہ پہلا موقع تھا جب رخشی نے سکندر بٹ کے نام کے ساتھ "صاحب" یا "مسٹر" کا اضافہ نہیں کیا تھا۔ وہ اس بارے میں استفسار کرتا لیکن اسی وقت رخشی اپنی چھولداری میں داخل ہوگئی۔ اس کے بعد ماجد بھی چھولداری میں تھا۔

"فلم کے جو واقعات کل سورج کی چٹان پر فلمائے جانے تھے' ان میں بہت تبدیلی کردی گئی ہے۔" رخشی نے بیٹھنے کے بعد کہا۔

"کیا تبدیلی کردی گئی ہے؟"

رخشی نے تبدیلیوں کے بارے میں بتایا تو ماجد کے چہرے پر حیرت کے آثار دکھائی دیے۔ وہ بولا "اس طرح تو کہانی کا اسٹرکچر خاصا بدل جائے گا۔ بہت سے مناظر جو فلمائے جاچکے ہیں' وہ بے کار ہو جائیں گے اور کہانی میں مزید کچھ دوسری باتیں بھی شامل کرنا ہوں گی جو ابھی لکھی بھی نہیں گئی ہیں پھر اس سے میڈم آخر کیا مقصد حاصل کرنا چاہتی ہیں کہ اس شوٹنگ کے بعد تم چٹان کے قریب ایک پہاڑی کے غار میں رہو گی۔"

"سکندر بٹ نے کہا ہے کہ مقصد وہ شوٹنگ کے بعد میڈم کو بتائے گا۔" رخشی نے کہا "یہ ساری تبدیلی میڈم نے نہیں سکندر بٹ نے کی ہے۔"

"مگر ان دونوں کے ایگریمنٹ میں تو غالباً یہ بات شامل ہے کہ میڈم کے کام میں کسی قسم کی دخل اندازی نہیں کی جائے گی۔"

"لیکن جب بیٹے کے سر پر تلوار لٹکی ہوئی ہو تو ماں کیا کرسکتی ہے!"

"کیا مطلب؟"

رخشی نے اسے اس ویڈیو کیسٹ کے بارے میں تفصیل سے بتایا جو سکندر بٹ نے فریال رحمانی کو دکھائی تھی۔

"مائی گاڈ!" ماجد کے منہ سے نکلا "یہ تو کھلی بلیک میلنگ ہوئی۔ یہ سکندر بٹ کوئی جرائم پیشہ شخص معلوم ہوتا ہے؟"

"اس میں کوئی شبہ تو کیا ہی نہیں جاسکتا اور میڈم اس کی یہ ساری باتیں ماننے کے لیے مجبور ہیں کیونکہ اس سارے ڈرامے میں مجھے بھی ایک اہم رول کرنا ہے اس لیے انہوں نے مجھے اپنے اعتماد میں لیا ہے اور چونکہ میرے اس رول پر تمہارا استفسار کسی لمبی بحث کی بنیاد بن سکتا تھا اس لیے انہوں نے مجھ سے التجا کی تھی کہ میں تمہیں اپنے اعتماد میں لوں۔ وہ بہت پریشان ہیں ماجد! اور ایسے حالات میں کوئی بھی ماں یقیناً اتنی ہی پریشان ہوتی۔ وہ مجھ سے

اس طرح بات کر رہی تھیں جیسے گڑگڑا گڑگڑا کر مجھ سے التجا کر رہی ہوں کہ میں اس معاملے میں ان کا ساتھ دوں۔"

"تم نے کیا فیصلہ کیا ہے؟"

"عجیب سوال کیا ہے تم نے ماجد! میں انہیں اپنی آمادگی کے فیصلے سے اسی وقت آگاہ کر چکی ہوں۔ ان چند ماہ میں وہ ہمارے لیے ہمیشہ ایک مہربان خاتون ثابت ہوئی ہیں۔ کیا یہ ایک انسانی فریضہ نہیں کہ میں ان کے بیٹے کی زندگی بچانے کے لیے ان کا ساتھ دوں؟"

"اول تو ابھی یہی نہیں معلوم کہ سکندر بٹ اس طرح کیا مقصد حاصل کرنا چاہتا ہے۔ دوسرے اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ اپنا مقصد حاصل کرنے کے بعد وہ ان کے بیٹے کو زندہ چھوڑ دے گا۔"

"کیا اس جرائم پیشہ شخص کے خلاف کوئی تدبیر...."

رخشی نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا "اگر کوئی تدبیر سوچی بھی جاسکتی ہے تو نہ سوچو۔ میڈم اپنے بیٹے کی زندگی خطرے میں نہیں ڈالنا چاہتیں۔ وہ سکندر بٹ کی خواہش کے مطابق ہی سب کچھ کریں گی۔ ویسے سکندر بٹ نے ان سے کہا ہے کہ جب وہ اپنا مقصد حاصل کرلے تو میڈم سب کچھ فلم کی کہانی کے مطابق ہی فلمالیں جو مناظر اس کی خواہش کے مطابق فلمائے جانے ہیں، وہ ان مناظر کو فلم میں شامل کرنے پر مصر نہیں ہے۔ وہ یہ بھی کہہ چکا ہے کہ اپنا مقصد حاصل کرنے کے بعد وہ اس فلم سے کوئی سروکار نہیں رکھے گا۔ یعنی وہ فلم مکمل طور سے میڈم ہی کی ملکیت ہوگی۔"

"گویا اس نے فلم پر جو کثیر رقم لگائی ہے، اس سے وہ صرف کوئی خاص مقصد حاصل کرنا چاہتا ہے؟"

"ہاں۔"

"اور اس مقصد کا کچھ علم نہیں؟"

"میں نے کہا نا کہ اس بارے میں سکندر بٹ اپنی خواہش کے مطابق شوٹنگ کے بعد ہی میڈم کو کچھ بتائے گا۔"

ماجد سوچنے لگا کہ اگر کافرستان میں ٹیلی فون کی سہولت حاصل ہوتی تو میڈم کے بیٹے کو اس خطرے سے بہ آسانی بچایا جاسکتا تھا۔

رخشی بولی "سکندر بٹ نے میڈم کو بڑی سختی سے تاکید کی ہے کہ اب چند روز تک فلم کے یونٹ کا کوئی آدمی بھی کسی اجنبی سیاح سے بات کرتا ہوا بھی نظر نہ آنا چاہیے۔ دراصل اسے یہ ڈر ہوگا کہ ہم میں سے کوئی، کسی سیاح سے مل کر اس کے ذریعے سے قانون کو اس صورتِ حال سے آگاہ کروانے کی کوشش کرسکتا ہے۔ دوسری تاکید اس نے یہ کی ہے کہ ان چند دنوں میں یونٹ کا کوئی فرد چترال کا رخ کرنے کی حماقت نہ کرے۔ اگر ایسا ہوا تو چترال کے راستے میں متعین اس کے آدمی چترال کا رخ کرنے والے کو ختم کرنے میں ذرا بھی پس و پیش نہیں کریں گے۔"

"ہم لوگ تو بڑے عجیب حالات میں آ پھنسے ہیں۔" ماجد نے بڑبڑانے والے انداز میں کہا۔

رخشی کچھ سوچتے ہوئے بولی "آج ریہرسل بھی دو بجے کے بعد شروع ہوسکے گی۔ اس وقت تک میڈم فریال وہ مناظر اور ان کے مکالمے خود لکھیں گی جو سکندر بٹ فلمانا چاہتا ہے۔"

"تم نے ابھی بتایا تھا کہ شرجیل صاحب اس وقت گھومنے کے لیے نکلے ہوئے تھے۔ کیا انہیں اس صورتِ حال کا علم نہیں؟"

"نہیں۔" رخشی نے جواب دیا "یہ صورتِ حال انہیں برانگیختہ کرسکتی ہے اور میڈم نہیں چاہتیں کہ ان کی برانگیختگی ان کے بیٹے کی زندگی کے لیے خطرہ بن جائے۔"

اسی وقت یونٹ کا ایک آدمی چھولداری کے قریب آیا اور اس نے اطلاع دی کہ میڈم ناشتے پر ان کا انتظار کر رہی ہیں۔

○☆○

اس سے اگلے دن صبح دس بجے سے سورج کی چٹان پر شوٹنگ کی تیاریاں شروع کردی گئیں۔ لائٹ مین بڑی سرگرمی سے اپنے کام میں مصروف تھے۔ لائٹس لگانے کے لیے چٹان کے مختلف حصوں میں سوراخ کرکے پائپ گاڑے جانے لگے۔ دو مزدور مجسمے کے پیچھے چٹان میں دریا کے رخ پر ایک لمبی میخ گاڑ رہے تھے۔ میڈم فریال نے کسی کو بھی نہیں بتایا تھا کہ وہ میخ کیوں گاڑی جارہی تھی پھر اس میخ کی سیدھ میں بیس پچیس فٹ کے فاصلے پر ایک اور میخ گاڑ کر ایک بہت مضبوط رسّا ان میخوں سے باندھ دیا گیا۔

مناظر کی اوپر سے شوٹنگ کے لیے چٹان پر ایک کرین بھی موجود تھی جس کی ٹرالی پر ایک کیمرا رکھا ہوا تھا۔ وہ کرین، پارٹس کی صورت میں اوپر لائی گئی تھی اور اوپر لانے کے بعد اس کے پارٹس پھر جوڑے گئے تھے۔ کرین کو چٹان پر لانے کا اور کوئی طریقہ ممکن ہی نہیں تھا اور اس کام کے لیے خاصے افراد ایک ہفتے سے مصروف رہے تھے۔

دو جنریٹر چٹان پر لانے کے بجائے انہیں پہاڑی کے نیچے ہی رکھا گیا تھا اور ان سے منسلک لمبے تار چٹان تک لائے گئے تھے۔ چٹان پر جنریٹر لانا اس لیے مناسب نہیں تھا کہ اس کی آواز سے فلم بندی متاثر ہوتی۔ پہلے بھی شوٹنگ کے دوران میں جنریٹر اتنی ہی دور رکھے گئے تھے کہ ان کی کرخت آواز شوٹنگ کے مقام تک نہ پہنچ سکے۔

ہمیشہ دو جنریٹر اس لیے رکھے جاتے تھے کہ اگر ایک میں اچانک کوئی خرابی ہوجائے تو فوری طور پر دوسرا کام میں لایا جاسکے۔

کالاش کافر جنھیں چٹان پر ہونے والی شوٹنگ دیکھنے سے روکنے کی کوشش نہیں کی گئی تھی، وہاں خاصی تعداد میں جمع تھے۔ ان کی پُرتجسس نگاہیں، ان سب تیاریوں کو بڑی دلچسپی سے دیکھ رہی تھیں۔

مجسمے سے دور چٹان کے ایک حصے میں رنگین چھتریوں کے نیچے پڑی ہوئی کرسیوں پر فریال رحمانی، یونٹ کے کچھ افراد کے

ساتھ بیٹھی ہوئی تھی۔ ان میں سکندر بٹ کے علاوہ رخشی اور ماجد بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ اس روز کی شوٹنگ میں صرف انہی دونوں کا کام تھا۔ فریال انہیں آخری ہدایات دینے میں مصروف تھی۔ ان کے قریب ہی ایک بڑی تپائی کے پاس پڑی ہوئی دو کرسیوں میں سے ایک کرسی پر میک اپ مین بیٹھا ہوا تھا۔ میک اپ کرنے کا سارا سامان تپائی پر موجود تھا۔

رخشی اس وقت اپنے اصل چہرے پر ماسک چڑھائے ہوئے تھی تاکہ کالاش کافر اسے داکنیانی کی محبوبہ کی حیثیت سے شناخت نہ کر سکیں۔

کالاش کافر ہمیشہ کی طرح اس وقت "پیار کی دیوی" کے مجسمے کے قریب نہیں تھے۔ انہیں مجسمے سے دور رکھنے کے لیے میڈم فریال کو بستیوں کے "مکھیاؤں" سے اس کی درخواست کرنا پڑی تھی اور اس کی بات بڑی خندہ پیشانی سے اس لیے مان لی گئی تھی کہ خود ان لوگوں کو وہ شوٹنگ دیکھنے کا بے حد اشتیاق تھا۔

تمام تیاریوں کے بعد پانچ بجے پہلا منظر فلمایا گیا۔ وہ منظر یہ تھا کہ فلم کا ہیرو مجسمے کے قدموں میں سر ٹیکے ہوئے ہے کہ اچانک اس کا جسم بڑی زور سے اچھل کر پیچھے گرتا ہے اور گرتے ہوئے ایک کروٹ بھی لے لیتا ہے۔

یہ کام ماجد کے ڈپلی کیٹ سے لیا گیا۔

اسی شوٹنگ کے دوران میں میک اپ مین نے ماجد کے چہرے پر ایسا میک اپ کیا جیسے چٹان کی رگڑ کھا کر اس کے چہرے پر جگہ جگہ خراشیں پڑ گئی ہوں۔

دوسرا منظر ماجد پر فلمایا گیا۔ چٹان پر جس جگہ اس کا ڈپلی کیٹ اچھل کر گرا تھا' اسی جگہ ماجد کو "زخمی" اور بے حس و حرکت پڑا دکھایا گیا۔ یہ منظر پہلے منظر سے منسلک تھا۔ ان دونوں مناظر کو ملانے سے یہ تاثر ملتا ہے کہ فلم کا ہیرو مجسمے کے قدموں کے پاس سے اچھل کر چٹان پر اس طرح گرا کہ اس کے چہرے پر خراشیں پڑ گئیں اور وہ زخمی ہونے کے ساتھ ہی بے ہوش ہو گیا۔

یہ شوٹنگ ہوتے ہوتے اندھیرا پھیل گیا اور فریال نے اعلان کیا کہ اب جو منظر فلمایا جانا ہے' وہ بہت اہم ہے لہٰذا تھوڑی دیر آرام کرنے اور کھانا کھانے کے بعد فلمایا جائے گا۔

کالاش کافروں کے ساتھ کچھ سیاح بھی شوٹنگ دیکھنے آ گئے تھے۔ جب یہ وقفہ ہوا تو وہ سب وہاں سے چلے گئے لیکن کالاش کافروں کا ہجوم بدستور رہا جس میں نوجوان لڑکے لڑکیوں کے علاوہ زیادہ عمر کی عورتیں' مرد اور دس دس' بارہ بارہ سال کے لڑکے اور لڑکیاں بھی تھیں۔

چٹان پر اتنی لائٹس لگائی گئیں تھیں کہ اگر وہ سب جلتی رہتیں تو ساری چٹان بقعۂ نور بنی رہتی لیکن جب وقفہ ہوا تو صرف وہ لائٹ جلتی رہنے دی گئی جہاں یونٹ کے افراد کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ باقی چٹان پر اندھیرا رہا۔ مجسمہ بھی دھندلا دھندلا سا نظر آ رہا تھا۔

کیمپ سے ان لوگوں کا کھانا آنے میں ایک گھنٹا لگا پھر کھانا کھاتے کھاتے نو بج گئے۔ فریال رحمانی اور سکندر بٹ ٹہلتے ہوئے اپنے ساتھیوں سے کچھ دور نکل گئے۔ ماجد نے معنی خیز نظروں سے رخشی کی طرف دیکھا اور رخشی جلدی سے دوسری طرف دیکھنے لگی۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ دوسرے لوگ ان کی معنی خیز نظروں کے تبادلے کو محسوس کریں۔

کچھ دیر بعد اگلے منظر کی شوٹنگ کے لیے تیاری شروع ہوئی اور کیمرا اسٹارٹ ہونے سے پہلے چٹان پر اتنی روشنی کر دی گئی کہ سوئی بھی کہیں گرتی تو نظر آ جاتی۔

جو منظر فلمایا گیا' اس میں ماجد مجسمے کے قدموں میں پڑا ہوا گڑگڑا رہا تھا "میری محبوبہ! تمہاری جدائی کے درد سے اب میرا دل پھٹ جائے گا۔ تمہیں دیوتاؤں کا واسطہ کہ اب مجھے اپنے پاس بلا لو یا میرے پاس آ جاؤ۔"

اسی قسم کے اتنے مکالمے تھے کہ وہ منظر لگ بھگ تین چار منٹ کا ہوتا۔ فریال رحمانی نے اس منظر کے کئی "ری ٹیک" کروائے جس پر یونٹ کے افراد کو خاصا تعجب ہوا۔ ان کے خیال کے مطابق دوسرے ہی "ٹیک" میں ماجد نے اپنی اداکاری اور مکالموں کی ادائیگی سے اتنا بھرپور تاثر دیا تھا کہ مزید کسی "ٹیک" کی ضرورت باقی نہیں رہی تھی لیکن رخشی کو معلوم تھا کہ فریال رحمانی نے اس طرح کچھ وقت گزارا تھا۔

اس منظر کے بعد جو منظر فلمایا جانا تھا' اس کے لیے ایک مردانہ ڈمی لکڑی کے ایک بکس سے نکالی گئی۔ اسے وہ کپڑے پہنائے گئے جو ماجد نے پہن رکھے تھے۔ اس کے بعد وہ ڈمی مجسمے کے قدموں میں لے جا کر اس طرح رکھ دی گئی کہ کیمرے کی طرف سے ایسا لگ رہا تھا جیسے ماجد ہی مجسمے کے قدموں میں پڑا ہوا ہو۔

اس سے پہلے کہ کیمرا اسٹارٹ ہوتا' یکایک ساری چٹان تاریک ہو گئی۔

"یہ کیا ہوا؟" اندھیرے میں فریال رحمانی کی آواز ابھری۔

"شاید جنریٹر میں کوئی خرابی ہو گئی ہے میڈم!"

"جلدی سے دوسرا جنریٹر ٹھیک کرو۔"

چٹان پر کئی دوڑتے بھاگتے ہوئے قدموں کی آوازیں ابھریں۔ کچھ دیر تک سب اندھیرے ہی میں رہے پھر جب دوسرے جنریٹر نے کام شروع کیا اور چٹان دوبارہ روشنی میں نہا گئی تو ماجد نے رخشی کو وہاں سے غائب پایا لیکن وہ پریشان نہیں ہوا۔ وہ جانتا تھا کہ رخشی اس وقت کہاں ہو گی!

کیمرا اسٹارٹ کیا گیا۔ اسے مجسمے پر فوکس کیا گیا تھا جس کے قدموں میں ماجد کی ڈمی تھی۔

اچانک ایک دھماکا ہوا اور پیار کی دیوی کا مجسمہ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر اِدھر اُدھر بکھر گیا۔ ڈمی بھی اچھل کر ایک طرف

با گری۔

کالاش کافروں میں ایک شور مچ گیا۔ یونٹ کے افراد بھی بوکھلا گئے۔ کیمرا مین اپنے فرض کی طرف سے غافل ہو گیا۔ فریال رحمانی کو پہلے ہی اس ردِ عمل کا اندازہ تھا لہٰذا اس نے فوراً ہی کیمرا سنبھال لیا اور تیزی سے اس کا رخ غار کے دہانے کی طرف کر دیا جہاں سے رخشی باہر آرہی تھی۔ اس وقت اس کے چہرے پر ماسک نہیں تھا۔ وہ کالاش کافر عورتوں کے قدیم لباس میں تھی۔ اس نے اپنا دایاں ہاتھ اوپر اٹھا رکھا تھا اور بڑے پُروقار انداز میں چلتی ہوئی غار سے نکلی تھی۔

کالاش کافروں کے ہجوم سے تحیرزدہ چیخیں سنائی دیں۔ وہ اپنی "دیوی" کو گوشت و پوست میں زندہ انسانوں کی طرح متحرک دیکھ کر حیران رہ گئے تھے۔

پھر یکایک ان میں جوش و خروش پیدا ہو گیا۔ وہ "دیوی' دیوی" پکارتے ہوئے تیزی سے رخشی کی طرف بڑھے اور اس کے سامنے جا کر سجدہ ریز ہو گئے۔

فریال رحمانی بدستور کیمرے پر جمی ہوئی تھی مگر یونٹ کے افراد اب بھی وہ دم بخود نظر آرہے تھے۔ ساری چٹان پر کالاش کافروں کی آواز پھیل رہی تھیں "دیوی!..... دیوی!..... عظیم دیوی!"

وہ سب یہ بات بھول چکے تھے کہ یہ کسی فلم کی شوٹنگ تھی۔ وہ سب اس وقت اپنی اس روایت کے سحر میں تھے کہ ایک دن آئے گا جب داگنیائی دوسرا جنم لے کر یہاں آئے گا اور اس وقت مجسمہ غائب ہونے کے بعد داگنیائی کی محبوبہ انسانی شکل و صورت میں سامنے آجائے گی۔

"پُرسکون ہو جاؤ!" رخشی نے بڑے پروقار انداز میں کہا۔ وہ کالاش کافروں کی زبان میں بول رہی تھی "ابھی میرا محبوب داگنیائی یہاں تھا۔ اس کی فریاد میری روح تک پہنچی تو میں تڑپ گئی۔ میں نے عظیم دیوتاؤں ساجی گور' بالا مائیں اور مہاندیو سے فریاد کی تو ان کی سفارش پر آسمانوں کی عظیم طاقت نے مجھے میرا جسم لوٹا دیا اور میری روح اس جسم میں آگئی۔"

ماجد نے اس وقت اپنا وہ میک اپ ختم نہیں کیا تھا جس میں اس کے چہرے پر زخمی ہونے کی علامات تھیں۔ رخشی کے ان مکالموں کے دوران میں ہی وہ اس جگہ جا کر "بے حس و حرکت لیٹ گیا جہاں اس کی بے ہوشی کی عکس بندی ہوئی تھی۔ اس کے اشارے پر یونٹ کے ایک آدمی نے چٹان پر پڑی ہوئی ڈمی اٹھا کر کیمرے کے پیچھے پہنچا دی تھی۔

رخشی حکم دے چکی تھی کہ "پُرسکون ہو جاؤ۔" لہٰذا اس کے سامنے سجدہ ریز کافروں پر سناٹا چھایا ہوا تھا۔

رخشی قدرے توقف سے بولی "مجھ سے میری قوم کے محبت کرنے والے لوگو! اب میں ہمیشہ کے لیے تمہارے پاس آگئی ہوں۔ آسمانوں کی عظیم طاقت نے مجھے ابدی زندگی عطا کر دی ہے۔

اب میں دیوتاؤں سے دعا کروں گی کہ آسمان کی عظیم طاقت نے میرے محبوب داگنیائی کو دوسرا جنم عطا کیا ہے' تو اب اسے بھی میری طرح ابدی زندگی عطا فرما دے۔ اب سجدے سے اٹھ جاؤ میرے لوگو! میرا داگنیائی چٹان پر کسی جگہ بے ہوش پڑا ہے۔ اسے اٹھا کر میرے پاس لاؤ۔"

سجدے میں پڑے ہوئے کالاش کافر اٹھے۔ چٹان پر وہ خاصی بڑی تعداد میں آگئے تھے۔ انہوں نے اِدھر اُدھر دیکھا تو چٹان پر پڑا ہوا ماجد انہیں نظر آگیا۔ ان کے چہرے پر حیرت کے آثار پیدا ہو گئے۔ شوٹنگ شروع ہونے سے قبل تو انہوں نے ماجد کو کیمرے کے پیچھے بیٹھا ہوا دیکھا تھا۔

"اسے اٹھا کر میرے پاس لاؤ!" رخشی پھر تحکم آمیز لہجے میں بولی۔

فوراً کچھ جوان و توانا کالاش کافر ماجد کی طرف جھپٹے۔ فریال رحمانی نے کیمرے کا رخ انہی کی طرف کر دیا۔ ماجد کے قریب پہنچ کر ان لوگوں نے اسے اٹھایا اور رخشی کے قریب لے آئے۔ کیمرا ان کے ساتھ ساتھ حرکت کر رہا تھا۔ فریال رحمانی اس وقت کسی ماہر کیمرا مین کی طرح چاق و چوبند تھی جب کہ کیمرا مین اور یونٹ کے دوسرے افراد اب بھی دم بخود رہ جانے کی کیفیت سے باہر نہیں نکلے تھے۔

"یہ بے ہوش ہے۔ رخشی نے ماجد کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا "اسے غار میں پہنچا کر باہر آؤ۔"

اس حکم کی تعمیل بھی فوراً ہوئی جس کے بعد رخشی نے کہا "اب تم سب لوگ اپنی اپنی بستیوں کی طرف لوٹ جاؤ اور داگنیائی کے دوسرے جنم کے ساتھیوں سے بھی کہہ دو یہاں سے چلے جائیں۔ اب میرا داگنیائی میرے ساتھ ہی رہے گا۔ تم لوگ صبح و شام میری پوجا کیا کرتے تھے لیکن اب یہ سلسلہ بند کر دو۔ روزانہ صرف سورج نکلنے کے وقت ایک گھنٹے کے لیے یہاں آیا کرنا۔ اس وقت میں غار سے ایک گھنٹے کے لیے باہر نکل کر تم لوگوں کو درشن دیا کروں گی۔ اس ایک گھنٹے کے علاوہ یہاں ہر وقت سناٹا رہنا چاہیے۔ اگر کبھی کوئی میری اور داگنیائی کی خلوت میں دخل انداز ہوا تو اس پر دیوتاؤں کا قہر نازل ہو گا۔ بس اب جاؤ..... جاؤ۔"

فریال رحمانی نے کیمرے کا رخ رخشی کی طرف رہنے دیا اور کیمرا مین کی طرف متوجہ ہو کر بولی "کیا تم ہوش میں نہیں آؤ گے؟"

"جج..... جی..... جی میڈم!"

"کالاش کافروں کی رخصت کا منظر فلماؤ۔"

بوکھلائے ہوئے فوٹو گرافر نے فوراً کیمرا سنبھال لیا۔

کالاش کافر چٹان سے نیچے جانے لگے تھے۔ ان میں سے دو افراد فریال رحمانی کی طرف آئے۔ وہ دو بستیوں کے کھیا تھے۔ انہوں نے قریب آکر فریال رحمانی سے اپنی زبان میں کہا "تمہارے فلم کا آدمی تو ہماری دیوی کے محبوب کا دوسرا جنم ہے!" وہ حیرت زدہ

بھی نظر آرہا تھا۔

فریال رحمانی اس کی بات نہیں سمجھ سکتی تھی لیکن اس کے قریب موجود سکندر بٹ نے اسے بتایا کہ کالاش کافر کیا کہہ رہا تھا پھر وہ فریال رحمانی کے جواب کا انتظار کیے بغیر کالاش کافر سے باتیں کرنے لگا۔ کھیاؤں سے چند جملوں کا تبادلہ کرنے کے بعد سکندر بٹ نے فریال رحمانی سے کہا "میں نے ان سے کہہ دیا ہے کہ ہم ابھی یہاں سے رخصت ہو جائیں گے۔ میں نے انہیں یہ کہہ کر خوش بھی کردیا ہے کہ... ان کے دیوتا واقعی عظیم طاقتوں کے مالک ہیں۔"

کیمرا مین کالاش کافروں کے جانے کا منظر فلم بند کرتا رہا۔ اس وقت رخشی غار میں واپس جا چکی تھی۔

"کٹ" فریال رحمانی نے بلند آواز میں کہا۔

کیمرا مین نے فوراً کیمرا روک دیا۔

"پیک اپ" فریال رحمانی کا دوسرا حکم تھا۔

یونٹ کے لوگ فریال رحمانی کے گرد جمع ہونے لگے۔

"یہ سب کیا ہوا تھا میڈم؟" سب کی زبان پر ایک ہی سوال تھا۔

"آپ لوگ تیزی سے رخصت ہونے کی تیاری کریں۔" فریال رحمانی نے کہا "کیمپ پہنچ کر میں سب کچھ بتادوں گی۔"

پون گھنٹے کے اندر اندر وہ سب لوگ سازو سامان سمیٹ کر اس چٹان سے رخصت ہونے لگے۔ تمام لائٹس بھی اتار لی گئی تھیں اور چٹان پر گہری تاریکی چھا گئی تھی۔ اس تاریکی میں ماجد بھی غار سے نکلا اور یونٹ کے تمام لوگوں کے پیچھے پیچھے اس چٹان سے اترنے لگا۔ صرف کرین اور اس کے اوپر لگی ہوئی کیمرا ٹرالی وہیں رہ گئی تھی۔ یہ ممکن ہی نہیں تھا کہ کرین اسی وقت وہاں سے لے جائی جا سکتی۔

○☆○

ساڑھے بارہ بجے کے قریب وہ چٹان تمام لوگوں سے خالی ہوئی اور دو بج کر چند منٹ پر وادی کے ایک تاریک حصے میں لگی ہوئی چھولداری کے بالکل قریب کھڑا ہوا ہنری ڈگلس اندر سے آنے والی آوازوں کو بڑی توجہ سے سن رہا تھا۔

"اس طرح اب ہمارا راستہ بالکل صاف ہو چکا ہے سلطان!" یہ سکندر بٹ کی آواز تھی "اب خزانے تک پہنچنا کوئی مشکل کام نہیں رہا۔ تمہاری بیٹی کی شاندار اداکاری نے کالاش کافروں کو یقین دلا دیا ہے کہ وہ واقعی داگنیائی کی محبوبہ ہے جو دوسری بار زمین پر آچکی ہے۔ اس نے ان لوگوں کو حکم دیا ہے کہ وہ صرف صبح ایک گھنٹے کے لیے چٹان پر آیا کریں اور اس کے درشن کرکے چلے جایا کریں۔ پہلے تو رات کو بھی کالاش قبیلے کے نوجوان لڑکے لڑکیاں اس چٹان پر ہوتے تھے لیکن اب دن میں بھی وہاں کوئی نہیں ہوگا۔ اس سناٹے میں وہاں سے خزانہ نکالنا اب کوئی مشکل کام نہیں رہا لیکن میں یہ کام صرف رات کے اندھیرے ہی میں کیا کروں گا۔"

"اس کام میں کتنے دن لگ سکتے ہیں؟" دوسرے شخص کی آواز سنائی دی جسے سلطان کہہ کر مخاطب کیا گیا تھا اور ہنری سمجھ گیا تھا کہ وہ سلطان قمر ہی ہوگا۔

سکندر بٹ نے جواب دیا "یہ تو خزانہ دیکھنے کے بعد ہی اندازہ ہوگا کہ اسے نکالنے میں کتنے دن لگیں گے لیکن جب تک یہ کام مکمل نہیں ہو جاتا، رخشی اسی غار میں رہے گی تاکہ روزانہ صبح ان کافروں کو درشن دے سکے۔" سکندر بٹ دھیرے سے ہنسا "رخشی کے علاوہ میرا ایک مسلح محافظ بھی اس چٹان پر رہا کرے گا لیکن اس طرح کہ وہ کسی کی نظر میں نہ آسکے۔ وہ اس وقت بھی چٹان پر موجود ہے۔ خیر! زیادہ تفصیل سے باتیں کرنے میں کل شام کو آؤں گا۔ اس وقت تو میں تمہیں صرف یہ خوش خبری سنانے آیا تھا کہ میں نے خزانے کا راستہ صاف کرلیا ہے۔ تم اب کل صبح ہی چترال چلے جاؤ اور اپنے افغانی دوست کو اطلاع دے دو کہ ہم نے خزانہ پالیا ہے لہٰذا وہ ہمیں اس خزانے کی ادائیگی کے لیے تیار رہے۔"

"اتنی جلدی کی کیا ضرورت ہے۔ پہلے معلوم تو ہو جائے کہ وہ خزانہ کتنا ہے۔ گل خان افغانی ہمیں اس خزانے کے مطابق رقم ہی کی ادائیگی کا بندوبست کرے گا نا! ابھی تو ہمیں معلوم ہی نہیں کہ وہ خزانہ کتنا ہے اور یہ کہ وہ اپنی جگہ پر ہے بھی یا نہیں۔"

"کوئی بدفال منہ سے نہیں نکالو۔ میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ خزانہ ہمیں ضرور ملے گا۔ اتنے خطرات مول لیے ہیں ہم نے۔ ہمیں اپنے مقصد میں ضرور کامیابی ہوگی۔ ابھی تو میں واپس کیمپ جا رہا ہوں۔ فریال رحمانی مجھ سے بات کرنے لیے بہت بے چین ہے۔ اس سے گفتگو کرنے کے بعد میں خزانہ دیکھنے کے لیے جاؤں گا۔"

"ڈھائی بجنے والے ہیں۔ تین بجے تک واپس کیمپ پہنچو گے پھر فریال رحمانی سے باتیں کرنے میں بھی ایک آدھ گھنٹا لگ سکتا ہے پھر جب تم چٹان پر پہنچو گے تو پانچ بجنے والے ہوں گے۔ بہتر ہوگا کہ خزانہ دیکھنے کے لیے تم کل رات جاؤ۔"

"نہیں۔" سکندر بٹ نے کہا "میں اسے دیکھنے کے لیے بہت بے چین ہوں۔ کل رات سے تو خزانے کو نکالنے کا کام شروع ہوگا۔ آج میں اندازہ لگالینا چاہتا ہوں کہ اس کام میں کتنی راتیں لگیں گی۔"

"لیکن وہ تاکید میں تمہیں آج پھر کروں گا کہ رخشی کو کسی مرحلے میں بھی یہ نہیں معلوم ہونا چاہیے کہ ان تمام معاملات میں تمہارے ساتھ میں بھی ہوں۔"

"تم اس کی فکر نہ کرو۔ میں تم سے جو وعدہ کرچکا ہوں، اس پر قائم رہوں گا۔ مجھے اس کی ضرورت بھی کیا ہے کہ میں رخشی کو تمہارے بارے میں بتاؤں۔ تو کل تم چترال نہیں جاؤ گے۔"

"میں سمجھتا ہوں کہ ابھی اس کی ضرورت نہیں۔ پہلے تم خزانہ دیکھ لو۔"

"ٹھیک ہے۔ تو اب میں چلتا ہوں۔"

ہنری ڈگلس تیزی سے لیکن دبے قدموں چھولداری سے کچھ دور ہٹ کر پھولوں کے ایک بڑے پودے کی آڑ میں بیٹھ گیا۔

سکندر بٹ اور سلطان قمر میں وہ ساری گفتگو اردو میں ہوئی تھی لیکن اس نے ایک ایک لفظ سمجھ لیا تھا۔ اس نے یہ بات انصار بٹ سے بھی پوشیدہ رکھی تھی کہ وہ اردو جانتا تھا۔ ضرورت کے بغیر وہ کبھی کسی پر ظاہر نہیں کرتا تھا کہ اس نے دنیا کی چار زبانیں' اردو' فارسی' ترکی اور فرانسیسی اچھی طرح سیکھی تھیں۔ وہ ان زبانوں میں لکھ پڑھ بھی سکتا تھا اور پاکستان آنے سے قبل وہ جرمن زبان کا کورس کر رہا تھا۔

پودے کی آڑ میں اس نے دو انسانی سائے چھولداری سے نکلتے دیکھے۔ ایک کو تو اس نے اندازے سے پہچان لیا کہ وہ سکندر بٹ ہوگا اور دوسرے کے بارے میں یہ بات شک و شبے سے بالاتر ہو چکی تھی کہ وہ سلطان قمر تھا۔

کئی ماہ تک سکندر بٹ کی نگرانی کرنے کے بعد آج ہنری کو یہ کامیابی حاصل ہوئی تھی کہ وہ سلطان قمر تک پہنچ گیا تھا۔

سکندر بٹ کو رخصت کرنے کے بعد سلطان قمر چھولداری میں واپس چلا گیا۔ اندر جلتی ہوئی روشنی کے بارے میں ہنری کا اندازہ تھا کہ وہ کروسین لیمپ کی روشنی تھی۔

سکندر بٹ کے جانے کے بعد کروسین لیمپ بجھایا نہیں گیا۔ غالباً خزانہ پالینے کے نشے نے سلطان قمر کی نیند اڑا دی تھی۔

ہنری دس منٹ تک پودے کی آڑ میں چھپا رہا۔ جب اسے یقین ہو گیا کہ سکندر بٹ کافی دور جا چکا ہوگا تو وہ پودے کی آڑ سے نکل کر دبے قدموں چھولداری کی طرف بڑھا۔ اس نے جیب سے ایک تیز دھار چاقو بھی نکال لیا تھا اور رائفل بھی شانے سے اتار کر ہاتھ میں سنبھال لی تھی۔

چاقو کے وار سے چھولداری کا کپڑا "جھرر" کی آواز کے ساتھ پھٹتا چلا گیا۔ اسی پھٹی ہوئی جگہ سے ہنری برق سرعت کے ساتھ چھولداری میں داخل ہوا اور رائفل کا رخ سلطان قمر کی طرف کر دیا جو اپنے بستر سے اچھل کر کھڑا ہو گیا تھا۔

"کون.... کون ہو تم؟" سلطان قمر کے چہرے پر خوف کے آثار تھے۔ وہ بے اختیاری میں اردو ہی بولا تھا حالانکہ اس کے سامنے کھڑا ہوا شخص واضح طور پر یورپین معلوم ہوتا تھا۔

"تمہیں فی الحال یہ نہیں بتایا جا سکتا کہ میں کون ہوں۔" ہنری نے اردو ہی میں کہا "یہ بات میں تمہیں اپنے خیمے میں لے جا کر ہی بتاؤں گا۔ کروسین لیمپ بجھا دو اور میرے ساتھ چلو۔ اب اگر تم نے مزید کوئی سوال کیا تو میں ایک گولی چلا کر تمہیں زخمی کر ہی دوں گا اور یہ تو غالباً تمہیں معلوم ہی ہوگا کہ اس وادی میں گولی چلنے کی آواز پر کوئی بھی دھیان نہیں دیتا۔"

سلطان قمر کا چہرہ خوف سے سفید پڑ گیا۔ وہ خود کو اس غیر ملکی کی رائفل کے سامنے بالکل بے بس محسوس کر رہا تھا۔

صرف آدھے گھنٹے بعد ہنری' سلطان قمر کی پیٹھ سے رائفل لگائے اپنے خیمے میں داخل ہو رہا تھا۔

کریمر اور انصار بٹ سو رہے تھے۔ ہنری نے انہیں آواز دے کر جگایا۔ سلطان قمر تو انصار بٹ کو دیکھ کر چونکا ہی تھا لیکن یہ بات ممکن نہیں تھی انصار بٹ بھی اسے دیکھ کر نہ چونکتا۔

"اب میری طرف دیکھو!" ہنری نے سلطان قمر کی طرف دیکھتے ہوئے غرا کر کہا "میرا نام ہنری ہے.... ہنری ڈگلس! میں ہربرٹ ڈگلس کا بیٹا ہوں۔ تم کو اور تمہارے ساتھ سکندر بٹ کو میرے باپ کے قتل کا حساب چکانا ہے۔"

"ہم نے ہربرٹ کو قتل نہیں کیا۔" سلطان قمر جلدی سے بولا۔

"جھوٹ بولنے سے بات نہیں بنے گی۔ مسٹر انصار بٹ نے مجھے سب کچھ بتا دیا ہے۔"

"یہ تو خود ہی قاتل ہے ہربرٹ کا! اسی نے گولی چلائی تھی ہربرٹ پر!"

"جھگڑا خزانے کے نقشے کے لیے ہوا تھا؟"

سلطان قمر نے جلدی سے اثبات میں سر ہلایا۔

"تو پھر انصار بٹ میرے باپ کے قاتل کیسے ہو سکتے ہیں؟ خزانے کی تلاش میں تو تم دونوں یہاں ہو! یہ تو اپنے گھر پر تھے۔"

"لیکن...."

"بکواس مت کرو۔" ہنری نے سلطان قمر کے کندھے پر رائفل کا بٹ مارتے ہوئے غرا کر کہا "مجھے صرف یہ بتاؤ کہ وہ خزانہ کہاں ہے اور اس کے لیے تم لوگوں نے فلم کا ڈھونگ کیوں رچایا ہے؟"

"میں سچ کہتا ہوں..... میں قسم کھاتا ہوں کہ ہربرٹ کو....."

سلطان قمر کی سانس پھولنے لگی تھی۔

"میں نے تم سے کہا ہے کہ بکواس بند کرو۔ میں تم سے جو پوچھ رہا ہوں' اس کا جواب دو ورنہ......" ہنری نے اس مرتبہ رائفل کا بٹ سلطان قمر کے کندھے پر مارا۔

سلطان قمر کے منہ سے کراہ نکلی تھی اور وہ گرتے گرتے بچا تھا۔

ہنری پھر بولا "اگر تم نے زبان نہیں کھولی تو تمہاری لاش بھی میں یہیں کہیں گاڑ دوں گا اور پھر سکندر بٹ سے ہی پوچھوں گا کہ وہ خزانہ کہاں ہے؟"

اس وقت انصار بٹ نے بڑا سکون محسوس کیا ہوگا کہ ہربرٹ کے قتل کے سلسلے میں ہنری' سلطان قمر کی کوئی بات ماننے کے لیے تیار نہیں تھا۔

"بولو!" ہنری نے رائفل کی نال سلطان قمر کی پیشانی سے لگا دی "میں صرف چار تک گنوں گا اور اس کے بعد تمہارے بولنے کا انتظار نہیں کروں گا۔"

خوف سے سلطان قمر کا چہرہ زرد پڑ گیا۔
"ایک...." ہنری نے گنتی شروع کی "دو.... تین....."
"میں.... میں بتاتا ہوں۔" سلطان قمر نے جلدی سے کہا۔
ہنری نے رائفل کی نال اس کی پیشانی سے ہٹالی۔

○☆○

رخشی نے سب کچھ اس منصوبے کے مطابق کیا تھا جو سکندر بٹ نے فریال رحمانی کو بتایا تھا لیکن اب اسے اس خیال سے وحشت ہو رہی تھی کہ اسے وہ رات اور بعد کی چند راتیں بھی اسی غار میں گزارنا تھیں۔

غار میں عجیب سی بُو پھیلی ہوئی تھی۔ وہ بُو گھاس کے ان گٹھروں کی وجہ سے تھی جو غار میں رکھے ہوئے تھے۔ اس بو کی وجہ سے بھی رخشی کا دم گھٹ رہا تھا لیکن وہ غار سے باہر اس لیے نہیں نکل رہی تھی کہ چٹان پر سکندر بٹ کا ایک مسلح آدمی موجود تھا۔ اس نے چٹان پر خود کو اس جگہ چھپا رکھا تھا جہاں سے لوگ اوپر آتے جاتے تھے۔ اس جگہ پہاڑی پر اونچی نیچی سیڑھیاں بنائی گئی تھیں۔ یوں تو دوسری سمتوں سے بھی پہاڑی پر چڑھ کر چٹان تک پہنچا جا سکتا تھا مگر ان سیڑھیوں کی طرف سے اوپر آنا زیادہ مشکل نہیں ہوتا تھا۔

رخشی غار کے دہانے کے قریب پتھریلی زمین پر بیٹھی ہوئی تھی۔ اس زمین پر لیٹنا اس کے لیے مشکل تھا۔ اگر وہ گھاس بچھا کر اس پر لیٹتی تو اس کی بو سے اس کا دماغ بالکل ہی پراگندہ ہو جاتا۔ اس سے کہا گیا تھا کہ رات کے کسی حصے میں سکندر بٹ کا کوئی آدمی وہاں آکر اسے ایک بستر دے جائے گا لیکن ساڑھے چار بجے تک کوئی بھی نہیں آیا تھا۔

پتھریلی زمین پر بیٹھے بیٹھے رخشی اتنی تکان محسوس کرنے لگی کہ اٹھ کر غار میں ٹہلنے لگی۔ وہ سوچ رہی تھی کہ فریال رحمانی کے بچے کی زندگی بچانے کے لیے اسے نہ جانے کب تک کیا کچھ کرنا پڑے گا!

اچانک وہ چونکی۔ اسے باہر سے کسی کے کراہنے کی آواز سنائی دی تھی۔ وہ جلدی سے غار کے دہانے پر گئی اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگی مگر اسے کچھ نظر نہیں آیا۔ ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہ دینے والی تاریکی چٹان پر پھیلی ہوئی تھی۔

رخشی کو یقین تھا کہ کراہنے کی وہ آواز اس کا وہم ہرگز نہیں تھی۔ چٹان پر ضرور کچھ ہوا تھا۔ اس پر ایک انجانا سا خوف مسلط ہونے لگا۔ وہ خود پر جھنجلائی بھی کہ اس موقع پر اپنا ریوالور ساتھ نہیں لائی تھی۔ اس نے سوچا کہ سکندر بٹ کے مسلح محافظ کو پکار کر اس سے پوچھے کہ وہ کراہ کس کی تھی لیکن اسے اس شخص کا نام نہیں معلوم تھا پھر بھی اس غار سے کچھ باہر نکل کر تیز قسم کی سرگوشی کی۔

"اے!.... تم کہاں ہو؟ کیا تم میری آواز سن رہے ہو؟"
رخشی کو جواب تو نہ ملا لیکن کوئی سخت سی چیز اس کی کمر سے آلگی اور پھر کسی نے انگریزی میں کہا "تمہاری کمر سے رائفل کی نال لگی ہوئی ہے۔ واپس غار میں چلو۔" لہجہ غیر ملکیوں جیسا تھا۔

رخشی کا دل وہ آواز سنتے ہی یکبارگی بڑی زور سے اچھلا تھا اور پھر تیز دھڑکنوں کی دھمک اس کی کنپٹی تک پہنچنے لگی تھی۔
"کیا تم نے سنا نہیں؟" غیر ملکی پھر غرایا "تم سے میری کوئی دشمنی نہیں ہے اس لیے میں تمہیں جان سے مارنا نہیں چاہتا لیکن تم میری بات نہیں مانو گی تو پھر میں کچھ بھی کر سکتا ہوں۔"
رخشی کے لیے اس کے سوا کوئی چارہ نہ تھا کہ غیر ملکی کے حکم کی تعمیل کرے۔

○☆○

سکندر بٹ اپنے دو مسلح محافظوں کے ساتھ حتی الامکان تیزی سے پہاڑی پر چڑھ رہا تھا۔ اس کے دونوں آدمی ایک چوبی بکس اٹھائے ہوئے تھے۔ چٹان پر پہنچ کر اس نے آواز دی۔
"نجبی خان!"
کوئی جواب نہیں ملا۔
سکندر بٹ نے دوبارہ آواز دی لیکن بے سود۔
"یہ کہاں چلا گیا؟" سکندر بٹ بڑبڑایا۔
"کیا ٹارچ جلاؤں جناب۔" ان دونوں میں سے ایک بولا جو چوبی بکس چٹان پر رکھ چکے تھے۔
"نہیں۔" سکندر بٹ نے جلدی سے کہا "اس وقت یہاں روشنی کرنا مناسب نہیں ہوگا۔" پھر وہ آدمی سے بولا "تم غار کی طرف جاؤ اور رخشی سے پوچھو۔"
وہ آدمی غار کی طرف بڑھ گیا تو سکندر بٹ نے دوسرے آدمی سے کہا "کہیں تمہارے ساتھی کے دل میں بے ایمانی تو نہیں آگئی!"
"میں آپ کا مطلب نہیں سمجھا جناب؟"
"شاید وہ مجھ سے پہلے ہی خزانے کی طرف چلا گیا ہے۔"
"اگر اس نے ایسا کیا ہے تو اس کی ذمّے داری ہم پر نہیں آتی جناب! ہم چاروں ایک دوسرے کے ساتھی تو اس وقت بنے ہیں جب آپ نے ہمیں یکجا کیا ہے۔ اس سے پہلے تو ہم لوگ ایک دوسرے کو جانتے بھی نہیں تھے۔ سوچنے کی بات یہ بھی ہے کہ وہ نیچے جائے گا کیسے؟ کرین تو اپنی جگہ پر ہی ہے۔"
اچانک سکندر بٹ کے ذہن میں کوئی خیال آیا اور وہ تیزی سے چٹان کے اس کنارے کی طرف بڑھا جہاں ٹکڑے ہونے سے پہلے "پیار کی دیوی" کا مجسمہ موجود تھا۔
جو میخ مجسمے کے پیچھے چٹان میں گاڑی گئی تھی، اس میخ سے ایک مضبوط رسّا بندھا ہوا تھا اور اس کا دوسرا سرا نیچے تک چلا گیا تھا۔
"بے ایمان!" سکندر بٹ غرایا "میں اسے اس حرکت کی سزا ضرور دوں گا۔"

جو آدمی غار کی طرف گیا تھا، تیزی سے واپس لوٹا اور قریب آکر اس نے اطلاع دی کہ رخشی غار میں نہیں ہے۔

"وہ کہاں جاسکتی ہے؟" سکندر بٹ نے تیزی سے کہا۔

"میں کیا کہہ سکتا ہوں جناب! غار کے اندر جاکر تو میں نے ٹارچ جلائی تھی۔ اگر وہ وہاں ہوتی تو روشنی میں تو دکھائی دیتی۔"

"آخری مرحلے پر یہ سب کیا گڑبڑ ہورہی ہے۔" سکندر بٹ کی بڑبڑاہٹ میں بے چینی تھی پھر اس نے ان دونوں سے کہا "کرین یہاں لاؤ اور مشین ٹرالی پر چڑھاؤ۔"

ان دونوں نے فوراً اس کے حکم کی تعمیل کی۔ کرین کو چٹان کے کنارے کے پاس لایا گیا اور پھر اس کی ٹرالی نیچے کی گئی پھر ان ہی دونوں نے چوبی بکس کھول کر اس میں سے ایک عجیب سی مشین نکالی اور ٹرالی پر چڑھا دی۔ سکندر بٹ بھی ٹرالی پر چڑھ گیا۔ اس نے ایک آدمی سے اپنے ساتھ ٹرالی پر رکنے کے لیے کہا اور دوسرے کو کرین کی کنٹرول سیٹ پر بھیج دیا۔

مشین پر ایک چوڑا پہیا سا لگا ہوا تھا اور ایک طویل موٹا رسّا اس پر لپٹا ہوا تھا۔ اس پہیئے کی گردش ایک گراری کے ذریعے ممکن تھی۔ رسے کے سرے پر خاصا چوڑا پھندا بنا ہوا تھا۔

کرین کے کنٹرول سسٹم سے ٹرالی کو فضا میں بلند کرکے چٹان کے سرے کی طرف موڑا گیا۔ جب وہ رک گئی تو سکندر بٹ نے مسلح محافظ سے کہا "اب میں نیچے جاتا ہوں۔ جب میں رسے سے لٹک جاؤں تو تم پہیئے کو دھیرے دھیرے گھمانا شروع کرنا۔ جب میں جھٹکا دوں تو پہیئے کو روک دینا۔"

"بہتر ہے جناب!"

"اور اپنی رائفل بھی مجھے دے دو۔ اگر نجمی خان کسی شرارت پر آمادہ ہے تو میں اسے اس کی سزا ضرور دوں گا۔"

محافظ نے خاموشی سے رائفل اس کے حوالے کردی۔

سکندر رسّے کے پھندے میں بیٹھ کر ٹرالی سے نیچے لٹک گیا اور بولا "اب گراری کو حرکت میں لاؤ۔ جب میں جھٹکا دوں تو روک دینا۔ میرے اتر جانے کے بعد رسّا ہلکا ہوجائے گا پھر جب دوبارہ رسے پر وزن محسوس ہو تو سمجھ لینا کہ میں پھر اس پر بیٹھ گیا ہوں۔ اس کے بعد تم مجھے اوپر کھینچ لینا۔"

"بہت بہتر جناب!"

گراری حرکت میں لائی گئی تو پہیا گھومنے لگا اور اس پر لپٹا ہوا رسا کھلتا چلا گیا۔ سکندر بٹ رسے کے پھندے میں بیٹھا آہستہ آہستہ نیچے ہونے لگا۔ اس کے ایک ہاتھ میں ٹارچ اور دوسرے ہاتھ میں رائفل تھی۔ رائفل والے ہاتھ سے ہی اس نے رسّا بھی پکڑ رکھا تھا۔

لگ بھگ دو سو فٹ نیچے جانے کے بعد اسے چٹان میں ایک غار کا دہانہ نظر آیا۔ اس کی آنکھیں خوشی سے چمک اٹھیں۔ ذرا سا اور نیچے جانے کے بعد غار کا دہانہ اس کے بالکل سامنے تھا۔ اس نے رسے کو جھٹکا دیا تو اوپر ٹرالی میں موجود شخص نے پہیئے کی گردش روک دی۔

سکندر بٹ نے ٹارچ جلا کر اس کی روشنی غار میں ڈالی اور اسے اِدھر اُدھر گردش دیتے ہوئے زور سے بولا "نجمی خان!"

اسے کوئی جواب نہیں ملا۔ ٹارچ کی روشنی میں کوئی نظر بھی نہیں آرہا تھا لیکن وہ غار بہت بڑا تھا۔ ٹارچ کی روشنی اس غار کو منور نہیں کرسکتی تھی۔

شروع میں تو سکندر کے ذہن میں یہی خیال آیا تھا کہ نجمی خان کے دل میں بے ایمانی آگئی تھی لیکن بعد میں اس نے سوچا کہ یہ نجمی خان کی بدنیتی یا بے ایمانی نہیں ہوسکتی۔ وہ اکیلا اس خزانے کو یہاں سے کہیں نہیں لے جاسکتا تھا۔ صرف ایک ہی بات ممکن تھی کہ خزانے دیکھنے کی بے چینی نے اسے اس حرکت پر مجبور کردیا ہو۔

سکندر بٹ نے اپنی ٹانگیں پھیلائیں تو وہ غار کے دہانے تک پہنچ گئیں۔ سکندر بٹ نے ٹانگیں چٹان پر جما کر زور سے دھکا دیا تو اس کے جسم نے پیچھے کی طرف جھولا کھایا پھر دوسرے جھولے میں وہ غار کے اندر تھا۔ اس نے اپنا جسم رسّے کے پھندے سے نکالا اور سیدھا کھڑا ہوگیا۔

"تم کہاں ہو نجمی خان!" وہ بلند آواز میں بولا۔

آواز کی گونج غار میں اس طرح پھیلی کہ سکندر بٹ کو غار کی اچھی خاصی وسعت کا اندازہ ہوگیا۔

جواب میں کوئی آواز نہیں سنائی دی۔ سکندر بٹ ایک ہاتھ میں ٹارچ اور دوسرے ہاتھ میں رائفل سنبھالے آگے بڑھا۔ وہ ٹارچ کی روشنی اِدھر اُدھر ڈالتا جارہا تھا۔ یکایک اسے محسوس ہوا جیسے اس کے پیچھے کوئی ہو۔ وہ بہت تیزی سے مڑا اور اس وقت نامعلوم ہاتھوں نے اس کے ہاتھ سے رائفل چھین لی۔ اس جھٹکے میں اس کے ہاتھ سے ٹارچ گر کر بجھ گئی۔

"نجمی خان!" سکندر بٹ کی آواز میں غصہ تھا لیکن وہ کچھ ڈر بھی گیا تھا۔ یہ بات بہرحال اس کے ذہن میں تھی کہ نجمی خان ایک جرائم پیشہ شخص تھا۔

جواب میں سکندر بٹ نے کسی کے ہنسنے کی مدھم آواز سنی۔ وہ ہنسی نجمی خان کی ہرگز نہیں تھی۔

○☆○

خاصی رات گزر چکی تھی لیکن شرجیل اور فریال اپنے خیمے میں جاگ رہے تھے۔ اس وقت سکندر بٹ کو فریال رحمانی سے باتیں کرکے گئے ہوئے بہ مشکل دس منٹ گزرے تھے۔

"آخر تم مجھے بتا کیوں نہیں رہی ہو کہ سکندر بٹ تم سے کیا باتیں کرکے گیا ہے۔" شرجیل جھنجلائے ہوئے انداز میں کہہ رہا تھا۔ میں پرسوں سے محسوس کررہا ہوں کہ تم خاصی پریشان ہو اور مجھے یقین ہے کہ تمہاری پریشانی کا سبب سکندر بٹ ہے۔ مجھے یہ بھی

یقین ہے کہ کہانی میں تبدیلی بھی اسی نے کرائی ہے۔ شوٹنگ کے وقت ایک ہلکے سے دھماکے کے ساتھ مجسمے کا ٹکڑے ٹکڑے ہو کر بکھر جانا بھی کوئی پُراسرار بات نہیں ہے۔ مجھ سمیت یونٹ کا ہر فرد تم سے شاکی ہے کہ تم نے ہمیں حقائق سے بے خبر رکھا۔ وہ مجسمہ یقیناً کسی ڈائنامائٹ یا بم سے وغیرہ سے اڑایا گیا تھا۔"

"تم بولتے ہی چلے جا رہے ہو' مجھے بھی کچھ کہنے کا موقع دو۔"

فریال رحمانی نے آہستہ سے کہا "کل صبح میں یونٹ کے تمام افراد کو مطمئن کردوں گی۔"

"لیکن مجھے تو تم ابھی مطمئن کر سکتی ہو!"

اس سے پہلے کہ فریال رحمانی کچھ کہتی' خیمے کے باہر سے کچھ اجنبیوں کی تیز تیز باتیں کرنے کی آواز سنائی دی اور پھر کسی نے بلند آواز میں پکارا "میڈم فریال!"

فریال رحمانی اور شرجیل تیزی کے ساتھ خیمے سے نکلے۔ انہوں نے وہاں سات آٹھ اجنبی افراد دیکھے جو سوٹ میں ملبوس تھے۔ ان میں سے ایک نے سکندر بٹ کے محافظ کو اپنے ریوالور کی زد میں لے رکھا تھا۔ ایک اور آدمی محافظ کے ہاتھ اس کی پشت پر لے جا کر اس کے ہتھکڑیاں لگا رہا تھا۔

پینتالیس پچاس سال کا ایک آدمی تیزی سے فریال رحمانی کے قریب آکر بولا "میڈم فریال؟"

"جی۔" فریال رحمانی اسے غور سے دیکھنے لگی۔

"ہم لوگوں کا تعلق ایک سرکاری ایجنسی سے ہے۔ یہ میرا کارڈ ہے۔" اس نے اپنی جیب سے شناختی کارڈ نکال کر فریال رحمانی کے سامنے کردیا۔

"اوہ!" فریال رحمانی نے ایک طویل سانس لی "ڈی ایس پی احسان الحق!"

"جی ہاں' یہی میرا نام ہے۔" اس نے شناختی کارڈ واپس اپنی جیب میں رکھتے ہوئے کہا "سکندر بٹ کہاں ہے؟"

"آپ کو سکندر بٹ کی تلاش ہے؟" فریال رحمانی نے تیزی سے پوچھا۔

"جی ہاں۔" ڈی ایس پی احسان بولا "ہم اسے جلد از جلد گرفتار کرنے کے لیے اس وادی میں پہنچے ہیں۔ اسے ہماری خوش قسمتی سمجھ لیجئے کہ ہمیں آج ہی چترال کے لیے فلائٹ مل گئی تھی۔"

"لیکن...." فریال رحمانی کے انداز میں ہچکچاہٹ تھی۔

"گھبرائیے نہیں میڈم فریال!" ڈی ایس پی احسان نے کہا "اب آپ کے بیٹے کے لیے کوئی خطرہ نہیں ہے۔"

"کیا مطلب؟" فریال رحمانی کے ساتھ ہی شرجیل بھی چونکا تھا۔

"ہم اس آدمی کو گرفتار کر چکے ہیں جسے سکندر بٹ نے آپ کے بیٹے کو قتل کرنے کے لیے مامور کر رکھا تھا۔" ڈی ایس پی نے کہا "اس سے ہمیں سکندر بٹ کے سارے منصوبے کا علم ہو چکا ہے۔"

فریال رحمانی کو اچانک یوں محسوس ہوا جیسے اس کے سر سے منوں کا بوجھ اتر گیا ہو۔ اس احساس سے اس کی آنکھوں میں خوشی کے آنسو تیر گئے کہ اب اس کا بیٹا محفوظ تھا۔

"یہ کیا کہہ رہے ہیں!" شرجیل نے فریال رحمانی کا شانہ پکڑ کر بری طرح جھنجوڑ ڈالا "سکندر بٹ نے ہمارے بیٹے کو قتل کرنے کے لیے....."

"ہاں شرجیل!" فریال رحمانی کی آواز جذبات سے بوجھل تھی "اسی لیے میں سکندر بٹ کے ہاتھوں کھلونا بن کر رہ گئی تھی۔ تمہارا یہ خیال بالکل درست ہے کہ اس مجسمے کا ٹکڑے ٹکڑے ہو جانا کوئی پُراسرار بات نہیں تھی۔ چٹان میں میخیں ڈال کر وہ رسّا اسی لیے باندھا گیا تھا کہ اندھیرے میں سکندر بٹ کا ایک آدمی سب سے پوشیدہ رہتے ہوئے ایک رسّے سے لٹک کر مجسمے کے پیچھے پہنچے اور وہاں ایک ایسا ٹائم بم لگا آئے جس کے اثرات زیادہ تباہ کن نہ ہوں۔"

"یہ اور دوسری باتیں میں بھی جاننا چاہوں گا میڈم فریال!" ڈی ایس پی احسان بول پڑا "لیکن یہ باتیں بعد میں بھی ہو سکتی ہیں۔ آپ ہمیں سکندر بٹ کے بارے میں بتائیے کہ وہ اس وقت کہاں ہے؟"

"وہ اس وقت سورج کی چٹان کی طرف گیا ہے۔"

"وہ کہاں ہے؟"

"یہ بتانا تو مشکل ہوگا۔ میں خود آپ کو وہاں لے چلتی ہوں۔"

"تو پھر دیر بالکل نہ کیجئے۔ ہم راستے میں باتیں کرتے رہیں گے۔" ڈی ایس پی نے کہا اور مڑ کر اپنے ساتھیوں کے قریب چلا گیا۔ وہ انہیں کچھ ہدایات دینا چاہتا ہوگا۔

یونٹ کے سبھی افراد اپنے خیموں اور چھولداریوں سے نکل آئے تھے اور کچھ فاصلے پر کھڑے پریشانی کے عالم میں فریال رحمانی اور ڈی ایس پی کو باتیں کرتے دیکھتے رہے تھے۔ جیسے ہی ڈی ایس پی اس کے پاس سے ہٹا' کئی افراد آگے بڑھ آئے۔ ان میں ماجد بھی تھا۔

"کیا معاملہ ہے میڈم!" ماجد نے پوچھا۔

فریال رحمانی نے اسے ڈی ایس پی احسان اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں بتا کر کہا "یہ لوگ سکندر بٹ کو گرفتار کرنے آئے ہیں۔ میں انہیں سورج کی چٹان کی طرف لے جا رہی ہوں۔"

"میں بھی آپ لوگوں کے ساتھ چلوں گا۔ میں رخشی کے لیے بہت پریشان ہوں۔"

اسی وقت ڈی ایس پی بھی فریال رحمانی کے قریب آگیا "چلیں؟"

"چلیے!" فریال رحمانی نے کہا۔

ڈی ایس پی احسان نے اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا تھا کہ فریال رحمانی کے ساتھ شرجیل، ماجد اور یونٹ کے چند افراد بھی چل پڑے۔ شاید سارا یونٹ ہی چل پڑتا لیکن فریال رحمانی نے ان لوگوں سے وہیں رکنے کے لیے کہا تھا اور انہیں بتایا تھا کہ پریشانی کی کوئی بات نہیں ہے۔

”ہم نے سکندر بٹ کے جس آدمی کو پکڑا تھا، اس سے ہمیں جو معلومات حاصل ہوئی ہیں، ان معلومات کے مطابق سکندر بٹ کسی قدیم خزانے کے چکر میں ہے۔“

”جی ہاں۔“ فریال رحمانی نے کہا ”اس کے خیال کے مطابق سورج کی چٹان میں سو فٹ نیچے کوئی غار ہے جس میں سکندر اعظم کا کوئی خزانہ محفوظ ہے۔ وہ مجھے اس خزانے کے بارے میں ہرگز نہ بتاتا۔ اگر اسے میرے مکمل تعاون کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اس کا منصوبہ یہ تھا کہ خزانہ نکال کر پہلے تو چٹان کے اوپر ایک پہاڑی کے غار میں چھپا دیا جائے اور جب میں برف باری کے زمانے میں شوٹنگ مکمل کرلوں تو جن بڑے بڑے بکسوں میں فلم کی شوٹنگ کا سامان لایا گیا ہے، انہی بکسوں میں وہ خزانہ بھرا جائے۔ کیمرے اور دوسرا سازو سامان دریا میں پھینک دیا جاتا۔ اس طرح وہ خزانے کو چترال تک لے جانے میں کامیابی حاصل کرنا چاہتا تھا۔ وہاں سے وہ خزانہ کہاں لے جاتا اور کس طرح لے جاتا، اس کا علم مجھے بھی نہیں۔“

”لیکن ہمارے بچے کا کیا مسئلہ ہے؟“ شرجیل بول پڑا۔

”اسی کی وجہ سے تو میں سکندر بٹ کا آلۂ کار بننے پر مجبور ہوئی۔“ فریال رحمانی نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا اور پھر اس ویڈیو کیسٹ کے بارے میں بتایا جو سکندر بٹ نے اسے دکھایا تھا۔

ڈی ایس پی احسان بولا ”سکندر بٹ نے اپنا منصوبہ پورا کرنے کے لیے مختلف شہروں سے جرائم پیشہ افراد جمع کیے تھے۔ اس نے انہیں خاصی بھاری رقوم ایڈوانس کے طور پر دی تھیں اور وعدہ کیا تھا کہ خزانہ حاصل کرنے کے بعد وہ اس سے دگنی رقم ادا کرے گا۔“

”لیکن آپ کو اس آدمی کا پتا کیسے چلا جو ہمارے بچے کے ہوسٹل کے سامنے کسی عمارت میں تھا۔“

”دراصل آج شہر میں ہڑتال تھی۔“ ڈی ایس پی نے بتایا ”امن وامان قائم رکھنے کے لیے شہر میں پولیس کا گشت تو بڑھایا ہی گیا تھا مگر اس کے علاوہ پولیس کے کئی ہیلی کاپٹرز بھی شہر کے مختلف علاقوں میں پرواز کرتے ہوئے صورتِ حال پر نظر رکھے ہوئے تھے۔ ان کے پاس دوربینیں بھی تھیں۔ ایک ہیلی کاپٹر سے اس شخص کو دیکھ لیا گیا۔ وہ کھڑکی سے جھانک رہا تھا۔ اگر وہ کوئی عام آدمی ہوتا تو یہ بات نظرانداز کردی جاتی لیکن اس جرائم پیشہ شخص کا نام پولیس کی لسٹ پر تھا چنانچہ ہیلی کاپٹر سے پولیس ہیڈ کوارٹر کو اس کی اطلاع دی گئی۔ پولیس نے اس عمارت پر ریڈ کرکے اس

شخص کو گرفتار کرلیا۔ اس کے پاس سے رائفل برآمد ہوئی تھی۔ اس سے یہ سمجھا گیا کہ کسی نے اسے تخریب کاری کے لیے استعمال کرنا چاہا تھا۔ جب اس سے یہ معلوم کرنے کی کوشش کی گئی کہ وہ جس گروہ کا تخریب کار تھا تو اس نے دوسری ہی کہانی سنائی۔ اس کی وہ کہانی نہایت چونکا دینے والی تھی۔ صرف ایک گھنٹے کی تفتیش سے ہمیں یہ معلوم ہوگیا کہ آپ واقعی کسی فلم کی شوٹنگ کے لیے کافرستان پہنچی ہوئی ہیں اور سکندر بٹ نام کا کوئی سرمایہ دار آپ کے ساتھ ہے۔ اندیشہ تھا کہ اگر اسے کسی طرح اپنے آدمی کی گرفتاری کا پتا چل گیا تو وہ آپ کے لیے خطرناک ثابت ہو سکتا ہے اپنے افسرِ اعلیٰ کے حکم سے میں آٹھ آدمیوں کی پارٹی بنا کر یہاں پہنچ گیا۔"

"وادی میں اس کے اور آدمی بھی موجود ہیں۔" فریال رحمانی نے بتایا۔

"سکندر بٹ کی گرفتاری کے بعد باقی سب کو بھی دیکھ لیا جائے گا۔"

باتیں کرتے ہوئے وہ سب بڑی تیزی سے سورج کی چٹان کی طرف بڑھ رہے تھے۔

○☆○

سکندر بٹ غار کی ایک دیوار سے پیٹھ لگائے بیٹھا تھا۔ ریشمی ڈوری سے اس کے دونوں ہاتھ اس کی پشت پر باندھ دیے گئے تھے۔ پیروں کو ٹخنوں سے ملا کر انہیں بھی ایک ریشمی ڈوری سے باندھ دیا گیا تھا۔ موم شمع جلا کر ایک پتھر پر رکھ دی گئی تھی جس کی مدھم زرد روشنی میں سکندر بٹ اپنے سامنے جس شخص کو کھڑا دیکھ رہا تھا' وہ کوئی غیر ملکی تھا۔ سکندر بٹ کے لیے وہ ایک اجنبی صورت تھی۔

"میرا نام ہنری ہے سکندر بٹ!" وہ بولا "چٹان پر موجود تمہارے محافظ کو تو میں نے بے ہوش کر کے نشیب میں پھینک دیا تھا۔ اس کے بعد میں رسے کے ذریعے غار میں اترا تھا اور یہاں اس سے پہلے فلم کی ہیروئن کو بھی بے ہوش کر کے غار میں گھاس کے گٹھروں کے پیچھے ڈال دیا تھا۔ ان دونوں سے مجھے کوئی دشمنی تو تھی نہیں کہ انہیں جان سے مار دیتا۔"

"تم مجھ سے کیا چاہتے ہو؟" سکندر بٹ کی آواز میں خوف تھا۔

ہنری ہنسا "شاید تمہارے ذہن میں یہ خیال ہو کہ میں تم سے خزانے میں اپنا حصہ چاہوں گا لیکن ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ یہاں کوئی خزانہ سرے سے ہے ہی نہیں۔"

"یہ نہیں ہو سکتا۔" سکندر بٹ کے منہ سے نکلا "میں نے نقشے ہی کے ذریعے یہ چٹان تلاش کی تھی اور نقشے میں تحریر کے مطابق چٹان میں' اس جگہ غار بھی موجود ہے تو پھر یہ ناممکن ہے کہ خزانہ یہاں موجود نہ ہو۔ اگر تم اکیلے اس خزانے پر قابض ہونا چاہتے ہو تو یقین کرو کہ تم اکیلے وہ خزانہ یہاں سے نکال کر نہیں لے جا سکتے۔"

"یہ تمہاری خام خیالی ہے کہ میں اکیلا کچھ نہیں کر سکتا۔ اگر وہ خزانہ یہاں ہوتا تو میں اسے یہاں سے نکال لے جانے کا کوئی نہ کوئی بندوبست کر ہی لیتا لیکن خزانہ جو کبھی یہاں تھا' اب یہاں نہیں ہے۔ تیمور لنگ نے جب ہندوستان پر حملہ کیا تھا تو کافرستان پر بھی یلغار کی تھی۔ یہ تو مجھے نہیں معلوم کہ اسے خزانے کا علم کیسے ہوا لیکن یہ طے ہے کہ وہ یہاں سے سکندر اعظم کا خزانہ نکال لے گیا تھا۔ غار کے ایک حصے میں ایک چٹان اس طرح ابھری ہوئی ہے کہ چبوترہ سا بن گیا ہے۔ اس چبوترے پر ایک تحریر کھدی ہوئی ہے۔ وہ تحریر تم شاید نہ پڑھ سکو۔ میں تو دنیا کی کئی زبانیں جانتا ہوں اس لیے میں نے وہ تحریر پڑھ لی ہے۔ اگر تم چاہو تو میں اس تحریر کا انگریزی ترجمہ سنا دوں!"

"تم جھوٹ بول رہے ہو۔" سکندر بٹ کی آواز نہ جانے کیوں کانپ گئی۔

"مجھے جھوٹ بولنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے سکندر بٹ!..... خیر! تم یقین کرو یا نہ کرو' مجھے اب یہاں سے جانا ہے۔ میں یہاں اپنا وقت کیوں برباد کروں۔"

"تم مجھے یوں بندھا ہوا چھوڑ کر جاؤ گے؟"

"نہیں۔" ہنری نے پُرسکون لہجے میں کہا "میں تمہاری ڈوریاں کھول دوں گا لیکن تمہیں ایک انجکشن لگا جاؤں گا تاکہ تم بے ہوش ہو جاؤ! اور میرے جانے کے بعد فوراً اس غار سے نہیں نکل سکو۔"

"تم ایسا نہیں کر سکتے!" سکندر بٹ ہذیانی انداز میں چیخا "تم کو اس کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔ چٹان پر میرے آدمی موجود ہیں۔"

"ان سے نمٹنا میرے لیے مشکل نہیں ہوگا۔" ہنری نے کہا۔

اس نے رائفل ایک طرف رکھ کر اپنی جیب سے ایک سرنج اور کسی محلول کی ایک چھوٹی سی شیشی نکالی تھی۔

سکندر بٹ پر دیوانگی طاری ہوگئی۔ وہ ہنری کو گالیاں بکنے لگا لیکن ہنری نے اس وقت اپنے کان جیسے بند ہی کر لیے تھے۔ وہ سرنج میں محلول بھر کر سکندر بٹ کے قریب پہنچا۔ سکندر بٹ اس طرح مچلا کہ ہنری انجکشن لگانے میں کامیاب نہ ہو سکے لیکن ہنری نے اس کا بازو پکڑ کر اس کے لباس کے اوپر سے ہی سرنج کی سوئی اس کے بازو میں گھونپ دی۔ انجکشن لگاتے ہوئے اس کی ہنسی میں بڑی سفاکی تھی۔ سکندر بٹ یہ اندازہ نہیں لگا سکا کہ ہنسنے کی آواز میں سفاکی کیوں تھی۔

انجکشن لگا کر ہنری نے سرنج ایک طرف پھینک دی اور پھر بڑی نفرت سے سکندر بٹ کے منہ پر تھوک کر بولا "اب تم تڑپ تڑپ کر مرو گے سکندر بٹ! یہ انجکشن بے ہوشی کی کسی دوا کا نہیں' ایک زہر کا تھا جو سریع الاثر نہیں ہے۔ پانچ منٹ بعد

تمہارے جسم میں اینٹھن شروع ہوگی اور پھر تم گھنٹے ڈیڑھ گھنٹے تک شدید اذیت میں تڑپنے کے بعد مر وگے۔ یہی میرا انتقام ہے۔ میرا پورا نام ہنری ڈگلس ہے سکندر بٹ! میں اس ہربرٹ ڈگلس کا بیٹا ہوں جسے قتل کر کے تم نے اس خزانے کا نقشہ حاصل کیا تھا۔"

یکایک سکندر بٹ کا چہرہ موم بتی کی روشنی میں کچھ زیادہ ... زرد نظر آنے لگا۔ وہ اس طرح آنکھیں پھاڑے ہنری کی طرف دیکھ رہا تھا جیسے ہنری نے اسے کوئی عجیب و غریب اور وحشت ناک کہانی سنائی ہو۔

"میں اس وادی میں کئی ماہ سے تمہاری تاک میں تھا سکندر بٹ! میری خواہش تھی کہ تمہیں ختم کرنے سے پہلے اس خزانے تک پہنچ جاؤں۔ آج میں اس وقت بھی تمہارے تعاقب میں تھا جب تم اپنے ساتھی سلطان قمر سے ملنے گئے تھے۔ اس سے ملاقات کے بعد جب تم واپس فلم والوں کے کیمپ کی طرف گئے تو میں سلطان قمر کو زبردستی اپنے خیمے میں لے گیا تھا۔ اس سے سب کچھ معلوم کرنے کے بعد ہی میں نے اس چٹان کا رخ کیا تھا لیکن یہاں آنے سے پہلے میں نے اسے بھی یہی انجکشن لگا دیا تھا جو تمہیں لگایا ہے۔ اب تک وہ تڑپ تڑپ کر جان دے چکا ہوگا اور ایک ڈیڑھ گھنٹے بعد تم بھی اس کے پاس پہنچ جاؤ گے۔"

"نہیں۔" سکندر بٹ خوف سے چیخ پڑا۔

ہنری ایک بار پھر سفاکی سے ہنسا "ذرا دیر بعد تم اس سے بھی زیادہ زور زور سے چلانا شروع کرو گے سکندر بٹ کیوں کہ وہ اذیت تمہارے لیے ناقابلِ برداشت ہوگی لیکن میرا اندازہ ہے کہ تمہاری چیخوں کی آواز اس غار میں ہی گونج گونج کر دم توڑتی رہے گی، سو فٹ اوپر چٹان کی سطح تک نہیں پہنچ سکے گی۔"

"میں نے ہربرٹ کو نہیں مارا۔" سکندر بٹ کانپتی ہوئی آواز میں بولا "تمہیں میرے ساتھ یہ سلوک نہیں کرنا چاہیے۔"

"جو میں کر گزرا ہوں، اس کا تدارک میں تو کیا، دنیا کی کوئی طاقت نہیں کر سکتی جو زہر میں تمہیں دے چکا ہوں، اس کا تریاق کسی کے پاس نہیں ہے اور تمہارے اس جھوٹ پر یقین کرنے کا تو کوئی سوال ہی نہیں ہے کہ تم نے میرے باپ کو قتل نہیں کیا تھا۔"

ہنری نے رائفل اٹھا کر اپنے شانے سے لٹکائی اور پھر ٹہلنے لگا "میں یہاں اب تنی دیر اور رکنا چاہتا ہوں کہ تمہارے تڑپنے کا منظر دیکھ سکوں۔"

سکندر بٹ ہذیانی انداز میں چیخ چیخ کر کچھ نام پکارنے لگا۔ غالباً وہ نام اس کے ان ساتھیوں کے تھے جنہیں وہ اوپر چٹان پر چھوڑ آیا تھا۔

ہنری پھر بڑی سفاکی سے ہنسا "تمہارے پھیپھڑے پھٹ جائیں گے لیکن تمہاری آواز اوپر تک نہیں پہنچ سکے گی۔ اگر تم چاہو تو میں صرف وقت گزاری کے لیے تمہیں اس چبوترے کی تحریر کا انگریزی ترجمہ سنا دوں؟"

---

ایک ماہرِ نفسیات نے ایک مریض سے سوالات کرنے شروع کیے "اگر میں آپ کا ایک کان کاٹ دوں تو کیا ہوگا؟"

مریض نے جواب دیا "میں دیکھ نہیں سکوں گا۔"

انہوں نے دوبارہ پوچھا "اگر میں آپ کے دونوں کان کاٹ دوں تو پھر؟"

انہوں نے جواب دیا "بھائی میں دیکھ نہیں سکوں گا۔ اگر آپ نے میرے کان کاٹ دیے تو میں عینک کہاں لگاؤں گا؟"

سید محسن رضا شیرازی، کوہاٹ

---

سکندر بٹ خاموش ہو کر پھولی ہوئی سانسوں کے ساتھ ہنری کی طرف دیکھنے لگا۔

"اس چبوترے کی تحریر یہ ہے سکندر بٹ کہ۔" ہنری بولا "عظیم سکندر کی روح کو تیمور کا سلام پہنچے کہ اس نے یہاں میرے لیے ایک بیش بہا خزانہ چھوڑا۔ میں یہ تحریر اس لیے چھوڑ رہا ہوں کہ اگر کبھی کوئی یہاں آئے تو سکندرِ اعظم اور اس کے خزانے کے ساتھ، میری یہ تحریر بھی تاریخ کا حصہ بن سکے۔"

اچانک سکندر بٹ نے ہونٹ بھینچ لیے۔ اس کا جسم کانپنے لگا تھا۔

"اوہ!" ہنری پُرمسرت انداز میں بولا "معلوم ہوتا ہے کہ زہر نے کچھ جلد ہی کام شروع کر دیا ہے۔"

اسی وقت سکندر بٹ کی کراہ ایک چیخ میں ڈھل گئی۔

"گڈ!" ہنری کے لہجے سے خوشی امنڈ رہی تھی "میں اپنے باپ کے قاتل کو اسی طرح تڑپ تڑپ کر مرتے ہوئے دیکھنا چاہتا تھا۔"

سکندر بٹ اسے گالیاں دینے لگا لیکن تیزی سے بڑھتی ہوئی تکلیف کے باعث ہر گالی ادھوری رہ جاتی تھی۔ بندھا ہوا ہونے کے باوجود وہ اس طرح تڑپنے لگا جیسے کسی نے اس کا آدھا گلا کاٹ کر چھوڑ دیا ہو۔

ہنری بڑی سفاکی سے بولا "تمہارے ساتھی سلطان قمر کو تو اس طرح چیخنے کا بھی موقع نہیں ملا ہوگا۔ میں اس کے منہ میں کپڑا ٹھونس کر اور ہونٹوں پر ٹیپ چپکا کر آیا تھا۔"

سکندر بٹ تڑپتا رہا۔ اب اسے گالیاں بکنے کا بھی ہوش نہیں رہا تھا۔ تکلیف سے اس کی آنکھیں اُبل پڑ رہی تھیں۔

"اذیت کا خزانہ مبارک ہو سکندر بٹ!" ہنری نے کہا اور غار کے دہانے کی طرف مڑ گیا۔ اسے اپنے عقب میں سکندر بٹ کی

چیخیں سنائی دیتی رہیں۔

غار کے دہانے کے باہر اسے ایک رسا لٹکتا نظر آیا جس میں ایک بڑا سا پھندا بھی لگا ہوا تھا۔ ہنری نے جھانک کر اوپر دیکھا۔ ستاروں کے پس منظر میں اُسے اس کرین کی ٹرالی دکھائی دی جو اس نے چٹان پر دیکھی تھی۔ اس ٹرالی پر کسی آدمی کا مدھم سا سایہ بھی نظر آیا۔

ہنری جیسے چالاک آدمی کے لیے اس صورتِ حال کو سمجھنا مشکل نہیں تھا۔ اس نے رائفل کا کندہ آگے بڑھا کر پھندے والے رسے کو اپنی طرف کھینچا اور اس میں بیٹھ کر فضا میں جھول گیا۔

بہ مشکل آدھے منٹ بعد رسا اسے لیے ہوئے دھیرے دھیرے اوپر ہونے لگا۔ ہنری نے سوچ لیا تھا کہ وہ ٹرالی پر پہنچتے ہی رائفل کا بٹ مار کر سکندر بٹ کے اس آدمی کو بے ہوش کردے گا۔ وہ کبھی بلاوجہ کسی آدمی کو جان سے نہیں مارتا تھا۔ چٹان پر پہرا دینے والے آدمی کو بھی اس نے نشیب میں پھینکنے سے پہلے صرف بے ہوشی کا انجکشن لگایا تھا۔ پانچ چھ گھنٹے سے پہلے اس آدمی کے ہوش میں آنے کی کوئی توقع نہیں تھی۔ انسانی جسم پر مختلف اثرات ڈالنے والے انجکشن اور مختلف زہریلے محلول کا استعمال اس کا مخصوص طریقۂ کار تھا۔

ٹرالی پر ہنری بڑے اطمینان سے چڑھا۔ اسے یقین تھا کہ اسے سکندر بٹ سمجھتے ہوئے اس کا آدمی اس کے خلاف کوئی قدم نہیں اٹھائے گا اور وہ بڑے اطمینان سے رائفل کا بٹ استعمال کرسکے گا لیکن وہ ایسا نہیں کرسکا۔ وہ ٹرالی پر پہنچا ہی تھا کہ ایک ریوالور کی نال ہنری کی پیشانی پر آ لگی۔

”کوئی غلط حرکت نہیں۔“ ہنری نے تحکمانہ آواز سنی ”تم اس وقت قانون کی حراست میں ہو۔“

○☆○

دھوپ خاصی پھیل چکی تھی جب رخشی کو ہوش آیا تھا اور اس نے خود کو فریال رحمانی کے خیمے میں پایا تھا۔ شرجیل اور ماجد بھی وہیں موجود تھے۔

اس وقت تک بہت سے واقعات ہو چکے تھے جن سے رخشی کو آگاہ کردیا گیا۔ کریمر اور انصار بٹ نے پولیس سے رابطہ قائم کرکے ساری کہانی سنا دی تھی۔ انصار بٹ تو یہ قدم ہرگز نہ اٹھاتا لیکن کریمر ڈگلس نے پولیس سے رابطہ کرکے اپنے بیان میں کہا تھا ”میں ایک امن پسند شخص ہوں اور قانون کا احترام کرتا ہوں۔ میری خواہش تھی کہ ہربرٹ کا انتقام لینے کے لیے ہنری کوئی غیر قانونی قدم نہ اٹھائے لیکن وہ باز نہیں آیا۔ اس نے سکندر بٹ کے ساتھی کو بھی ہلاک کردیا اور سکندر بٹ کو بھی لیکن اب جب کہ وہ گرفتار ہو چکا ہے‘ اسے اپنے کیے کی سزا بھگتنا ہی پڑے گی۔“

رخشی کو بتایا گیا کہ فی الحال تو پولیس نے انصار بٹ اور کریمر ڈگلس کو بھی اپنی حراست میں لے لیا ہے لیکن امکان یہی ہے کہ انہیں چھوڑ دیا جائے گا۔ انہوں نے ہی ہنری ڈگلس اور سکندر بٹ کے ساتھی کی ساری گفتگو بھی پولیس کو سنا دی تھی جس سے یہ معلوم ہوا تھا کہ خزانہ اگر ہوتا تو چترال تک خفیہ طور پر پہنچ جاتا لیکن اس کے بعد وہ کسی بھی چوکی پر قانون کی نظر میں آسکتا تھا لہٰذا سکندر بٹ کے ساتھی نے افغانی سرزمین کے ایک مزاحمتی گروپ کے آدمی گل خان افغانی سے رابطہ کیا تھا جو مغربی طاقت اس مزاحمتی گروپ کو سپورٹ کررہی تھی‘ وہی اس خزانے کی قیمت ڈالروں میں ادا کردیتی جو اربوں میں ہونا چاہیے تھا۔ چترال سے وہ خزانہ مزاحمتی گروپ کا نمائندہ گل خان لے جاتا اور ڈالرز چترال سے نکال لے جانے میں سکندر بٹ کو کسی خاص دشواری کا سامنا نہیں کرنا پڑتا لیکن تیمور لنگ صدیوں پہلے اس غار سے وہ خزانہ نکال کر لے جا چکا تھا۔

رخشی نے لیٹے لیٹے وہ ساری باتیں سنی تھیں۔ وہ خاصی نقاہت محسوس کررہی تھی۔ اس کے جسم پر وہ اثرات اس انجکشن کے تھے جو ہنری نے اسے لگایا تھا۔ وہ بے ہوش تو وہ ہو ہی گئی تھی لیکن ہنری نے انجکشن اس لیے لگایا تھا کہ وہ کئی گھنٹوں تک بے ہوش رہ سکے۔

فریال رحمانی کہہ رہی تھی ”لوگ ٹھیک ہی کہتے ہیں کہ بعض اوقات منفی حالات میں بھی کوئی بہت اچھا مثبت پہلو نکل آتا ہے۔ اب میں کہانی میں یقیناً خاصی تبدیلیاں کروں گی۔ سکندر بٹ کی وجہ سے جو مناظر فلمائے گئے تھے‘ انہیں بھی فلم میں رکھوں گی اور کچھ ایسے مناظر بھی لکھوں گی کہ کس طرح اس غار میں بھی فلم بندی کی جاسکے اور اس چٹان کو فلم میں لایا جاسکے جس پر تیمور لنگ کی کھدوائی ہوئی تحریر موجود ہے۔“

شرجیل بولا ”یہ تو بہت خطرناک ہوگا۔“

”اس کے لیے کوئی تدبیر سوچنا ہی ہوگی۔ اس غار میں فلم بندی کی خبر سے ہماری فلم کو بے حد پبلسٹی ملے گی۔“

”اور سرمائے کا کیا ہوگا؟ سکندر بٹ تو اب رہا نہیں۔“

”چیک بک ہمیشہ میرے پاس رہی ہے اور اس میں سکندر بٹ کا سائن کیا ہوا ایک چیک بھی ہمیشہ رہا ہے۔“

”لیکن یہ بات سامنے آچکی ہے کہ دراصل سارا سرمایہ انصار بٹ کا تھا!“

”قانوناً تو وہ میرا ہی ہے۔ سکندر بٹ سے معاہدے میں یہ بات شامل تھی کہ اگر کبھی ہم دونوں میں سے کوئی ایک نہ رہا تو دوسرا ہی اس سارے سرمائے یا اس سے بنی ہوئی فلم اور فلم سے حاصل ہونے والے منافع کا مالک ہوگا لیکن میں اب اتنی بے ضمیر بھی نہیں ہوں کہ اس قانونی نکتے کا سہارا لے کر سب کچھ ہڑپ کر جاؤں۔ میں نے سوچ لیا ہے کہ اس سلسلے میں انصار بٹ سے بات کروں گی اور مجھے یقین ہے کہ وہ شریف آدمی ہے میری بات مان لے گا۔ اس کی شرافت اور اس کے باضمیر ہونے کا اس سے بڑا ثبوت کیا ہوگا کہ اس نے ہربرٹ پر گولی چلانے کا اعتراف کرلیا

اور وہ جگہ بھی دکھا دی جہاں ہربرٹ کی لاش اور وہ رائفل دفن تھی جس سے اس پر گولی چلائی گئی تھی۔ اگر وہ یہ سب کچھ نہ بتاتا تو پولیس کے فرشتے بھی ہربرٹ کی لاش دریافت نہ کر پاتے۔ اس کے علاوہ سکندر بٹ اور اس کے ساتھی کی موت کے بعد تو انصار بٹ کے خلاف بیان دینے والا بھی کوئی نہیں تھا۔"

رخشی بولی "ابھی تو آپ بتا چکی ہیں کہ ہربرٹ کو سکندر بٹ اور اس کے ساتھی نے مارا تھا!"

"ایک اعتبار سے تو صرف سکندر بٹ نے ہی مارا تھا لیکن اس وقت رائفل انصار بٹ کے ہاتھوں میں تھی۔ جب نقشہ حاصل کرنے کے لیے ہربرٹ اور سکندر بٹ کا جھگڑا بڑھا تو سکندر بٹ نے اس پر رائفل تان لی تھی۔ اس وقت بھی ہربرٹ نقشہ دینے کے لیے تیار نہیں ہوا تھا تو سکندر بٹ نے رائفل انصار بٹ کے ہاتھوں میں تھما دی تھی اور اس سے کہا تھا کہ وہ ہربرٹ کو نشانے پر رکھے اور اسے کوئی حرکت کرنے سے باز رکھے۔ پھر وہ اور اس کا ساتھی ہربرٹ کے سامان کی تلاشی لینے لگے تھے۔ انصار بٹ نے رائفل تو ہاتھ میں لے لی تھی لیکن وہ شریف آدمی تھا بے حد پریشان تھا کہ آخر یہ سب کیا ہو رہا ہے پھر اس وقت وہ بھی سکندر بٹ ... کا ارادہ نہ سمجھ سکا جب سکندر بٹ نے اس کے قریب آ کر ٹریگر میں انگلی ڈالی اور انصار بٹ کی انگلی دبا دی جس سے رائفل چل گئی اور گولی اتفاق سے ہربرٹ کے سینے میں عین دل کے مقام پر لگی۔ اس کی ہلاکت سے انصار بٹ بری طرح بوکھلا گیا تھا پھر جب ہربرٹ کی لاش کے ساتھ وہ رائفل بھی ایک جگہ زمین میں گاڑ دی گئی تھی تو انصار بٹ نے سکندر بٹ اور اس کے ساتھی سے صاف صاف کہہ دیا تھا کہ اب وہ ان کی اس مہم میں شامل رہنے کے لیے تیار نہیں ہے پھر جب اس نے واپس اپنے شہر جانے کی تیاری شروع کی تھی تو سکندر بٹ نے اسے دبے لفظوں میں دھمکی دے دی تھی کہ اگر انصار بٹ نے اس خزانے کا راز کسی کو بتایا تو وہ پولیس کو بتا دے گا کہ ہربرٹ پر اسی نے گولی چلائی تھی۔ رائفل پر اس کی انگلیوں کے نشانات بھی تھے۔ سکندر بٹ نے وہ رائفل پلاسٹک میں لپیٹ کر زمین میں اس طرح گاڑی تھی کہ نشانات ضائع نہ ہونے پائیں۔" فریال کچھ رک کر بولی "اسی بنیاد پر سکندر بٹ نے کچھ عرصے بعد اسے بلیک میل کر کے وہ روپیہ حاصل کیا تھا جس کے بل پر سکندر بٹ نے مجھ سے مل کر فلم کا پروگرام بنایا تھا۔ دراصل اس وقت تک انصار بٹ خوف زدہ تھا اور قانون کی گرفت سے بچنا چاہتا تھا لیکن جب اس کے سامنے ہنری نے سکندر بٹ کے ساتھی کو ایک زہریلا انجکشن دے کر ہلاک کیا تو اس کا ضمیر بے چین ہو گیا۔ اس کے بعد ہی اس نے ڈی ایس پی احسان کو یہ ساری باتیں بتا دیں۔"

"اس پر مقدمہ تو ضرور چلے گا۔" شرجیل بولا۔

"لیکن میں سمجھتی ہوں کہ فیصلہ کرتے وقت عدالت اس بات کو پیشِ نظر رکھے گی کہ انصار بٹ نے خود ہی یہ ساری باتیں نہ بتائی ہوتیں تو قانون کبھی اس پر ہاتھ نہ ڈال پاتا۔ اس لیے عدالت اس کی اس بات پر بھی یقین کر لے گی کہ گولی چلانے میں اس کے ارادے کو دخل نہیں تھا۔ مجھے یقین ہے کہ عدالت اسے باعزت بری کر دے گی۔"

"یہ سکندر بٹ کا ساتھی کون تھا جسے ہنری نے انصار بٹ کے سامنے ہلاک کیا؟" رخشی نے پوچھا "کئی بار اس کا ذکر کرنے کے باوجود آپ نے اس کا نام نہیں لیا!"

فریال رحمانی نے متفکر نظروں سے رخشی کی طرف دیکھا اور پھر ماجد کی طرف دیکھنے لگی۔ ماجد نے نظریں جھکا لیں۔

"کیا بات ہے؟" رخشی نے تعجب سے ماجد کی طرف دیکھا "تم نے سر کیوں جھکا لیا؟"

"ماجد صاحب!" فریال رحمانی نے دھیمی آواز میں کہا "یہ بات رخشی سے ہمیشہ تو چھپی نہیں رہ سکتی!"

"جی۔" ماجد نے ٹھنڈی سانس لے کر سر اٹھایا "آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں۔"

"رخشی!" فریال رحمانی نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر کہا "تمہیں یہ جان کر صدمہ ہوگا لیکن آج نہیں تو کل، تمہیں یہ بات معلوم ہونا ہی ہے۔"

کسی خیال کے ذہن میں آنے سے رخشی کے دل کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں۔

فریال رحمانی نے بات جاری رکھی "سکندر بٹ کے ساتھی کی لاش ماجد صاحب نے ہی شناخت کی تھی۔ وہ تمہارے والد سلطان قمر تھے۔"

رخشی نقاہت کے باعث اٹھ نہیں پا رہی تھی لیکن یہ بات سنتے ہی وہ ایک جھٹکے سے اٹھ بیٹھی اور آنکھیں پھاڑ کر ماجد کی طرف دیکھنے لگی۔

ماجد نے رخشی کے شانے پر ہاتھ رکھ دیا اور اس طرح ہونٹ بھینچ لیے جیسے اپنے آنسوؤں پر قابو پانے کی کوشش کر رہا ہو۔ رخشی کا ایک ہاتھ فریال رحمانی کے ہاتھ میں تھا جسے وہ آہستہ آہستہ تھپکنے لگی تھی۔

"خوب!" رخشی پاگلوں کی طرح ہنس پڑی "تو ایک خزانے کے لالچ میں ایک باپ نے اپنے دوست کے ذریعے اپنی بیٹی کو استعمال کر ڈالا!"

فریال رحمانی نے غور سے رخشی کی طرف دیکھا جو پاگلوں کی طرح ہنسی تو تھی لیکن اس کی آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے تھے پھر جس طرح وہ جھٹکے سے اٹھی تھی، اسی طرح جھٹکے سے پھر لیٹ گئی۔ اس نے آنکھیں بند کر لی تھیں اور آنسو اس کے گالوں پر ڈھلک گئے تھے۔

خیمے میں ایسی مرگ آسا خاموشی چھا گئی جیسے سلطان قمر کی لاش وہیں رکھی ہوئی ہو!

△